واقعہ ہابیل و قابیل قرآن اور بائبل کی روشنی میں



مقالہ نگار عروج فاطمہ

سیشن ۲۰۱۸-۲۰۲۰

رول نمبر ۱۸-R-M.PHIL-ISL-۰۹۱۰

شعبہ عربی و علوم اسلامیہ

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور


بسم الله الرحمن الرحيم

اقرارنامہ

میں عروج فاطمہ، رول نمبر ۱۸ -R-M.PHIL-ISL--۰۹۱۰ سیشن ۲۰۲۰- ۲۰۱۸ اس بات کا اقرار کرتی ہوں کہ مقالہ، بعنوان

واقعہ ہابیل و قابیل قرآن اور بائبل کی روشنی میں

میں پیش کیا جانے والا مواد میری ذاتی کاوش ہے اور میرے علم کے مطابق یہ پاکستان یا ملک سے باہر کسی بھی تحقیقی یا تعلیمی ادارے کی طرف سے شائع، طبع یا پیش نہیں کیا گیا۔

دستخط مقالہ نگار: ______________ تاریخ: ______________

تصدیق برائے تکمیلِ مقالہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ زیر نظر مقالہ بعنوان "واقعہ ہابیل و قابیل قرآن اور بائبل کی روشنی میں" عروج فاطمہ رول نمبر-M.PHIL
-۱۸ISL- R -۰۹۱۰- کیا۔
،میقات ۲۰۲۰-۲۰۱۸ نے ایم فل علوم اسلامیہ کی سند کے حصول کے لیے میری زیر نگرانی مکمل

نگران مقالہ:

ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری

اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ عربی و علوم اسلامیہ

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

تاریخ:

بتوسط

ڈاکٹر حافظ محمد نعیم

صدر شعبہ عربی و علوم اسلامیہ

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

کنٹرولر امتحانات

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

انتساب

والدین کے نام

ربِّ ارحمھما کما ربیٰنی صغیرًا

الاسراء(۱۷ : ۲۴)

اظہارِ تشکر

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ النمل(۱۹:۲۷)

میں سب سے پہلے اس بابرکت اور مقدس ذات کے حضور سجدہ پیش کرتی ہوں۔ جس کے احسانات تلے میں دبی ہوئی ہوں۔

جس نے مجھے پیدا کیا، مجھے شعور، قابلیت اور اختیار دے کر اشرف المخلوقات کے شرف سے نوازا۔

درود و سلام معلمِ اعظم حضرت محمد ﷺ پر جنہوں نے آفتابِ علم بن کر میری شبِ جہالت کو صبحِ پُرنور میں بدلنے کے لیے حصولِ علم کو فرض قرار دیا اور ساتھ ہی خوبصورت دعا بھی سکھا دی۔

(ربی زدنی علما) اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما

تعظیم و تکریم کے لائق ہیں میرے والدین جنہوں نے مجھے سہولیات فراہم کیں تاکہ میں اپنے اس کام کو مکمل کر سکوں۔

میں بے حد شکر گزار ہوں، استاد پروفیسر ڈاکٹر سلطان شاہ صاحب، میرے نگرانِ

مقالہ ڈاکٹر خورشید قادری صاحب، ڈاکٹر عابد ندیم سمیت وہ تمام اساتذہ جنہوں نے کلاس ورک کے دوران تحقیق کے لیے ذہنی اور علمی صلاحیتوں کو جِلا بخشی۔

میں اپنے تمام بھائیوں، عبد الغفور، محمد زیشان محسود، حافظ طلحہٰ خضر، حافظ محمد ابو بکر کی بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے مقالہ لکھنے میں میری رہنمائی فرمائی۔

میں اپنی سہیلی انعم محمود کی بہت شکر گزار ہوں کہ اس نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں میرا ہمہ وقت ساتھ دیا۔ علاوہ ازیں ہر اس شخص کی شکر گزار ہوں جس نے اس مقالے کی تکمیل میں کسی بھی طرح میری مدد کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

وماتوفیقی الا باللہ

عروج فاطمہ

مقدمہ

تمام تعریفیں اس ذاتِ واحد کے کئے جو تمام جہانوں کا تنہا مالک ہے جس نے زمینوں اور آسمانوں کو اپنی کامل قدرت سے پیدا کیا اور درود و سلام ان تمام برگذیدہ پیغمبروں پر جو

انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے تشریف لائے۔ انبیاء کرامؑ کا سلسلہ جاری رہا، قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

لکلِ قومٍ ھاد ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے۔ سورۃ الرعد: ۷

قرآنِ کریم زندگی کے ہر پہلو پہ ہماری رہنمائی کرتا ہے اور قرآنِ کریم ہی منبع نور وولایت ہے، علوم و فنوں کا خزینہ ہے جن میں قصص القرآن بھی ہے جس سے کہ اہلِ دانش احوالِ انبیاء سے موعظت و عبرت حاصل کرتے ہیں۔ حضرت آدمؑ اللہ کے پہلے نبی ہیں، حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کی اولاد میں ہابیل و قابیل بھی ہیں۔ ہابیل اور قابیل سے منسوب قصہ ہی ہمارے مقالے کا موضوع ہے اس کی تفصیلات زیرِ بحث ہیں۔ جن کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

اہمیت موضوع

اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو انسانیت کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔

جب سے یہ دنیا کا سلسلہ شروع ہوا ہر زمانے میں انبیاؑ تشریف لاتے رہے اور گمراہی میں ڈوبی انسانیت کو ہدایت کے نور سے سرفراز فرماتے رہے۔ جن لوگوں نے انبیاؑ کے الوحی پیغام کی پیروی کی وہ کامیاب و کامران رہے اور جنہوں نے نافرمانی کی وہ گمراہی و ضلالت کے گھمبیر اندھیروں میں ڈوب گئے۔ اللہ تعالیٰ کے نائب یہ رسول اور پیغمبر ہر دور کی ضرورت کے مطابق تشریف لاتے رہے۔ ان میں سب سے پہلے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو پیدا فرمایا اور یہاں سے افزائشِ نسل کا سلسلہ شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں خیر و شر کی قوتیں پیدا فرمائیں اور اس کو اختیار دیا کہ چاہے تو خیر کی راہ پر گامزن ہو اور چاہے تو شر کی راہ اپنائے۔

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا سورۃالشمس (۸:۹۱)

پھر اس کی نافرمانی اور اس کی پرہیز گاری کی سمجھ اس کے دل میں ڈالی۔

اللہ تعالیٰ نے برائی اور نیکی دونوں کی اس کو سمجھ دے دی۔

تحقیق کی ضرورت واہمیت

مذکورہ تحقیق کا مقصد ہابیل و قابیل کے واقعہ کی اصلیت قرآن کریم اور بائبل کی روشنی میں جاننا ہے، اسلامی مآخذ شریعت میں اس واقعہ کے بارے میں کیا بتاتے ہیں۔ بائبل اس واقعہ کے بارے میں کیا بیان کرتی ہے اس بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

سوالاتِ تحقیق

۱۔ قرآن اور بائبل میں واقعہ ہابیل اور قابیل کے بارے میں کتنی موافقت اور مخالفت ہے ؟

۲۔ہابیل اور قابیل میں سے کون حق پہ تھا؟

۳۔ قتل کی اقسام کیاہیں اور قابیل نے جو قتل کیاوہ قتل کی کون سی قسم میں سے تھا؟

۴۔ قابیل کوہابیل کے قتل پہ ابھارنے والا محرک کیا تھا؟

موضوع پر سابقہ کام کا جائزہ

"واقعہ ہابیل اور قابیل" کے موضوع پر میری تحقیق کے مطابق ابھی تک کسی یونیورسٹی کے طالبِ علم نے قلم نہیں اٹھایااور اس پر مفصل بحث بھی نہیں ملتی۔ واقعہ ہابیل اور قابیل کے بارے میں قرآن میں کیا بیان ہوتا ہے اور مفسرینِ قرآن کی آراء اس پر کیا ہے اس پر بحث نہیں ملتی۔ واقعہ ہابیل اور قابیل کے بارے میں شارحینِ بائبل کانقطہ نگاہ کیاہے اس پر مفصل بحث نظر نہیں آتی۔ قابیل نے ہابیل کو قتل کیوں کیااس کی کیاوجوہات تھیں اس پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

اہدافِ تحقیق

۱۔ قرآنِ کریم اور بائبل کی تعلیمات کی روشنی میں قصہ ہابیل و قابیل کے مختلف پہلوؤں میں موافقت و مخالفت کو واضح کرنا۔

۲۔ وہ محرک جس کی وجہ سے قابیل نے ہابیل کا قتل کیا اور اس مقصد کو واضح کیا گیا ہے۔

۳۔ قتل کی اقسام مفصل بیان کی گئی ہیں نیز ہابیل کا قتل کس قسم سے تعلق رکھتا ہے یہ بیان کیا گیا ہے۔

۴۔ خیر و شر کے اس قصے میں اہلِ حق کی وضاحت کرنا۔

ابواب و فصول کی ترتیب:

مقالہ ہذا تین ابواب اور بارہ فصول پر مشتمل ہے جس کی تفصیل یوں ہے۔ باب اول:
واقعہ ہابیل اور قابیل تاریخی مباحث کو چار فصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔ فصل اول:
ابتدائے آفرینش و تخلیق آدم قرآن کی نظر میں، فصل دوم: ابتدائے آفرینش اور تخلیق آدم بائبل کی نظر میں، فصل سوم:
واقعہ ہابیل اور قابیل مسلم مؤرخین کا نقطہ نگاہ، فصل چہارم: مؤرخینِ بائبل کا نقطہ نگاہ۔

باب دوم: واقعہ ہابیل اور قابیل مفسرینِ قرآن اور شارحینِ بائبل کی آراء کا جائزہ، فصل اول: قرآن پاک کے حوالے سے
تعارف، فصل دوم: مفسرینِ قرآن کی آراء، فصل سوم:
بائبل کے حوالے سے تعارف، فصل چہارم: شارحینِ بائبل کی آراء۔

باب سوم: واقعہ ہابیل اور قابیل قرآن اور بائبل کا تقابلی جائزہ، فصل اول: قرآن اور بائبل کے مشترک پہلو، فصل دوم: قرآن اور بائبل کے غیر مشترک پہلو، فصل سوم: واقعہ بطورِ علامت خیر و شر، فصل چہارم: واقعہ سے حاصل ہونے والے تذکیری اور اخلاقی پہلو۔

اسلوبِ تحقیق

۱۔ مقالہ ہٰذا انتساب، اظہارِ تشکر، مقدمہ اور تین ابواب پر مشتمل ہے نیز مقالہ کے آخر میں مصادر و مراجع دیئے گئے ہیں۔

۲۔ قرآنِ مجید کا حوالہ پیش کرنے کی صورت میں سب سے پہلے سورت کا نام، سورت کا نمبر اور پھر آیت کا نمبر درج کیا گیا ہے۔

۳۔ احادیث و آثار کا حوالہ دیتے وقت ان کے بنیادی مصادر و مراجع درج کیے گئے ہیں۔

۴۔ مقالہ میں کتب تفاسیر و قصص القرآن و سیرت الانبیاء کی بنیادی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ نیز بائبل کی شروحات سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۵۔ اردو کے علاوہ دیگر زبانوں کی اصطلاحات کو نیز اقتباسات کو واوین (" ") میں لکھا گیا ہے۔ تاکہ وہ عام عبارت سے ممتاز نظر آئیں۔

۶۔ مقالہ کے دوران وضاحت طلب امور کو حواشی میں بیان کیا گیا ہے۔

۷۔ دوران مقالہ استعمال ہونے والی اصطلاحات کی وضاحت حواشی میں کی ہے۔

۸۔ پہلی دفعہ حوالہ کی صورت میں کتاب اور مصنف کا مکمل نام درج کیا گیا ہے جب کہ دوبارہ حوالہ کی صورت میں مصنف کے مختصر نام پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے نیز ایک ہی صفحہ پر مقرر حوالہ کی صورت میں سابق یا ایضاً درج کیا گیا ہے۔

۹۔ مواد کے حصول کے لیئے علمی رسائل و جرائد اور پبلک لائبریریوں سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۰۔ اردو، عربی، انگریزی کی لغات و معاجم اور دائرہ معارف سے مدد لی گئی ہے۔

۱۱۔ مقالہ کے آخر میں خلاصہ بحث، نتائجِ بحث اور سفارشات پیش کی گئی ہیں۔

۱۲۔ بائبل کے حوالہ کے لئے پہلے باب کا نام پھر اس کا نمبر پھر آیت کا نمبر درج کیا گیا ہے۔

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

باب اوّل:

واقعہ ہابیل اور قابیل تاریخی مباحث

فصل اوّل: ابتدائے آفرینش و تخلیقِ آدمؑ قرآن کی نظر میں

فصل دوم: ابتدائے آفرینش و تخلیقِ آدم بائبل کی نظر میں

فصل سوم: واقعہ ہابیل اور قابیل مسلم مؤرخین کا نقطہ نگاہ

فصل چہارم: واقعہ ہابیل اور قابیل مؤرخین بائبل کا نقطہ نگاہ

فصل اوّل:

ابتدائے آفرینش و تخلیقِ آدمؑ قرآن کی نظر میں

واقعہ ہابیل اور قابیل تاریخی مباحث

تمام تعریفیں اس ذاتِ واحد کے لیے جو تمام جہانوں کا تنہا مالک ہے۔ جس نے زمینوں اور آسمانوں کو اپنی کامل قدرت سے پیدا کیا۔ اور درود و سلام ان تمام برگزیدہ پیغمبروں پر جو انسانوں کی رشد وہدایت کے لیے تشریف لائے۔ انبیاء اکرامؑ کا سلسلہ جاری رہا۔

سورۃالرعد میں ارشاد ہوتا ہے:

لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ[1]

ترجمہ: ہر قوم کے لیے ایک رہنما ہے۔[2]

قرآن کریم زندگی کے ہر پہلو پر ہماری رہنمائی کرتا ہے قرآن کریم علوم وفنون کا خزینہ ہے اور اس کا ایک موضوع "قصص القرآن" ہے۔ جس سے کہ اہلِ دانش احوالِ انبیاء سے موعظت و عبرت حاصل کرتے ہیں ۔

نسل انسانی کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے پہلے نبی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ہی افزائشِ نسل کا عمل شروع ہوا۔ اور ان کی اولاد میں ہابیل اور قابیل ہیں۔

ہابیل اور قابیل سے منسوب قصہ ہی ہمارے مقالے کا موضوع ہے۔ اس کی تفصیلات زیرِ بحث ہیں۔

فصل اوّل:

ابتدائے آفرینش و تخلیقِ آدم قرآن کی نظر میں

فصل اوّل میں ابتدائے آفرینش یعنی زمین و آسمان کی تخلیق، اندھیرے اور روشنی کی تخلیق، چوپائیوں اور پرندوں کی تخلیق، زمین پر متعدد اقسام کی چیزوں کا اُگنا، زمین میں معیشت کے خزانے، زمین سے سبزے اور چارے کا نکلنا۔ اس کو قرآن کے حوالے سے بیان کی اجائے گا ۔ قرآن نے ابتدائے آفرینش کے تمام تر مراحل کو احسن انداز میں بیان کیا ہے۔ اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

ابتدائے آفرینش:

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں کائنات کی ابتداء کے متعلق واضح ارشاد فرمایا ہے ۔ ارشادِ ربانی ہے:

---

[1] الرعد، ۱۳ : ۷

[2] مترجم، جالندھری، فتح محمد خان، مولانا، القرآن الکریم، لاہور: فاران فاؤنڈیشن ایبٹ روڈ، جولائی ۲۰۱۲ء

بَدِيعُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُۥ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُن لَّهُۥ صَٰحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ [3]

ترجمہ: وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ اس کا کوئی بیٹا کہاں ہو سکتا ہے، جبکہ اس کی کوئی بیوی نہیں؟ اسی نے ہر چیز پیدا کی ہے۔ اور وہ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھتا ہے۔

سورہ یونس میں ارشاد ہے:

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۖ وَعْدَ اللهِ حَقًّا ۖ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۖ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ [4]

ترجمہ: اسی کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ وہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے۔ اور جو کافر ہیں ان کے لیے پینے کو نہایت گرم پانی اور درد دینے والا عذاب ہوگا کیوں کہ (خدا سے) انکار کرتے تھے۔

سورہ النمل میں ارشاد ہے:

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۖ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۖ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ [5]

ترجمہ: بھلا کون خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا۔ پھر اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے اور (کون) تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (ہرگز نہیں) کہہ دو کہ (مشرکو) اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔

سورہ العنکبوت میں ارشاد ہے:

اَوَ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۖ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيْرٌ [6]

ترجمہ: کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا کہ خدا کس طرح خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا پھر (کس طرح) اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے۔ یہ خدا کو آسان ہے۔

---

[3] الانعام، ٦ : ١٠١

[4] یونس، ١٠: ٤

[5] النمل، ٢٧ : ٦٤

[6] العنکبوت، ٢٩ : ١٩

اللہ تعالیٰ نے ابتدائے کائنات کو قرآنِ پاک میں بہت عمدہ انداز میں بیان کیا ہے۔ اللہ پاک ہی اس کائنات کا موجد ہے۔ اور یہ تمام تر آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

چھ مراحل میں زمین و آسمان کی تخلیق:

اللہ پاک نے قرآنِ پاک میں زمین و آسمان کی تخلیق کو چھ مراحل میں بیان کیا ہے۔ قرآنِ پاک کی چند آیات سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ- مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِہٖ- ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ-اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ [7]

ترجمہ: تمہارا پروردگار تو خدا ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش (تخت شاہی) پر قائم ہوا وہی ہر ایک کا انتظام کرتا ہے۔ کوئی (اس کے پاس) اس کا اذن حاصل کیے بغیر کسی کی سفارش نہیں کرسکتا، یہی خدا تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو۔ بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے۔

سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَہُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ-اَلرَّحْمٰنُ فَسْــٴَـلْ بِہٖ خَبِیْرًا [8]

ترجمہ: جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا وہ (جس کا نام) رحمٰن (یعنی بڑا مہربان ہے) تو اس کا حال کسی باخبر سے دریافت کرلو۔

سورۃ الحدید میں ارشاد ہوتا ہے:

ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ-یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَ مَا یَخْرُجُ مِنْہَا وَ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعْرُجُ فِیْہَا-وَ ہُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ-وَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ [9]

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اُترتی اور جو اس کی طرف چڑھتی ہے سب اس کو معلوم ہے۔ اور تم جہاں کہیں ہو وہ

---

[7] یونس،۱۰: ۳

[8] الفرقان،۲۵: ۵۹

[9] الحدید،۵۷: ۴

تمہارے ساتھ ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے (عرش) الٰہی پانی پر تھا:

اللہ تعالیٰ ازل سے موجود تھا اور اس کے علاوہ کوئی چیز موجود نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ لوحِ محفوظ میں اس نے ہر چیز کو لکھ لیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاؕ-وَ لَىٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ[10]

ترجمہ: اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا۔ (تمہارے پیدا کرنے سے) مقصود یہ ہے کہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے اور اگر تم کہو کہ تم لوگ مرنے کے بعد (زندہ کرکے) اٹھائے جاؤ گے تو کافر کہہ دیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

اندھیرے اور روشنی کی تخلیق:

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بعد اندھیرے اور روشنی کی تخلیق فرمائی۔ اور اس کو قرآنِ پاک میں بیان فرمایا۔

ارشادِ ربانی ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ۬ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ[11]

ترجمہ: ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرا اور روشنی بنائی پھر بھی کافر (اور چیزوں کو) خدا کے برابر ٹھیراتے ہیں۔

سورۃ یٰس میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَۙ[12]

ترجمہ: اور ایک نشانی ان کے لئے رات ہے کہ اس میں سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں تو اس وقت ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔

چوپائیوں اور پرندوں کی تخلیق:

اللہ تعالیٰ نے چوپائیوں اور پرندوں کی تخلیق کی اور قرآنِ پاک میں ان سے متعلق ارشاد فرمایا۔

---

[10] هود،۱۱: ۷

[11] الانعام،٦: ۱

[12] یٰس،۳٦: ۳۷

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَاۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ[13]

ترجمہ: اور چارپایوں کو بھی اسی نے پیدا کیا۔ ان میں تمہارے لیے اور بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔

جو چوپائے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں انسان ان سے مختلف فائدے اٹھارہا ہے ۔ جیسے اونٹ، گائے، بکری وغیرہ۔ تم ان کا دودھ پیتے ہو، ان پر سواری کرتے ہو اور ان کا گوشت کھاتے ہو۔ اپنے رب کا فضل وشکر کرو اور کہو وہ پاک ہے جس نے انہیں ہمارا ماتحت کر دیا حالانکہ ہم میں یہ طاقت نہ تھی۔ دف کے معنی کپڑا اور منافع سے مراد کھانا پینا، نسل حاصل کرنا، سواری کرنا، گوشت کھانا اور دودھ پینا ہے۔

زمین پر متعدد اقسام کی چیزوں کا اُگنا:

سورۃ الشوریٰ میں اللہ تعالیٰ نفیس چیزوں کے بارے میں بیان فرماتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

اَوَ لَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ[14]

ترجمہ: کیا انہوں نے زمین کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر قسم کی کتنی نفیس چیزیں اُگائی ہیں۔

زمین سے سبزے اور چارے کا نکلنا:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے فائدے کے لیے زمین سے چارہ اُگایا ۔سورۃ الاعراف میں ارشاد ہوتا ہے :

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَ الَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۚ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ[15]

ترجمہ: جو زمین پاکیزہ (ہے) اس میں سے سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے (نفیس ہی) نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں جو کچھ ہے ناقص ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم آیتوں کو شکر گزار لوگوں کے لئے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔

سورۃ الکھف میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۗ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا[16]

ترجمہ: اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بھی بیان کردو (وہ ایسی ہے) جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا۔ تو اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی۔ پھر وہ چورا چورا ہوگئی کہ ہوائیں اسے اڑاتی پھرتی ہیں۔ اور خدا تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

---

[13] النحل، ۱۶: ۵

[14] الشوریٰ، ۴۲: ۷

[15] الاعراف، ۷: ۵۸

[16] الکھف، ۱۸: ۴۵

حیات وموت کا نقشہ ، دنیا اپنے زوال ، فنا ، خاتمے اور بُردباری کے لحاظ سے مثل آسمانی بارش کے ہے جو زمین کے دانوں وغیرہ سے ملتا ہے اور ہزار ہا پودے لہلہانے لگتے ہیں، ترو تازگی اور زندگی کے آثار ہر چیز سے ظاہر ہونے لگتے ہیں لیکن کچھ دنوں کے گزرتے ہی وہ سوکھ ساکھ کر چورا چورا ہوجاتے ہیں ، اور ہوائیں انہیں دائیں بائیں اڑائے پھرتی ہیں ۔اس حالت پر اللہ قادر تھا اور وہ اس حالت پر بھی قادر ہے۔

زمین میں معیشت کے خزانے :

اللہ تعالٰی اپنا احسان بیان فرما رہا ہے کہ اس نے زمین اپنے بندوں کے رہنے سہنے کے لیے بنائی ہے ۔سورۃ الاعراف میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ[17]

ترجمہ: اور ہم ہی نے زمین میں تمہارا ٹھکانہ بنایا اور اس میں تمہارے لیے سامان معشیت پیدا کئے۔ (مگر) تم کم ہی شکر کرتے ہو۔

سورۃ الحجر میں ارشاد ہوتا ہے :

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ[18]

ترجمہ: اور زمین کو بھی ہم ہی نے پھیلایا اور اس پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیئے اور اس میں ہر ایک سنجیدہ چیز اُگائی۔

اللہ تعالٰی نے انسان کے فائدے کے لیے اس زمین میں بہت سی چیزیں اُگائی ہیں اور یہ آیات ان تمام تر باتوں پر دلالت کرتی ہیں ۔

تخلیقِ آدم (علیہ السلام):

اللہ تعالٰی نے کائنات کی تخلیق کے بعد ہمارے جدِ امجد ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا اور یہ اس وقت ہوا جب ابلیس کی سلطنت و عمارت ختم ہونے کے قریب آچکی تھی نیز اللہ تعالٰی نے ابلیس کے دل میں چھپے فخر و غرور کو فرشتوں پر آشکارا فرمانا چاہا جسے وہ نہیں جانتے تھے مگر اللہ تعالٰی جانتا تھا ۔ اسلامی روایات میں ملتا ہے کہ اللہ پاک کا عرش پانی پر تھا اور فرشتے اس کے حضور سجدہ ریز رہتے تھے ۔ یہ ہر وقت سجود کی حالت میں رہتے اور ان کے پاس کوئی صلاحیت موجود نہ تھی ۔اللہ تعالٰی نے ایسی مخلوق سے ہٹ کر ایک ایسی مخلوق تشکیل دینے کا فیصلہ کیا جس میں تضادات ہوں ۔اللہ تعالٰی نے اس میں نفسِ ناطقہ کے ساتھ ساتھ قوّتِ عضبی بھی بھر دی اسے ؤقتِ شہوی سے نوازا تو اسے قوّت

---

[17] الاعراف،۷: ۱۰

[18] الحجر،۱۵: ۱۹

فیصلہ اور اعتدال سے بھی مزین کیا۔ اللہ تعالٰی نے جب انسان کو تخلیق کرنے کا ارادہ کیا تو فرشتوں نے اللہ تعالٰی سے کہا کہ یہ تو زمین پر فساد برپا کرے گا۔پس اللہ تعالٰی نے فرمایا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

خلافتِ آدم (علیہ السلام):

اس قصہ کو سورۃالبقرہ میں یوں بیان کیا گیا ہے :

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةًؕ-قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَۚ-وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَؕ-قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ[19]

ترجمہ: اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ کیا تُو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت وخون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (خدا نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

آدم علیہ السلام کی وجہ فضیلت :

حضرت آدم علیہ السلام کو علم کی بناء پر فرشتوں نے سجدہ کیا اور اس کو قرآنِ پاک میں سورۃ البقرہ میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِۙ-فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ[20]

ترجمہ: اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔

اللہ پاک نے ایک خاص علم میں حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر فضیلت دی۔ حضرت آدمؑ کو تمام نام بتائے ۔ ان کی تمام اولاد کے علاوہ جانوروں ،زمین،پہاڑ اور تمام چھوٹی بڑی چیزوں کے نام بتائے۔

فرشتوں کا سجود اور ابلیس کا انکار کرنا:

اللہ تعالٰی نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو اور تمام فرشتوں نے سجدہ کیا اور ابلیس نے انکار کیا ۔ اس کو اللہ پاک نے ان الفاظ میں بیان کیا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَؕ-اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ﱪ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ[21]

---

[19] البقرہ،۲: ۳۰

[20] ایضاً ،۲: ۳۱

ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آکر کافر بن گیا۔

فرشتوں نے اللہ تعالٰی کے حکم پر حضرت آدم علیہ السلام کو ان کے علم کی بناء پر سجدہ کیا جبکہ ابلیس نے غرور و تکبر میں اس سجدے سے انکار کر دیا اور کافر ہو گیا۔

حضرت آدم (علیہ السلام) کا جنت میں دخول:

فرشتوں سے سجدہ کروانے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رکھا اور اس کو قرآن میں یوں بیان کیا ہے سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا۪ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ[22]

ترجمہ: اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے۔

اعزازِ آدم (علیہ السلام):

اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی بزرگی بیان ہورہی ہے۔ کہ فرشتوں سے سجدہ کروانے کے بعد انہیں جنت میں رکھا اور ہر چیز کی رخصت دے دی لیکن ایک درخت کے قریب جانے سے منع فرمادیا۔

حضرت آدم (علیہ السلام) کا جنت سے خروج:

حضرت آدم علیہ السلام کو جس درخت کے قریب جانے سے منع کیا گیا۔ شیطان نے ان دونوں کو اکسا کر اس کے قریب بھیجا اور جنت سے نکلوایا اس کو قرآن نے یوں فرمایا ہے:

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ۪ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ۪ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ[23]

ترجمہ: پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (عیش ونشاط) میں تھے، اس سے ان کو نکلوا دیا۔ تب ہم نے حکم دیا کہ (بہشت بریں سے) چلے جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو، اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور معاش (مقرر کر دیا گیا) ہے۔

زمین میں ان دونوں کے لیے رزق مقرر کردیا تاکہ کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

---

[21] البقرہ،۲: ۳۴

[22] ایضاً،۲: ۳۵

[23] البقرہ،۲: ۳۶

حضرت آدم (علیہ السلام) کا معافی طلب کرنا:

جنت سے نکلنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو ایسے کلمات سکھائے گئے جو کہ معافی نامے پر مشتمل تھے۔ جن کا ذکر قرآن نے یوں کیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ[٢٤]

ترجمہ: پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا (اور) صاحبِ رحم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے کلمات سکھائے جن سے معافی قبول ہو سکے اور انہوں نے اپنے رب سے معافی طلب کی۔

معافی نامے کا متن:

حضرت آدم علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی تو قرآن نے اسے یوں بیان کیا ہے ۔ سورۃ الاعراف میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَاٙ- وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ[٢٥]

ترجمہ: دونوں عرض کرنے لگے کہ پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔

ان دونوں نے اپنے رب کے حضور توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

ابلیس و آدم (علیہ السلام) کے خصائل کا فرق:

ان آیات سے شیطان اور آدم علیہ السلام کی سرشت کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ جو یہ ہے کہ:

١۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی عمداً کی جبکہ آدم علیہ السلام سے بھول کر ہوئی ۔

٢۔ ابلیس سے باز پرس ہوئی تو اس نے اعتراف کرنے کی بجائے تکبر کیا اور اکڑ بیٹھا اور آدم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے اعتراف کیا اور اللہ کے حضور توبہ کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

---

[٢٤] ایضاً ،٢: ٣٧

[٢٥] الاعراف،٧: ٢٣

فصل دوم:

ابتدائے آفرینش و تخلیقِ آدم بائبل کی نظر میں

فصل دوم:

ابتدائے آفرینش و تخلیقِ آدم بائبل کی نظر میں

بائبل "کائنات کی تخلیق اور آدم کی تخلیق" کے بارے میں کیا بیان کرتی ہے۔ یہ ہمیں بائبل کے عہد نامہ قدیم کے باب "پیدائش" سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کائنات کا وجود میں آنا، پہلا انسانی جوڑا کس طرح اس زمین پر نمودار ہوا، گناہ کس طرح انسانی زندگی میں داخل ہوا اور اس کا اثر بنی نوع انسان پر کیا ہو+ا، خدا نے انسان کی نجات کا کیا انتظام کیا، خدا کی ذات اور اس کی شخصیت کے بارے میں کیا کچھ معلوم ہو سکتا ہے، اس کرہ عرض پر انسان کی ذمہ داری کیا ہے۔ ان تمام کا ذکر بابِ پیدائش میں کیا گیا ہے۔

ابتدائے آفرینش:

کائنات کے وجود میں آنے سے متعلق بائبل کا موقف بیان کیا جاتا ہے۔ جس میں زمین و آسمان کی تخلیق، روشنی کی تخلیق، جانوروں کی تخلیق، انسان کا خدا کی شبیہ پر پیدا ہونا، خوراک کا مقرر کرنا، تخلیق کے تمام تر مراحل کا مکمل ہونا بیان کیا گیا ہے۔

زمین و آسمان کی تخلیق:

پیدائش کی کتاب یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ خدا نے ابتداء میں زمین و آسمان کو پیدا کیا۔

In the beginning God created the heavens and the earth-[٢٦]

ترجمہ: خُدا نے اِبتدا میں زمین و آسمان کو پَیدا کیا۔[٢٧]

خدا کے وجود کو ثابت کرنے کی ہرگز کوشش نہیں کی گئی بس اس کی ہستی اور وجود کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ خدا کے تخلیقِ کائنات کی یہ بات ایمان ہی سے سمجھی جاسکتی ہے۔

---

[٢٦] The Holy Book , Genesis , ١: ١

[٢٧] کتابِ مقدس، پیدائش، ١:١

روشنی کی تخلیق:

بائبل کے اس بیان میں روشنی کی تخلیق کے متعلق بتایا گیا ہے۔خداوند فرماتا ہے:

And God said, "Let there be light," and there was light.[۲۸]

ترجمہ:اور خُدا نے کہا کہ رَوشنی ہو جا اور رَوشنی ہو گئی۔[۲۹]

جانوروں اور پرندوں کی تخلیق:

خداوند نے ان بیانات میں جانوروں اور پرندوں کی تخلیق کا ذکر کیا ہے۔خداوند فرماتا ہے:

So God created the great creatures of the sea and every living thing with which the water teems and that moves about in it, according to their kinds, and every winged bird according to its kind. And God saw that it was good.[۳۰]

ترجمہ:اور خُدا نے بڑے بڑے دریائی جانوروں کو اور ہر قِسم کے جان دار کو جو پانی سے بکثرت پَیدا ہوئے تھے اُن کی جِنس کے مُوافِق اور ہر قِسم کے پرِندوں کو اُن کی جِنس کے مُوافِق پَیدا کیا اور خُدا نے دیکھا کہ اچھّا ہے۔[۳۱]

سورج،چاند اور ستاروں کی تخلیق:

ان بیانات میں خداوند نے ستاروں کی تخلیق کی جو کہ زمین پر روشنی ڈالنے کے کام آئے۔خداوند فرماتا ہے۔

God made two great lights—the greater light to govern the day and the lesser light to govern the night. He also made the stars.[۳۲]

ترجمہ:سو خُدا نے دو بڑے نیّر بنائے ۔ ایک نیّرِ اکبر کہ دِن پر حُکم کرے اور ایک نیّرِ اصغر کہ رات پر حُکم کرے اور اُس نے سِتاروں کو بھی بنایا۔[۳۳]

روشنی پہلے ہی وجود میں آچکی تھی چاند اور سورج دن کو رات سے جدا کرنے کے لیے اور مقرر کردہ وقتوں اور وقفوں کے لیے بنائے گئے۔

---

[۲۸] Genesis , ۱ : ۳

[۲۹] پیدائش،۱ : ۳

[۳۰] Ibid , ۱ : ۲۱

[۳۱] ایضاً،۱ : ۲۱

[۳۲] Ibid , ۱: ۱۶

[۳۳] ایضاً،۱ : ۱۶

انسان کا خدا کی شبیہ پر پیدا ہونا:

بائبل کے ان بیانات میں انسان کی تخلیق کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اس کو خداوند نے اپنی شبیہ پر پیدا کیا ہے۔ خداوند فرماتا ہے:

Then God said, "Let us make mankind in our image, in our likeness, so that they may rule over the fish in the sea and the birds in the sky, over the livestock and all the wild animals, and over all the creatures that move along the ground."[٣٤]

ترجمہ: پھر خُدا نے کہا کہ ہم اِنسان کو اپنی صُورت پر اپنی شبِیہ کی مانِند بنائیں اوروہ سمُندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرِندوں اور چَوپایوں اور تمام زمِین اور سب جان داروں پر جو زمِین پر رینگتے ہیں اِختیار رکھّیں[٣٥]۔

ایک اور جگہ خداوند فرماتا ہے:

,in the image of God he created So God created mankind in his own image male and female he created them.[٣٦] them

ترجمہ: اور خُدا نے اِنسان کو اپنی صُورت پر پَیدا کِیا۔ خُدا کی صُورت پر اُس کو پَیدا کِیا۔ نر و ناری اُن کو پَیدا کِیا۔[٣٧]

خوراک کا مقرر کرنا:

بائبل کے ان بیانات میں خداوند نے خوراک کا انتظام کیا۔ خداوند فرماتا ہے کہ:

Then God said, "I give you every seed-bearing plant on the face of the whole earth and every tree that has fruit with seed in it. They will be yours for food.[٣٨]

ترجمہ: اور خُدا نے کہا کہ دیکھو مَیں تمام رُویِ زمِین کی کُل بِیج دار سبزی اور ہر درخت جِس میں اُس کا بِیج دار پَھل ہو تُم کو دیتا ہُوں۔یہ تُمہارے کھانے کو ہوں۔[٣٩]

اور اسی طرح ایک اور جگہ خداوند فرماتا ہے:

---

[٣٤] Genesis , ١: ٢٦

[٣٥] پیدائش،ا : ۲۶

[٣٦] Ibid, ١ : ٢٧

[٣٧] ایضاً ، ا: ۲۷

[٣٨] Ibid , ١: ٢٩

[٣٩] ایضاً،ا : ۲۹

And to all the beasts of the earth and all the birds in the sky and all the creatures that move along the ground—everything that has the breath of life in it—I give every green plant for food.'' And it was so.[40]

ترجمہ: اور زمین کے کُل جانوروں کے لئے اور ہوا کے کُل پرندوں کے لئے اور اُن سب کے لئے جو زمین پر رینگنے والے ہیں جِن میں

زِندگی کا دَم ہے کُل ہری بوٹیاں کھانے کو دیتا ہُوں اور اَیسا ہی ہُوَا۔[41]

بائبل کے ان بیانات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جاندار جڑی بوٹیاں کھانے والے تھے اور انسان بھی سبزی خور تھا۔لیکن طوفان کے بعد یہ اصول تبدیل ہوگیا۔

تخلیق کے تمام مراحل کا مکمل ہونا:

بائبل کے ان بےانات کے مطابق خداوند نے کائنات کی تخلیق کا کام مکمل کیا خدا وند فرماتا ہے:

Thus the heavens and the earth were completed in all their vast array.[42]

ترجمہ: سو آسمان اور زمین اور اُن کے کُل لشکر کا بنانا ختم ہُوَا۔[43]

خداوند نے ساتویں دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا کیونکہ اس دن اس نے تخلیقِ کائنات کے کام سے فراغت پائی ۔

ایک اور جگہ خداوند ارشاد فرماتا ہے:

By the seventh day God had finished the work he had been doing; so on the seventh day he rested from all his work.[44]

ترجمہ: اور خُدا نے اپنے کام کو جِسے وہ کرتا تھا ساتویں دِن ختم کِیا اور اپنے سارے کام سے جِسے وہ کر رہا تھا ساتویں دِن فارِغ ہُوَا۔[45]

تخلیقِ آدم :

اب خداوند نے آدم کی تخلیق کی جسے بائبل نے اس انداز میں بیان کیا ہے:

---

[40] Ibid , ۱: ۳۰

[41] پیدائش، ۱ : ۳۰

[42] Genesis , ۲ : ۱

[43] پیدائش،۲ : ۱

[44] Ibid , ۲ : ۳

[45] ایضاً ،۲ : ۳

breathed God formed a man from the dust of the ground and Then the LORD into his nostrils the breath of life, and the man became a living being[٤٦]

ترجمہ: اور خُداوند خُدا نے زمین کی مٹّی سے اِنسان کو بنایا اور اُس کے نتھنوں میں زِندگی کا دَم پُھونکا تو اِنسان جیتی جان ہُؤا۔[٤٧]

باغِ عدن:

ان بیانات میں خداوند نے اس باغ کا ذکر کیا ہے جس میں آدم کو رکھا۔ خداوند فرماتا ہے:

God had planted a garden in the east, in Eden; and there he Now the LORD put the man he had formed [٤٨]

ترجمہ: اور خُداوند خُدا نے مشرِق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا اور اِنسان کو جِسے اُس نے بنایا تھا وہاں رکھّا۔[٤٩]

ایک اور جگہ خداوند فرماتا ہے:

God made all kinds of trees grow out of the ground—trees that The LORD were pleasing to the eye and good for food. In the middle of the garden were [٥٠] the tree of life and the tree of the knowledge of good and evil

ترجمہ:اور خُداوند خُدا نے ہر درخت کو جو دیکھنے میں خُوش نما اور کھانے کے لِئے اچھّا تھا زمین سے اُگایا اور باغ کے بِیچ میں حیات کا درخت اور نیک و بد کی پہچان کا درخت بھی لگایا۔[٥١]

آدم کا باغِ عدن میں قیام:

خداوند نے آدم کو باغِ عدن کی دیکھ بھال کا حکم دیا۔ خداوند فرماتا ہے:

God took the man and put him in the Garden of Eden to work it The LORD and take care of it.[٥٢]

ترجمہ: اور خُداوند خُدا نے آدم کو لے کر باغِ عدن میں رکھّا کہ اُس کی باغبانی اور نِگہبانی کرے۔[٥٣]

---

[٤٦] Ibid, ٢ : ٧

[٤٧] ایضاً، ٢ : ٧

[٤٨] Genesis , ٢ : ٨

[٤٩] پیدائش، ٢ : ٨

[٥٠] Genesis, ٢: ٩

[٥١] پیدائش، ٢ : ٩

[٥٢] Ibid, ٢ : ١٥

[٥٣] ایضاً، ٢ : ١٥

خداوند کا حکم دینا:

خدا وند نے جب آدم کو باغ میں رکھا۔ تو سب درختوں کے پھل کھانے کی اجازت دی ۔ اس سے متعلق خداوند فرماتا ہے:

God commanded the man, “You are free to eat from any tree And the LORD in the garden;[٥٤]

ترجمہ: اور خُداوند خُدا نے آدم کو حکم دِیا اور کہا کہ تُو باغ کے ہر درخت کا پَھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے۔[۵۵]

خداوند آدم سے ایک مخصوص درخت کے بارے میں فرماتا ہے:

you must not eat from the tree of the knowledge of good and evil, for But [٥٦] when you eat from it you will certainly die.”

ترجمہ: لیکن تو نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل کبھی نہ کھانا کیونکہ جِس روز تُونے اُس میں سے کھایا تُو مَرا۔[۵۷]

آدم کی علمی صلاحیت:

آدم کے سامنے خداوند نے مختلف جاندار پیش کیے اور آدم نے ان کے نام بتائے ۔ اس حوالے سے خداوند فرماتا ہے :

God had formed out of the ground all the wild animals and Now the LORD all the birds in the sky. He brought them to the man to see what he would name them; and whatever the man called each living creature, that was its name.[٥٨]

ترجمہ: اور خُداوند خُدا نے کُل دشتی جانور اور ہوا کے کُل پرِندے مٹّی سے بنائے اور اُن کو آدم کے پاس لایا کہ دیکھے کہ وہ اُن کے کیا نام رکھتا ہے اور آدم نے جِس جانور کو جو کہا وُہی اُس کا نام ٹھہرا۔[۵۹]

So the man gave names to all the livestock, the birds in the sky and all the But for Adam no suitable helper was found.[٦٠] wild animals.

---

[٥٤] Ibid, ٢ : ١٦

[۵۵] ایضاً ،۲ : ۱۶

[٥٦] Ibid , ٢ : ١٧

[۵۷] ایضاً،۲ : ۱۷

[٥٨] Genesis , ٢ : ١٩

[۵۹] پیدائش،۲ : ۱۹

[٦٠] Ibid , ٢ : ٢٠

ترجمہ: اور آدم نے کُل چَوپایوں اور ہوا کے پرِندوں اور کُل دشتی جانوروں کے نام رکھّے پر آدم کے لِئے کوئی مددگار اُس کی مانِند نہ مِلا۔[61]

حوا کی تخلیق:

خداوند ان بیانات میں ناری کی تخلیق کے بارے میں بیان کرتا ہے۔ کیونکہ آدم کا اکیلا رہنا مشکل تھا اس لیے خداوند نے حوا کی تخلیق کی۔ خداوند فرماتا ہے:

God said, "It is not good for the man to be alone. I will make a The LORD helper suitable for him."[62]

ترجمہ: اور خُداوند خُدا نے کہا کہ آدم کا اکیلا رہنا اچھّا نہیں ۔ مَیں اُس کے لِئے ایک مددگار اُس کی مانِند بناؤں گا۔[63]

خداوند پر فضل ہے اسے انسان کی تنہائی پر بے حد ترس آیا۔ جس نے آدم کو بنایا تھا وہ اسے اچھی طرح جانتا تھا اور یہ بھی کہ اس کے لیے کیا اچھا ہے ۔ خداوند نے آدم سے اس کا جوڑا بنایا اور وہ ناری کہلائی کیونکہ یہ آدم کے جسم سے تخلیق کی گئی تھی ۔ نر اور ناری کے اس جوڑے کو ایک دوسرے کا مددگار بنایا۔

اس متعلق خداوند ارشاد فرماتا ہے:

God caused the man to fall into a deep sleep; and while he was So the LORD sleeping, he took one of the man's ribs and then closed up the place with flesh.[64]

ترجمہ: اور خُداوند خُدا نے آدم پر گہری نیند بھیجی اور وہ سو گیا اور اُس نے اُس کی پسلیوں میں سے ایک کو نِکال لِیا اور اُس کی جگہ گوشت بھر دِیا۔[65]

سانپ کی دھوکا دہی:

خداوند نے جن جانوروں کی تخلیق کی ان میں سے ایک سانپ تھا اور اس نے اپنی چالاکی سے آدم اور حوا کو جنت سے نکلوا دیا۔ اس بارے میں خداوند فرماتا ہے:

---

[61] ایضاً، ۲ : ۲۰

[62] Ibid , ۲ : ۱۸

[63] ایضاً، ۲ : ۱۸

[64] Genesis , ۲ : ۲۱

[65] پیدائش، ۲ : ۲۱

Now the serpent was more subtle than any beast of the field , which the Lord God had made. And he said onto the woman , yea , hath God said, ye shall not eat of every tree of the garden.[٦٦]

ترجمہ: خداوند نے جتنے دشتی جانور بنائے تھے سانپ ان میں سب سے چالاک تھا۔ اس نے عورت سے کہا، کیا واقعی خدا نے کہا ہے تم باغ کے کسی درخت کا پھل نہ کھانا؟[٦٧]

اس کے جواب میں عورت نے سانپ سے کہا: ہم باغ کے درختوں کا پھل کھا سکتے ہیں لیکن خداوند نے یہ ضرور کہا ہے کہ جو درخت باغ کے بیچ میں ہے اس کا پھل مت کھانا تب سانپ نے عورت سے کہا: تم ہر گز نہیں مروگے۔ سانپ نے اپنی چال سے ان دونوں کو اکسایا۔ سانپ نے کہا خدا جانتا ہے، جس دن تم اسے کھاؤ گے تمھاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیکی اور بدی کے جاننے والے بن جاؤ گے۔

آدم کا گناہ:

شیطان کے اکسانے پر آدم اور حوا نے اس درخت کا پھل کھایا اور ان سے گناہ سرزد ہوا۔ خداوند فرماتا ہے:

When the woman saw that the tree was good for food , and that it was and a tree to be desired to make one wise , she took pleasant to the eyes , of the fruit there of , and did eat , and gave also unto her husband with her and he did eat .[٦٨]

ترجمہ: جب عورت نے دیکھا کہ اس درخت کا پھل کھانے کے لیے اچھا اور دیکھنے میں خوش نما اور حکمت پانے کے لیے خوب معلوم ہوتا ہے تو اس نے اس میں سے لے کر کھایا اور اپنے خاوند کو بھی دیا جو اس کے ساتھ تھا اور اس نے بھی کھایا۔[٦٩]

باغِ عدن سے آدم کا خروج:

آدم اور حوا کی اس غلطی کے بعد خداوند نے انہیں باغِ عدن سے نکال دیا۔ اسے خداوند یوں بیان کرتا ہے:

And unto Adam he said, because thou hast hearkened unto the voice of thy wife , and hast eaten of the tree , of which I commanded thee, saying, Thou shalt not eat of it: cursed is the ground for thy sake; in sorrow shalt thou eat of it all the days of thy life;[٧٠]

---

[٦٦] Ibid , ٣ : ١

[٦٧] ایضاً، ٣ : ١

[٦٨] Genesis, ٣ : ٢

[٦٩] پیدائش، ٣ : ٢

[٧٠] Genesis , ٣ : ١٧

ترجمہ: اور اس نے آدم سے کہا: چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جسے کھانے سے میں نے تجھے منع کیا تھا اس لیے زمین تیرے سبب سے ملعون ٹھری۔ تو محنت مشقت کرکے عمر بھر اس کی پیداوار کھاتا رہے گا۔[۷۱]

ایک اور جگہ خداوند ارشاد فرماتا ہے:

Therefore the Lord God sent him forth from the garden of Eden , to till the ground from whence he was taken[۷۲]

ترجمہ: لہٰذا خداوند نے اسے باغِ عدن میں سے نکال دیا تا کہ وہ اس زمین کی جس میں سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے۔[۷۳]

خداوند نے آدم اور حوا کو باغِ عدن سے نکال دیا تا کہ وہ زمین پر جا کر محنت اور مشقت کریں اور اپنی زندگی بسر کریں۔

[۷۱] ایضاً، ۳ : ۱۷

[۷۲] Ibid, ۳ : ۲۳

[۷۳] ایضاً، ۳ : ۲۳

فصل سوم:

واقعہ ہابیل اور قابیل مسلم مؤرخین کا نقطہ نگاہ

فصل سوم:

واقعہ ہابیل اور قابیل مسلم مورخین کا نقطہ نگاہ

مسلم مورخین نے واقعہ ہابیل اور قابیل کے بارے میں اپنی تصنیفات میں بیان کیا ہے۔ ہابیل اور قابیل حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اور ان سے منسوب واقعہ تاریخ میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔

ابنِ جریر طبریؒ کا مؤقف:

علامہ طبریؒ فرماتے ہیں؛ روئے زمین پر سب سے پہلا قتل قابیل بن آدمؑ کے ہاتھوں سرزد ہوا اور اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا۔

قابیل کے نام میں اختلاف:

قابیل کے نام میں اہلِ علم کا اختلاف ہے بعض "قین" بعض "قابین" یعنی "قاین" اور بعض "قابیل" کہتے ہیں۔

قتل کے سبب میں اختلاف:

جس سبب سے ہابیل قتل ہوا اس میں اہلِ علم کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

۱۔ ایک جماعت کا کہنا ہے کہ دونوں بھائیوں میں جھگڑے کی وجہ آدمؑ کی ایک بیٹی سے نکاح تھا۔

۲۔ بعض کہتے ہیں کہ قربانی کا قبول نہ ہونا اس کا سبب تھا۔[۷۴]

اولادِ آدم علیہ السلام کے نکاح:

ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں:

سدیؒ نے ابنِ عباس اور ابنِ مسعود اور دیگر صحابہ سے ذکر کیا ہے کہ حضرت آدمؑ پیدا ہونے والے ایک جوڑے میں سے ایک لڑکے کی شادی دوسرے جوڑے سے پیدا ہونے والی لڑکی سے کر دیتے اور ہابیل نے قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن کے ساتھ شادی کا ارادہ کیا۔ قابیل ہابیل سے بڑا تھا۔ اس کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن زیادہ خوبصورت تھی۔ قابیل نے خود اپنے ساتھ پیدا ہونے والی بہن کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کیا۔ آدمؑ نے کہا کہ تو اپنے ساتھ پیدا ہونے والی بہن کی شادی ہابیل سے ہونے دے مگر اس نے انکار کر دیا۔ اور آدمؑ نے ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ دونوں رب کے حضور قربانی پیش کریں۔[۷۵]

---

[۷۴] طبریؒ، جعفر محمد بن جریر، علامہ، تاریخِ طبری (الامم والملوک)، کراچی: نفیس اکیڈمی اردو بازار، ۲۰۰۴، ۱ : ۹۵

[۷۵] ابنِ کثیر، عماد الدین، علامہ، قصص الانبیاء، لاہور: مکتبہ خلیل اردو بازار، اکتوبر ۲۰۱۱، ص ۴۱

ہابیل اور قابیل کا رب کے حضور قربانی پیش کرنا:

جب قابیل نے ضد اور ہٹ دھرمی شروع کر دی تو حضرت آدمؑ نے کہا کہ تم دونوں اللہ کی راہ میں کوئی نہ کوئی قربانی پیش کرو۔ جو سچا ہو گا اس کی نیاز اور صدقہ قبول ہو جائے گا۔ اور جو جھوٹا ہو گا اس کی طرف سے صدقہ قبول نہیں ہو گا۔ اس وقت قبولیت کی یہ علامت تھی کہ جس کا صدقہ قبول ہو جاتا اسے قدرتی طور پر آنے والی آگ کھا جاتی۔ اور اگر آگ نہ کھاتی تو قربانی قبول نہیں ہوتی تھی۔ قابیل نے ایک انبار گندم اور ہابیل نے ایک بکری یا ایک دنبہ اپنے رب کے حضور پیش کیا۔ انہوں نے یہ کہہ کر قربانی پیش کی کہ جو اس لڑکی کا زیادہ حقدار ہے اس کی قربانی قبول فرما۔ ہابیل کی قربانی قبول کر لی گئی اور اس کے دیئے ہوئے صدقے کو آگ نے کھا لیا۔ قابیل کی قربانی رد کر دی گئی اور اس کو آگ نے نہیں کھایا۔ قابیل کے دل میں حسد، بغض اور عناد بھڑک اٹھا۔[٧٦]

پرہیز گاروں کی قربانی کا قبول ہونا:

ابنِ کثیرؒ بیان کرتے ہیں:

جب قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی تو وہ بھڑک اٹھا۔ ہابیل نے اسے لاکھ سمجھانے کی کوشش کی کہ بارگاہِ خداوندی میں نظر کی قبولیت کی شرط صرف قربانی پیش کرنے والے کی پرہیز گاری ہوتی ہے۔[٧٧]

قابیل کے ارادہ قتل پر ہابیل کا طرزِ عمل:

جب قابیل نے دیکھا کہ ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی ہے۔ تو اس نے حسد میں آ کر ہابیل کو قتل کرنا چاہا۔ اسی صورت میں ہابیل نے کہا کہ میں تمھیں قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ تمھاری طرف نہیں بڑھاؤں گا۔ گویا مقتول بھی اگر قاتل کو قتل کرنے کے پیچھے لگا ہوا ہو تو ایسی صورت میں دونوں جہنمی ہیں۔ سیدنا احنف بن قیس بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا: "جب دو مسلمان اپنی تلوار میں سے ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم رسید ہوں گے "۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ قاتل تو ٹھیک ہے مگر مقتول کا کیا قصور ہے۔ رسولؐ نے فرمایا: "اس لیے کہ وہ بھی اپنے قاتل کو قتل کرنے پر حریص تھا"۔

ہابیل کے طرزِ عمل کی توجیہہ:

ہابیل نے قابیل کے معاملے میں ہاتھ اس لیے نہیں اٹھایا تھا کہ وہ گنہگار نہ ہو۔ ہابیل کا مؤقف تھا کہ میرا گناہ یعنی جو مجھے اس صورت میں ہوتا جب میں بھی تجھے قتل کرنے کے درپے ہوتا یا یہ کہ میرے گناہ کا بوجھ بھی تجھی پر ڈالا جائے گا۔[٧٨]

---

٧٦ قادری، محمد ناصر الدین ناصر، علامہ، تذکیرۃ الانبیاء، لاہور: قادری برادرز بک سٹال، ستمبر ۲۰۰۷، ص ۸۰

٧٧ ابنِ کثیر، عماد الدین، علامہ، تاریخ (البدایہ والنھایہ)، کراچی: نفیس اکیڈمی اردو بازار، جون ۱۹۸۷، ج ۱، ص ۱۴۱

٧٨ سیف اللہ خالد، صحیح سیرتِ انبیاء، لاہور: دار الاندلس غزنی سٹریٹ اردو بازار س۔ن، ص ۶۰

آخر کار قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا:

قابیل کو قتل کرنے کی ترغیب نہیں آتی تھی۔ کیونکہ یہ دنیا کا پہلا قتل تھا۔ ابلیس جانور کی شکل میں قابیل کے سامنے آیا۔ اس پنجے میں ایک اور جانور تھا۔ اس نے اس جانور کا سر پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر سے کچل دیا۔ جس سے وہ مر گیا۔ پس اس کو قتل کرنے کا طریقہ آ گیا۔[۷۹]

ابنِ جریر طبریؒ فرماتے ہیں:

قابیل کے نفس نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر لیا اور وہ اس کو قتل کرنے کے لیے تلاش کرتا رہا۔ ہابیل پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چراتا تھا۔ پس ایک دن وہ تلاش کرتے کرتے اس کے پاس جا پہنچا۔ بکریاں گھاس چر رہی تھیں۔ اور ہابیل پاس سو رہا تھا۔ قابیل نے ایک بڑا پتھر اٹھایا اور اس کا سر کچل دیا۔ ہابیل مر گیا۔[۸۰]

قتل کے بعد قابیل کی پریشانی:

قتل کے بعد قابیل پریشان تھا کہ ہابیل کی لاش کا کیا کرے۔ ابھی نسلِ آدمؑ موت سے دوچار نہیں ہوئی تھی۔ اور اسی لیے حضرت آدمؑ نے مردے کے بارے میں کوئی حکم انھیں نہیں سنایا تھا۔ یکایک اس نے دیکھا کہ ایک کوّے نے زمین کرید کرید کر گڑھا کھودا، قابیل کو تنبیہ ہوا کہ مجھے بھی اپنے بھائی کے لیے اس طرح گڑھا کھودنا چاہیے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ کوّے نے ایک دوسرے مردہ کوّے کو اس گڑھے میں چھپا دیا۔[۸۱]

بیٹے کے قتل پر حضرت آدمؑ کا غمزدہ ہونا:

یہ حدیثِ مرسل ہے کہ اس صدمے سے حضرت آدمؑ بہت غمزدہ ہوئے اور سال بھر بھی انھیں ہنسی نہ آئی۔ آخر فرشتوں نے ان کے غم کے دور ہونے اور انھیں ہنسی آنے کی دعا کی۔ حضرت آدمؑ نے اس وقت اپنے رنج و غم پر بھی یہ کہا تھا کہ شہر کی سب چیزیں متغیر ہو گئیں۔ زمین کا رنگ بدل گیا۔[۸۲]

---

[۷۹] مجاہد، عبد المصطفٰی، مولانا، انبیا اکرام اور ان کی قوموں کے احوال، لاہور: اکبر بک پبلشرز، ستمبر ۲۰۱۳، ج ا، ص ۵۷۷

[۸۰] طبری، تاریخ (الامم والملوک)، ا : ۹۶

[۸۱] سیوہاروی، محمد حفظ الرّحمٰن، مولانا، قصص القرآن، کراچی: دارالاشاعت اردو بازار، ۲۰۰۲ ء، ا : ۵۰

[۸۲] رضوی، محمد لیاقت علی، تذکیرۃ الانبیاء وصالحین، لاہور: بشیر برادرز اردو بازار، مئی ۲۰۱۴ء، ۵۰

قتل کے بعد قابیل کا دنیاوی اور اخروی انجام:

ہابیل اور قابیل دونوں بھائیوں کے جھگڑے سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیے۔ ہمارا حقیقی بھائی یا ہمارا مسلمان بھائی ہم پر زیادتی کرے تو بہتر یہ ہے کہ ہم صبر کریں اور اپنے بھائی پر ہاتھ نہ اٹھائیں۔ قابیل نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ قیامت تک لوگ اس پر لعنت کریں گے اور آخرت میں اللہ کے عذاب کا مستحق ہوا۔ اور ہابیل کو قیامت تک لوگ اچھا کہیں گے۔ اور جنت کا وارث ہوا۔ [۸۳]

---

[۸۳] عثمانی، محمد رفیع، مفتی، آدمؑ سے محمدﷺ تک، سہارنپور، :ایوب پبلی کیشنز دیوبند،۲۰۰۹، ۱۵

فصل چہارم:

واقعہ ہابیل اور قابیل مؤرخین بائبل کا نقطہ نگاہ

فصل چہارم:

واقعہ ہابیل اور قابیل مؤرخینِ بائبل کا نقطہ نگاہ

مؤرخینِ بائبل واقعہ ہابیل اور قابیل کو اپنے انداز میں بیان کرتے ہیں کہ قائن نے ہابل کو کیسے قتل کیا۔

قائن اور ہابل کی پیدائش:

قائن اور ہابل کی پیدائش کے بارے میں مؤرخین بائبل لکھتے ہیں:

According to the Gerard .P. Luttikhuizen:

In the beginning of Genesis ٤ when Adam and Eve have just left Paradise, the first thing mentioned about them is that they had intercourse and that Eve became pregnant and bore a child: "No Adam knew Eve his wife , and she conceived and bore Cain" After Cain's birth , the biblical text continues with the birth report of Abel : " And again , she bore his brother Abel"[٨٤]

ترجمہ: پیدائش ۴ کے شروع میں، جب آدم اور حوا جنت سے نکالے گئے، ان کے بارے میں جو پہلی چیز بیان کی گئی ہے کہ انھوں نے جماع کیا اور حوا حاملہ ہوگئی اور ان کا ایک بچہ پیدا ہوا۔ اب آدم نے جان لیا کہ حوا اس کی بیوی ہیں اور انھیں حمل ہوا اور قابیل کی پیدائش ہوئی ۔بائبل میں لکھا گیا ہے کہ قابیل کی پیدائش کے بعد ہابیل کی پیدائش ہوئی اور انھوں نے اس کا بھائی ہابیل جنا۔

قائن اور ہابل کا خداوند کو ہدیہ پیش کرنا:

بائبل میں قائن اور ہابل کو خداوند کے حضور حدیہ پیش کرنا پڑا۔ اور ان دونوں نے اپنی اپنی چیزوں کی قربانی پیش کی۔

According to the John Byron :

Abel came to be a model for acceptable sacrificial practice . His offering of the choice among his flok to God. [٨٥]

ترجمہ: ہابل قابلِ قبول قربانی کا نمونہ بن کر آیا۔ اس نے خدا کے حضور اپنے ریوڑ کے درمیان انتخاب کی پیشکش کی۔

Cain as a greedy individual who attempts to cheat God by offering less than the best of his produce. Compounded with this less than acceptable offering is the description of Cain's delay in bringing his gift to God and his

---

[٨٤] Luttikhuizen, Gerard .P, Eve's Children,USA: Brill Leiden Boston, ۲۰۰۳, Vol ۵, P ۶

[٨٥] John Byron , Cain and Abel in Text and Tradition, Brill Leiden Boston, ۲۰۱۱, ۱۴ : ۶۱

failure to divide it correctly. Thus the rejection of Cain's sacrifice was the result of both the type of offering and the time in which he brought it.[٨٦]

ترجمہ: قائن بطور لالچی فرد اپنی بہترین پیداوار سے خدا کو کم پیش کر کے دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ قابیل اس قابلِ قبول کم پیشکش کے ساتھ الجھا ہوا تھا جس کی وجہ سے خدا کے لیے تحفہ لانے میں تاخیر ہوئی اور اسے صحیح طریقے سے تقسیم کرنے میں ناکامی ہوئی۔ اس طرح قابیل کی قربانی مسترد کرنا ان دونوں قسم کی پیشکش کا نتیجہ تھا۔ جس وقت وہ اسے لایا۔

The most intriguing aspect of all of these interpretations is the way that exegetes mitigated the problem of God's unexplained acceptance of Abel's sacrifice. By providing the omitted details for God's rebuff of Cain's sacrifice , ancient interpreters were able to circumvent the more serious theological dilemma of God's apparent capriciousness by characterizing Cain as a greedy individual who practiced poor sacrificial rites , the focus shifted away from why God rejected the offering ad centered instead on what Cain had done that caused this rejection.[٨٧]

ترجمہ: ان سب شروحات میں جو ایک دلچسپ پہلو ہے وہ یہ کہ جس نے خدا کی اطاعت کی غیر واضح قبولیت کے مسئلے کو ختم کیا۔ خدا نے قابیل کی قربانی سرزنش کردہ چھوڑی اس تفصیلات کو مہیا کر کے قدیم شارح اس قابل ہوئے کہ خدا کی ظاہری شکل کے سنجیدہ مذہبی الیے کو روک سکیں۔ قائن کو ایک لالچی انسان کے طور پر بیان کرنا جس نے مذہبی رسومات کو درست طریقے سے ادا نہ کیا توجہ اس چیز پر سے ہٹا لی گئی کہ کیوں خدا نے قائن کی قربانی قبول نہ کی اس کی بجائے اس طرف مذکور کر لی گئی کہ قائن نے جو کچھ کیا وہ اس کو رد کرنے کی وجہ بنا۔

قائن نے ہابل کو قتل کر دیا:

According to the Julian Andres:

When the two of them had gone outside Cain spoke up and said to Abel , " I see the world as created with mercy , but it is not governed according to the fruit of good deeds , and there is partiality in judgment . Therefore your offering was accepted with favor , but my offering was not accepted from me with favor" Abel answered and said to Cain , " The world was created with mercy , it is governed according to the fruit of good deeds , and there is no partiality in judgment . because the fruits of my deeds was better

[٨٦] John Byron , Cain and Abel in Text and Tradition,, ١٤: ٦١

[٨٧] Ibid , ١٤: ٦٢

than yours and more prompt than yours my offering was accepted with favor ." [88]

ترجمہ: وہ دونوں باہر گئے۔ قابیل بولا اور ہابیل سے کہنے لگا" میں اس جہاں کو دیکھتا ہوں کہ رحم سے بنائی گئی ہے مگر اسے نیک اعمال کے تابع نہیں کیا گیا۔ اور فیصلے میں طرف داری کی گئی ہے۔ اس لیے تمھاری قربانی بخشش کے ساتھ قبول کرلی گئی لیکن میری قربانی بخشش کے ساتھ قبول نہیں کی گئی"۔ ہابل نے جواب دیا اور قائن سے کہنے لگا" جہاں کو رحم سے پیدا کیا گیا ہے اس کو نیک اعمال کے ثمر میں چلایا جارہا ہے۔ اور فیصلہ کرنے میں کوئی کانبداری نہیں لی گئی کیونکہ میرے نیک اعمال کا صلہ تمھارے نیک اعمال سے بہتر اور فوری تھامیری قربانی قبول کی گئی۔"

Cain answered and said to Abel, " There is not judgment, there is no judge, there is no other world , there is no gift of good reward for the righteous , and no punishment for the vicked " Abel answered and said to Cain , " There is judgment, there is a judge, there is another world, there is the gift of good reward for the righteous , and there is punishment for the vicked." Concerning these matters they were quarreling in the open country .And Cain rose up against Abel his brother and drop a stone into his forehead and killed him. [89]

ترجمہ: قائن نے جواب دیا اور ہابل سے کہنے لگا" یہاں کوئی انصاف نہیں ہے، نہ ہی کوئی منصف، اور نہ ہی کوئی اور دنیا ہے یہاں اچھے کام کا کوئی بہتر بدلا نہیں ہے اور بُرے لوگوں کے لیے کوئی سزا اور جزا نہیں ہے۔" ہابل نے جواب دیا اور قائن سے کہنے لگا یہاں اجر بھی ملتا ہے یہاں جزا بھی ہے اور یہاں منصف بھی ہے ایک اور دنیا بھی ہے یہاں نیک انسان کے نیک اعمال کا بدلا بھی ہے اور بُرے کام کرنے کے لیے سزا بھی ہے"۔ ان باتوں پر وہ بحث کرتے ہوئے آپس میں لڑنے لگے اور قائن اپنے بھائی ہابل کے خلاف اٹھا اور ایک پتھر اس کے ماتھے پر دے مارا اور اس کو قتل کر دیا۔

خدا کا قائن پر لعنت کرنا:

جب ہابل کو قائن نے قتل کر لیا تو اس صورت میں خداوند نے قائن سے جواب طلب کیا۔ رابرٹ وین ڈی ویئر لکھتا ہے کہ: خداوند نے قائن سے پوچھا تمھارا بھائی کہاں ہے؟ قائن نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے۔ کیا میں اس کا محافظ ہوں؟ خداوند نے اسے پوچھا کہ تم نے ایسا

[88] Holguin , Julian Andres ,Cain, Abel and the politics of God , Newyork : Routledge Taylor and Francis Group, ۲۰۰۱۸, P ۳۹

[89] Julian Andres ,Cain, Abel and the politics of God, P ,۳۹

کیوں کیا؟ تمھارے بھائی کا خون مجھے زمین سے پکارتا ہے اب تُو زمین کی طرف سے لعنتی ہوا اب تُو اس زمین پر مارامارا پھرے گا۔ اس نے کہا کہ میری سزا میری برداشت سے باہر ہے اگر میں زمین پر مارامارا پھروں گا تو کوئی مجھے قتل کر دے گا۔ پھر خداوند نے اس پر نشان بنا دیا تا کہ کوئی اس کو قتل نہ کر سکے۔[۹۰]

خلاصہ بحث:

۱۔ ابتدائے آفرینش کے مراحل میں زمین و آسمان کی تخلیق، اندھیرے اور روشنی کی تخلیق، چوپائیوں اور پرندوں کی تخلیق، زمین پر متعدد اقسام کی چیزوں کا اُگنا، زمین میں معیشت کے خزانے، زمین سے سبزے اور چارے کا نکلنا۔ اس کو قرآن کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ قرآن نے ابتدائے آفرینش کے تمام تر مراحل کو احسن انداز میں بیان کیا ہے۔

۲۔ کائنات کے وجود میں آنے سے متعلق بائبل کا موقف بیان کیا گیا ہے۔ جس میں زمین و آسمان کی تخلیق، روشنی کی تخلیق، جانوروں کی تخلیق، انسان کا خدا کی شبیہ پر پیدا ہونا، خوراک کا مقرر کرنا، تخلیق کے تمام تر مراحل کا مکمل ہونا بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ قرآن کے حوالے سے حضرت آدمؑ کی تخلیق، خلافتِ آدمؑ، وجہ فضیلت، فرشتوں کا سجود اور ابلیس کا انکار کرنا، آدمؑ کا جنت میں دخول، اعزازِ آدمؑ، آدمؑ کا جنت سے خروج، معافی طلب کرنا، معافی نامے کا متن، ابلیس اور آدمؑ کے خصائل کے فرق کو بیان کیا گیا ہے۔

۴۔ بائبل کے حوالے سے تخلیقِ آدم، باغِ عدن، باغِ عدم میں آدم کا قیام، آدم کی علمی صلاحیت، حوا کی تخلیق، سانپ کی دھوکہ دہی، آدم کا گناہ، باغِ عدن سے آدم کا خروج بیان کیا گیا ہے۔

۵۔ مسلم مؤرخین کا نقطہ نظر بیان کیا گیا ہے جس کو تاریخ کی کتب سے لیا گیا ہے۔ جن میں تاریخِ طبری، البدایہ والنھایہ، قصص الانبیاء شامل ہیں۔

۶۔ مؤرخینِ بائبل کا نقطہ نظر بیان کیا گیا ہے اور ان کے نظریات کو مختلف کتب سے لیا گیا ہے۔

---

[۹۰] ڈی ویئر، رابرٹ وین، مترجم، ملک اشفاق، یہودیت تاریخ عقائد فلسفہ، لاہور: بک ہوم، ۲۰۰۹، ص ۱۶

باب دوم:

واقعہ ہابیل اور قابیل مفسرینِ قرآن اور شارحینِ بائبل کی آراء کا جائزہ

فصل اوّل: قرآن کے حوالے سے تعارف

فصل دوم: مفسرینِ قرآن کی آراء

فصل سوم: بائبل کے حوالے سے تعارف

فصل چہارم: شارحینِ بائبل کی آراء

فصل اوّل:

قرآن کے حوالے سے تعارف

باب دوم:

واقعہ ہابیل اور قابیل مفسرینِ قرآن اور شارحینِ بائبل کی آراء کا جائزہ

واقعہ ہابیل اور قابیل کے متعلق مفسرینِ قرآن اور شارحینِ بائبل نے اپنی تفسیری آراء پیش کی ہیں۔ جس سے کے اس واا قعے کی اہمیت کا باخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ قرآن نے اس واقعے کو اپنے انداز میں بیان کیا ہے اور مفسرینِ قرآن اس واقعے کے بارے میں اپنا نقطہ نگاہ پیش کرتے ہیں۔ جبکہ بائبل نے اس واقعے کو اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ اور شارحینِ بائبل اس واقعے کے متعلق بائبل کی شروحات میں اپنا نقطہ نگاہ پیش کرتے ہیں۔

فصل اول:

قرآن کے حوالے سے تعارف

قرآن واقعہ ہابیل اور قابیل کے متعلق کیا کہتا ہے۔ اس کو سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۲۷ میں اللہ تعالٰی یوں بیان فرماتا ہے:

ارشادِ ربانی ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ [۹۱]

ترجمہ: اور (اے محمد) ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے خدا (کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کروں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے ۔

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۲۸ میں ارشاد ہوتا ہے:

[۹۲] لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ: اور اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھ کو قتل کرنے کے لئے تجھ پر ہاتھ نہیں چلاؤں گا مجھے تو خدائے رب العالمین سے ڈر لگتا ہے ۔

---

[۹۱] المائدہ،۵: ۲۷

[۹۲] ایضاً،۵: ۲۸

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۲۹ میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓءَاۡ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِۚ وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَۚ [93]

ترجمہ: میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ میں بھی ماخوذ ہو اور اپنے گناہ میں بھی پھر (زمرہ) اہل دوزخ میں ہو اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳۰ میں ارشاد ہوتا ہے:

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ [94]

ترجمہ: مگر اس کے نفس نے اس کو بھائی کے قتل ہی کی ترغیب دی تو اس نے اسے قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں ہو گیا۔

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳۱ میں ارشاد ہوتا ہے:

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَهٗ کَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِیْهِؕ قَالَ یٰوَیْلَتٰٓی اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ [95]

ترجمہ: اب خدا نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کریدنے لگا تاکہ اسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کیونکر چھپائے کہنے لگا اے ہے مجھ سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اس کوے کے برابر ہوتا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا پھر وہ پشیمان ہوا۔

---

[93] المائدہ،۵ : ۲۹

[94] ایضاً،۵: ۳۰

[95] ایضاً،۵: ۳۱

فصل دوم:

مفسرینِ قرآن کی آراء

فصل دوم:

مفسرینِ قرآن کی آراء

مفسرینِ قرآن نے واقعہ ہابیل اور قابیل کے بارے میں تفسیری ادب میں مفصل بحث کی ہے۔ واقعہ ہابیل اور قابیل کس طرح رونما ہوا اور قابیل نے ہابیل کو کن وجوہات کی بناءپر قتل کیا۔ اس پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

قابیل کے معنی:

امام زبیدی "تاج العروس" میں لکھتے ہیں:

قَبِيلٌ (اسم) رَجُل [٩٦]

ہابیل کے معنی:

مولانا وحید الزماں قاسمی لکھتے ہیں:

ھَابِیل: حضرت آدمؑ کے ایک بیٹے کا نام۔[٩٧]

قرآن میں حضرت آدمؑ کے بیٹوں کا ذکر:

قرآن میں ہابیل اور قابیل کے نام واضح کر کے نہیں بتائے گئے بلکہ ان کو آدمؑ کے بیٹے کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ مفسرین نے تفسیری ادب میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ حضرت آدمؑ کے بیٹوں سے مُراد ہابیل اور قابیل ہیں۔ اس واقعے کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۚ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ [٩٨]

---

[٩٦] زبیدی، مرتضٰی، تاج العروس، مادہ قبل، التراث العربی: س ن ٣٠ : ٢١٦

[٩٧] کیرانویؒ، وحید الزماں قاسمی، مولانا، القاموس الوحید ،لاہور: ادارہ اسلامیات، جون ٢٠٠١ء، ١٧٣٧

[٩٨] المائدہ، ٥ : ٢٧

ترجمہ: اور (اے محمد) ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے خدا (کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کروں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیز گاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے۔

اس واقعے کی تفاسیر مفسرینِ قرآن نے یوں کی ہے:

امام رازیؒ بیان کرتے ہیں (۵۴۴-۶۰۴ھ):

قَوْلُهُ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ فِيهِ قَوْلَانِ: أَحَدُهُمَا: وَاتْلُ عَلَى النَّاسِ. وَالثَّانِي: وَاتْلُ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ، وَفِي قَوْلِهِ ابْنَيْ آدَمَ قَوْلَانِ: الْأَوَّلُ: أَنَّهُمَا ابْنَا آدَمَ مِنْ صُلْبِهِ، وَهُمَا هَابِيلُ وَقَابِيلُ. وَفِي سَبَبِ وُقُوعِ الْمُنَازَعَةِ بَيْنَهُمَا قَوْلَانِ: أَحَدُهُمَا: أَنَّ هَابِيلَ كَانَ صَاحِبَ غَنَمٍ، وَقَابِيلَ كَانَ صَاحِبَ زَرْعٍ، فَقَرَّبَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا قُرْبَانًا ، فَطَلَبَ هَابِيلُ أَحْسَنَ شَاةٍ كَانَتْ فِي غَنَمِهِ وَجَعَلَهَا قُرْبَانًا ، وَطَلَبَ قَابِيلُ شَرَّ حِنْطَةٍ فِي زَرْعِهِ فَجَعَلَهَا قُرْبَانًا ، ثُمَّ تَقَرَّبَ كُلُّ وَاحِدٍ بِقُرْبَانِهِ إِلَى اللَّهِ فَنَزَلَتْ نَارٌ مِنَ السَّمَاءِ فَاحْتَمَلَتْ قُرْبَانَ هَابِيلَ وَلَمْ تَحْمِلْ قُرْبَانَ قَابِيلَ، فَعَلِمَ قَابِيلُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَبِلَ قُرْبَانَ أَخِيهِ/ وَلَمْ يَقْبَلْ قُرْبَانَهُ فَحَسَدَهُ وَقَصَدَ قَتْلَهُ، وَثَانِيهِمَا: مَا

رُوِيَ أَنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُولَدُ لَهُ فِي كُلِّ بَطْنٍ غُلَامٌ وجارية وكان يزوج البنت من بطن الغلام مِنْ بَطْنٍ آخَرَ، فَوُلِدَ لَهُ قَابِيلُ وَتَوْأَمَتُهُ، وَبَعْدَهُمَا هَابِيلُ وَتَوْأَمَتُهُ، وَكَانَتْ تَوْأَمَةُ قَابِيلَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا، فَأَرَادَ آدَمُ أَنْ يُزَوِّجَهَا مِنْ هَابِيلَ، فَأَبَى قَابِيلُ ذَلِكَ وَقَالَ أَنَا أَحَقُّ بِهَا، وَهُوَ أَحَقُّ بِأُخْتِهِ، وَلَيْسَ هَذَا مِنَ اللَّهِ تَعَالَى، وَإِنَّمَا هُوَ رَأْيُكَ، فَقَالَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُمَا:

قَرِّبَا قُرْبَانًا ، فَأَيُّكُمَا قُبِلَ قُرْبَانُهُ زَوَّجْتُهَا مِنْهُ، فَقَبِلَ اللَّهُ تَعَالَى قُرْبَانَ هَابِيلَ بِأَنْ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى قُرْبَانِهِ نَارًا ، فَقَتَلَهُ قَابِيلُ حَسَدًا لَهُ [۹۹].

ترجمہ: واتل علیھم میں دو قول ہیں۔ پہلا قول ہے لوگوں کو یہ قصہ سناؤ جبکہ دوسرا قول ہے اہلِ کتاب کو یہ قصہ سناؤ۔ ابنی آدم میں بھی دو قول ہیں۔ پہل قول وہ دونوں ہابیل اور قابیل حضرت آدمؑ کے صلبی بیٹے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان تنازع کے بارے میں بھی دو قول ہیں ۔ پہلا قول: ہابیل کے پاس بہت ساری بکریاں تھیں جبکہ قابیل کھیتی باڑی کرتا تھا۔ چنانچہ دونوں نے اللہ کے حضور قربانیاں پیش کیں۔ ہابیل نے اپنے ریوڑ میں سے سب سے خوبصورت بکری چن کر اللہ تعالٰی کی راہ میں قربان کی۔ جبکہ قابیل نے اپنی کھیتی سے ناقص قسم کی گندم لی اور اسے پیش کیا۔ پس ہر اک نے اپنی قربانی کے زریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہا۔ چنانچہ آسمان سے آگ آئی اور ہابیل کی قربانی اٹھا کر لے گئی۔ اس طرح قابیل کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالٰی نے اس کے بھائی ہابیل کی قربانی قبول کر لی ہے اور اس کی قربانی رد ہو گئی ہے ۔ اس طرح حسد میں آکر اس نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ دوسرا قول بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت آدمؑ کے ہاں جو بھی لڑکا پیدا ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی پیدا ہوتی تھی۔ اس طرح وہ پہلے حمل کے پیدا ہونے والے بچوں کا نکاح دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے بچوں سے کروا دیتے تھے۔ چنانچہ ان کے ہاں پہلے قابیل اور پھر ہابیل پیدا ہوا۔ قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن بہت خوبصورت تھی۔

---

[۹۹] رازی، فخر الدین، امام، مفاتیح الغیب، لبنان، بیروت: دار الفکر، الطبعۃ الاولی، ۱۹۸۱، ج ۱۱، ص ۲۰۹

پس اس کا نکاح حضرت آدمؑ نے ہابیل سے کرنا چاہا۔ لیکن قابیل نے اس نکاح سے انکار کر دیا اور کہا کی میں اس نکاح کا زیادہ حقدار ہوں۔ یہ اللہ تعالٰی کا حکم نہیں ہے بلکہ آپ (حضرت آدمؑ) کی رائے ہے۔ اس پر حضرت آدمؑ نے دونوں کو قربانی کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ تم میں سے جس کی قربانی قبول ہو جائے گی تو میں اس کا نکاح اس (حسین و جمیل لڑکی) کے ساتھ کر دوں گا۔ پس اللہ تعالٰی نے ہابیل کی قربانی پہ آگ نازل کر کے اس کی قربانی کو قبول کر لیا۔ اس طرح حسد میں آکر قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔

ابنِ جریر طبریؒ لکھتے ہیں (۳۱۰ھ):

عن ابن عباس وعن مرة، عن ابن مسعود وعن ناس من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم: وكان لا يولد لآدم مولود إلا ولد معه جارية، فكان يزوّج غلام هذا البطن، جاريةَ هذا البطن الآخر، ويزوج جارية هذا البطن، غلامَ هذا البطن الآخر. حتى ولد له ابنان يقال لهما: قابيل، وهابيل. وكان قابيل صاحب زرع، وكان هابيل صاحب ضَرْعٍ. وكان قابيل أكبرهما، وكان له أخت أحسن من أخت هابيل. وإن هابيل طلب أن ينكح أخت قابيل، فأبى عليه وقال: هي أختي، ولدت معي، وهي أحسن من أختك، وأنا أحق أن أتزوَّجها! فأمره أبوه أن يزوِّجها هابيل، فأبى. وإنهما قربا قربانًا إلى الله أيُّهما أحق بالجارية، كان آدم يومئذ قد غاب عنهما إلى مكة ينظر إليها، قال الله عز ذكره لآدم: يا آدمُ، هل تعلم أن لي بيتًا في الأرض؟ قال: اللهم لا! قال: فإن لي بيتًا بمكة فأتِه. فقال آدم للسماء:"احفظي ولدي بالأمانة"، فأبت. وقال للأرض، فأبت. وقال للجبال فأبت. وقال لقابيل، فقال: نعم، تذهب وترجع وتجدُ أهلك كما يسرُّكَ. فلما انطلق آدم، قربا قربانًا، وكان قابيل يفخَر عليه فقال: أنا أحق بها منك، هي أختي، وأنا أكبر منك، وأنا وصيُّ والدي! فلما قرَّبا، قرب هابيل جَذَعة سمينة، وقرّب قابيل حُزمة سنبل، فوجد فيها سنبلةً عظيمة، ففركَها فأكلها. فنزلت النار فأكلت قربانَ هابيل، وتركت قربان قابيل، فغضب وقال: لأقتلنك حتى لا تنكح أختي! فقال هابيل: إنما يتقبَّل الله من المتقين[100].

ترجمہ: ابنِ عباس، ابنِ مسعود اور دیگر صحابہ اکرام سے مروی ہے کہ حضرت آدمؑ کے ہاں جو بھی لڑکا پیدا ہوتا اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوتی۔ پس وہ پہلے حمل سے پیدا ہونے والے بچوں کا دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے بچوں سے نکاح کر دیتے۔ یہاں تک کہ ان کے ہاں دو بیٹے ہابیل اور قابیل پیدا ہوئے۔ قابیل کاشتکار اور ہابیل چرواہا تھا۔ قابیل بڑا تھا اور اس کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن انتہائی حسین و جمیل تھی۔ ہابیل نے قانون کے مطابق قابیل کی بہن سے نکاح کرنا چاہا۔ مگر قابیل نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی تیرے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی سے زیادہ حسین و جمیل ہے۔ لہٰذا اس سے نکاح کرنے کا میں زیادہ مستحق اپنے آپ کو سمجھتا ہوں۔

ان دونوں کے باپ آدمؑ نے بھی قابیل کو حکم دیا کہ وہ قانون شکنی نہ کرے مگر قابیل نے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ایک جھگڑے کی صورت پیدا ہو گئی۔ فیصلہ کے لیے ان دونوں نے اللہ کے حضور قربانی پیش کی۔ تا کہ فیصلہ ہو جائے کہ اس حسین و جمیل لڑکی کا خاوند بننے کا کون زیادہ حقدار ہے۔ آدمؑ قربانی کے دن وہاں موجود نہ تھے بلکہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے مکہ گئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالٰی نے آدمؑ سے فرمایا: اے آدم کیا تم جانتے ہو کہ میرا ایک گھر زمین میں ہے۔ انہوں نے جواب دیا! اے اللہ نہیں۔ اس کے بعد حضرت آدمؑ نے آسمان سے مخاطب ہو کر کہا "تم میرے بعد میری اولاد اور اہلِ خانہ کی ایمانت داری کے ساتھ حفاظت کرنا۔ مگر آسمان نے یہ ذمہ داری لینے سے

---

[100] طبری، ابنِ جریر، امام، تفسیر طبری ، تحقیق: عبداللہ بن عبدالمحسن، قاہرہ: مرکز البحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ، ۲۰۰۱ ،۸، ۳۲۲-۳۲۳

انکار کر دیا۔ اس کے آپؑ نے زمین سے کہا مگر اس نے بھی انکار کر دیا۔ پھر پہاڑوں سے کہا انہوں نے بھی یہ ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر قابیل کو کہا اس نے یہ ذمہ داری قبول کر لی اور کہا: آپ تشریف لے جائیں، واپس لوٹیں گے تو اپنے اہلِ خانہ کو اس حالت میں پائیں گے جو آپ کو خوش کر دے۔ پس آدمؑ چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد قربانی کا واقعہ ہوا۔ قابیل نے فخریہ انداز میں کہنا شروع کر دیا کہ اس لڑکی کا میں زیادہ حقدار ہوں۔ اس لیے کہ یہ میری بہن ہے اور میں تجھ سے بڑا بھی ہوں اور اپنے والد کا جانشین بھی ہوں ۔جب دونوں نے قربانی کی تو ہابیل نے ایک صحت مند جانور اور قابیل نے گلہ کا ایک ڈھیر قربانی کے طور پر پیش کیا۔ اس کے بعد زمین میں اناج کا ایک ڈھیر پایا اسے صاف کر کے اس میں سے کھایا۔ جب آگ آئی تو اس نے ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا۔ جس کی وجہ سے قابیل سخت غصے میں آگیا اور کہا کہ میں تمہیں ضرور قتل کروں گا تاکہ تو میری بہن سے نکاح نہ کر پائے۔ ہابیل نے جواب میں کہا اللہ تو متقیوں کی نذر قبول کرتا ہے۔

علامہ آلوسی بغدادیؒ بیان کرتے ہیں (۱۲۷ھ):

ابن جرير عن ابن مسعود وناس من الصحابة رضي الله تعالى عنهم أجمعين أنه كان لا يولد لآدم عليه السلام مولود إلا ولد معه جارية فكان يزوج غلام هذا البطن جارية هذا البطن الآخر ويزوج جارية هذا البطن غلام هذا البطن الآخر، جعل افتراق البطون بمنزلة افتراق النسب للضرورة إذ ذاك حتى ولد له ابنان يقال لهما هابيل وقابيل، وكان قابيل صاحب زرع، وهابيل صاحب ضرع، وكان قابيل أكبرهما، وكانت له أخت واسمها إقليما أحسن من أخت هابيل، وأن هابيل طلب أن ينكح أخت قابيل فأبى عليه، وقال: هي أختي ولدت معي وهي أحسن من أختك وأنا أحق أن أتزوج بها فأمره أبوه أن يزوجها هابيل فأبى، فقال لهما: قربا قربانا فمن أيكما قبل تزوجها، وإنما أمر بذلك لعلمه أنه لا يقبل من قابيل لا أنه لو قبل جاز، ثم غاب عليه السلام عنهما آتيا مكة ينظر إليها فقال آدم للسماء: احفظي ولدي بالأمانة فأبت، وقال للأرض: فأبت، وقال للجبال: فأبت، فقال لقابيل: فقال نعم تذهب وترجع وتجد أهلك كما يسرك فلما انطلق آدم عليه السلام قربا قربانا فقرب هابيل جذعة، وقيل: كبشا، وقرب قابيل حزمة سنبل فوجد فيها سنبلة عظيمة ففركها وأكلها فنزلت النار فأكلت قربان هابيل، وكان ذلك علامة القبول، وكان أكل القربان غير جائز في الشرع القديم وتركت قربان قابيل فغضب [101]

ترجمہ: ابنِ جریر، ابنِ مسعود اور دیگر صحابہ اکرام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کے ہاں جو بھی لڑکا پیدا ہوتا اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوتی۔ پس وہ پہلے حمل سے پیدا ہونے والے بچوں کا دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے بچوں سے نکاح کر دیتے۔ یہاں تک کہ ان کے ہاں دو بیٹے ہابیل اور قابیل پیدا ہوئے۔ قابیل کاشتکار اور ہابیل چرواہا تھا۔ قابیل بڑا تھا اور اس کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن انتہائی حسین و جمیل تھی۔ ہابیل نے قانون کے مطابق قابیل کی بہن سے نکاح کرنا چاہا۔ مگر قابیل نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی تیرے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی سے زیادہ حسین و جمیل ہے۔ لہٰذا اس سے نکاح کرنے کا میں زیادہ مستحق اپنے آپ کو سمجھتا ہوں۔ ان دونوں کے باپ آدمؑ نے بھی قابیل کو حکم دیا کہ وہ قانون شکنی نہ کرے مگر قابیل نے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ایک

[101] بغدادی، آلوسی، علامہ، روح المعانی، بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن، ۶، ۱۱۱-۱۱۲

جھگڑے کی صورت پیدا ہو گئی۔ فیصلہ کے لیے ان دونوں نے اللہ کے حضور قربانی پیش کی۔ تا کہ فیصلہ ہو جائے کہ اس حسین و جمیل لڑکی کا خاوند بننے کا کون زیادہ حقدار ہے۔ آدمؑ قربانی کے دن وہاں موجود نہ تھے بلکہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے مکہ گئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ سے فرمایا: اے آدم کیا تم جانتے ہو کہ میرا ایک گھر زمین میں ہے۔ انہوں نے جواب دیا! اے اللہ نہیں۔ اس کے بعد حضرت آدمؑ نے آسمان سے مخاطب ہو کر کہا "تم میرے بعد میری اولاد اور اہلِ خانہ کی ایمانت داری کے ساتھ حفاظت کرنا۔ مگر آسمان نے یہ ذمہ داری لینے سے انکار کر دیا۔ اس کے آپؑ نے زمین سے کہا مگر اس نے بھی انکار کر دیا۔ پھر پہاڑوں سے کہا انہوں نے بھی یہ ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر قابیل کو کہا اس نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ حضرت آدمؑ کے جانے کے بعد ان دونوں نے قربانی پیش کی۔ آسمان سے نازل ہونے والی آگ نے ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور یہ قربانی کے قبول ہونے کی علامت تھی۔ جبکہ قابیل کی دی ہوئی قربانی کو نہیں کھایا۔ قابیل غضب ناک ہوا۔ اور اس نے قابیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ قابیل نے کہا کہ میں تجھے قتل نہیں کروں گا بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں کی قربانی قبول کرتا ہے۔

علامہ زمخشریؒ بیان کرتے ہیں(۴۶۷ - ۵۲۸ھ):

هما ابنا آدم لصلبه قابيل وهابيل، أوحى الله إلى آدم أن يزوّج كل واحد منهما توأمة الآخر، وكانت توأمة قابيل أجمل واسمها «إقليما» فحسد عليها أخاه وسخط. فقال لهما آدم: قرّبا قربانا، فمن أيكما تقبل زوّجها، فقبل قربان هابيل بأن نزلت نار فأكلته فازداد قابيل حسدا وسخطا، وتوعده بالقتل. وقيل: هما رجلان من بنى إسرائيل [۱۰۲]

ترجمہ: ہابیل اور قابیل حضرت آدمؑ کے صلبی بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی طرف وحی کی کہ ایک وقت میں پیدا ہونے والے جوڑے کا نکاح دوسرے وقت میں پیدا ہونے والے جوڑے سے کر دیں۔ قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن بہت حسین و جمیل تھی اور اس کا نام اقلیما تھا۔ پس اس نے (قابیل) اپنے بھائی سے حسد کیا۔ حضرت آدمؑ نے ان دونوں سے قربانی دینے کا کہا جس کی قربانی قبول ہو گی وہ اس سے شادی کرے گا۔ ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی اور اس کی قربانی کو نازل ہونے والی آگ نے کھالیا۔ قابیل کی قربانی رد ہو گئی اس نے حسد کیا اور اپنے بھائی کو قتل کرنا چاہا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں آدمی بنی اسرائیل میں سے تھے۔

علامہ بیضاویؒ فرماتے ہیں(۶۹۱ھ):

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ قابيل وهابيل، أوحى الله سبحانه وتعالى إلى آدم أن يزوج كل واحد منهما توأمة الآخر، فسخط منه قابيل لأن توأمته كانت أجمل، فقال لهما آدم: قربا قرباناً فمن أيكما قُبِلَ تزوجها، فَقُبِلَ قربان هابيل بأن نزلت نار فأكلته، فازداد قابيل سخطاً وفعل ما فعل. وقيل لم يرد لهما ابني آدم لصلبه وأنهما رجلان من بني اسرائيل ولذلك قال: كَتَبْنا عَلى بَنِي إِسْرائِيلَ. بِالْحَقِّ صفة مصدر محذوف أي تلاوة ملتبسة بالحق، أو حال من الضمير في اتل، أو من نبأ أي ملتبساً بالصدق موافقاً لما في كتب الأولين إِذْ قَرَّبا قُرْباناً ظرف لنبأ، أو حال منه، أو بدل على حذف مضاف

---

[۱۰۲] زمخشری، جار اللہ محمود بن عمر، علامہ، تفسیرِ کشاف، بیروت: دار المعرفة، ۲۰۰۹، ۲۸۶

أي واتل عليهم نبأهما نبأ ذلك الوقت، والقربان اسم ما يتقرب به إلى الله سبحانه وتعالى من ذبيحة أو غيرها، كما أن الحلوان اسم ما يحلى به أي يعطى، وهو في الأصل مصدر ولذلك لم يثن وقيل تقديره إذ قرب كل واحد منهما قرباناً. قيل كان قابيل صاحب زرع وقرب أردأ قمح عنده، وهابيل صاحب ضرع وقرب جملاً سميناً. فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِما وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ لأنه سخط حكم الله سبحانه وتعالى ولم يخلص النية في قربانه وقصد إلى أخس ما عنده. قالَ لَأَقْتُلَنَّكَ نوعده بالقتل لفرط الحسد له على تقبل قربانه ولذلك. قالَ إِنَّما يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ [103]

ترجمہ: ابنی سے مُراد ہابیل اور قابیل ہیں۔ اللہ تعالٰی نے حضرت آدمؑ کی طرف وحی کی کہ ایک وقت میں پیدا ہونے والے جوڑے کا نکاح دوسرے وقت میں پیدا ہونے والے جوڑے سے کروادیں۔ قابیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی وہ بہت زیادہ خوبصورت تھی۔ قابیل اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ حضرت آدمؑ نے کہا کہ آپ دونوں قربانی دیں جس کی قربانی قبول ہو گی اس کی شادی اس لڑکی سے کروادی جائے گی۔ نازل ہونے والی آگ نے ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور اس کی قربانی قبول ہو گئی۔ قابیل کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یہ دونوں ہابیل اور قابیل نہیں تھے بلکہ بنی اسرائیل میں سے کوئی دوسرے دو آدمی تھے۔ آپ ﷺ حضرت آدمؑ کے دونوں بچوں کے قصے کی تلاوت حق کے ساتھ کریں۔ ایسی تلاوت کریں جو حق کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ ایسی تلاوت فرمائیں جو پہلی کتابوں میں ذکر کیے جانے والے قصوں کے ساتھ موافق ہو۔ قربانی ایسے زبیحہ کا نام ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالٰی کا قُرب حاصل کیا جاتا ہے۔ قابیل کے پاس زراعت کے حوالے سے کافی سارا مال تھا جبکہ ہابیل کے پاس مویشی وغیرہ تھے۔ دونوں نے اپنی اپنی حیثیت سے قربانی دی۔ ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالٰی کے حکم کو نہیں مانا تھا اور اللہ تعالٰی کے حکم کے لیے اس کی نیت بھی خالص نہیں تھی۔ قابیل نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھے قتل کروں گا۔ کیونکہ اسے حسد ہو گیا تھا کہ میرے بھائی کی قربانی قبول ہو گئی ہے اور میری نہیں ہوئی۔ ہابیل نے کہا بے شک اللہ تعالٰی متقیوں کی قربانی قبول کرتا ہے۔

حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں:

حضرت ابنِ عباس اس واقعے کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے نبی کریم ﷺ کو بذریعہ قرآن کریم فرمایا کہ آپ ﷺ ان لوگوں کو یہ قصہ سنایئے کہ ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی قربانی نہ ہوئی۔ تو قابیل نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا، ہابیل نے کہا کیوں؟ قابیل نے کہا، اس لیے کہ اللہ تعالٰی نے تیری قربانی تو قبول کرلی اور میری قربانی قبول نہیں کی، ہابیل نے کہا کہ جو قول و عمل میں پکے ہوتے ہیں اور ان کے دل پاکیزہ ہوتے ہیں ان کا عمل قبول ہوتا ہے اور تو پاکیزہ قلب والا نہیں ہے اس لیے اللہ تعالٰی نے تیری قربانی قبول نہیں کی۔ [104]

---

[103] بیضاوی، عبداللہ بن عمر، علامہ، تفسیر بیضاوی، بیروت: داراحیاء التراث العربی، س ن، ۲، ۱۲۳

[104] فیروز آبادی، ابوطاہر محمد بن یعقوب، تفسیر ابنِ عباس، مترجم، پروفیسر محمد سعید احمد عاطف، لاہور: مکی دارالکتب ۲۰۰۹ء، ۱ / ۳۳۹

امام قرطبیؒ بیان کرتے ہیں:

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت کا اپنے ماقبل سے تعلق ہے۔ کہ اللہ تعالٰی کی طرف سے اس بات پر تنبیہ ہے کہ یہود کا ظلم کرنا اور ان کا عہود اور مواثیق کو توڑنا ابنِ آدم کے اپنے بھائی پر ظلم کی طرح ہے۔ معنی یہ ہے کہ اگر انہوں نے ال محمد ﷺ تیرے ساتھ زیادتی کی ہے تو انہوں نے تجھ سے پہلے انبیاء کو قتل کیا ہے۔ قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا۔ شر بہت پرانا ہے۔ انہیں یہ قصہ یاد دلایا اور یہ سچا واقعہ ہے جھوٹی حدیث کی طرح نہیں ہے۔ اس میں اسلام کے مخالف کو خاموش کرنا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کو تسلی دینا ہے۔ حضرت آدمؑ کے ان بیٹوں کے بارے میں اختلاف ہے۔ حسن بصری نے کہا: کہ یہ حضرت آدمؑ کی صلب سے نہ تھے، یہ دونوں بنی اسرائیل سے تھے۔ اللہ تعالٰی نے یہود کے حسد کو ظاہر کرنے کے لیے مثال بیان فرمائی، ان دونوں کے درمیان جھگڑا تھا، پس ان دونوں نے دو قربانیاں کیں اور قربانیاں بنی اسرائیل میں تھیں۔ ابنِ عطیہ نے کہا: یہ وہم ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بنی اسرائیل کا کوئی شخص دفن کرنے کی صورت سے واقف نہ تھا، حتٰی کہ اس نے کوے کی اقتدا کی۔ صحیح یہ ہے کہ وہ دونوں حضرت آدمؑ کی صلب سے تھے۔ یہ جمہور مفسرین کا قول ہے۔ حضرت ابنِ عباس اور حضرت ابنِ عمر وغیرہ نے یہی کہا ہے، کہ یہ دونوں ہابیل اور قابیل تھے۔ قابیل کی قربانی سنبل کی لکڑیوں کا گٹھا تھا، کیونکہ وہ صاحبِ زرعہ تھا اس نے اپنے کھیت سے گھٹیا مال چُنا تھا پھر اس میں ایک عمدہ سٹہ پایا تو اسے بھی صاف کر کے کھالیا۔ اور ہابیل کی قربانی مینڈھا تھا، کیونکہ وہ ریوڑ والا تھا۔ اس نے اپنے بھیڑوں سے ایک عمدہ جانور لیا / فَتُقُبِّلَ پس اسے جنت کی طرف اٹھایا گیا، وہ جنت میں چرتا رہا۔ حتٰی کہ اس کے ساتھ حضرت اسمٰعیلؑ کا فدیہ دیا گیا۔ یہ سعید بن جبیر وغیرہ کا قول ہے۔ جب ہابیل کی قربانی قبول کی گئی / کیونکہ وہ مومن تھا تو قابیل نے حسد کی بنیاد پر اسے کہا کیونکہ وہ کافر تھا۔ کیا تو زمین پر چلے گا جبکہ لوگ تجھے مجھ سے افضل دیکھیں گے! میں تجھے قتل کر دوں گا۔ بعض علماء نے فرمایا حضرت آدمؑ ایک بطن کے لڑکے کی دوسرے بطن کی لڑکی سے شادی کرتے تھے۔ کسی کے لیے اس کی جڑوا ں بہن حلال نہیں تھی۔ قابیل کے ساتھ اس کی خوبصورت بہن پیدا ہوئی جس کا نام اقلیمیا تھا اور ہابیل کے جو بہن پیدا ہوئی وہ خوبصورت نہ تھی۔ اور اس کا نام لیوزا تھا۔ جب حضرت آدمؑ نے ہابیل کا نکاح قابیل کی بہن سے کرنا چاہا تو قابیل نے کہا کہ میں اپنی بہن کا زیادہ حقدار ہوں۔ حضرت آدمؑ نے اسے حکم دیا مگر وہ نہ مانا انہوں نے قربانی پر اتفاق کر لیا۔ یہ مفسرین کی ایک جماعت کا قول ہے جن میں حضرت ابنِ مسعود بھی ہیں۔ روایت ہے کہ حضرت آدمؑ اس وقت حاضر تھے۔ [105]

---

[105] ماخوذ، قرطبیؒ، احمد بن ابو بکر، امام، تفسیرِ قرطبی، مترجم، مولانا ملک محمد بوستان، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اکتوبر ۲۰۱۲ء، ۳ / ۵۴۱-۵۴۲

ابنِ کثیرؒ بیان کرتے ہیں:

اس قصے میں حسد اور بغض، سرکشی اور تکبر کا بدانجام بیان ہو رہا ہے۔ کہ کس طرح حضرت آدمؑ کے دو صلبی بیٹوں میں کشمکش ہو گئی۔ اور اللہ کا ہو کر مظلوم بنا، مار ڈالا گیا اور اپنا ٹھکانہ جنت بنالیا اور دوسرے نے ظلم و زیادتی کے ساتھ اسے بے وجہ قتل کیا اور دونوں جہاں میں برباد ہوا۔ اللہ فرماتا ہے "اے نبی ﷺ انہیں حضرت آدمؑ کے دونوں بیٹوں کا قصہ سنا دو۔ ان دونوں کا نام ہابیل اور قابیل تھا۔ اس وقت دنیا کی ابتدائی حالت تھی اس لیے حضرت آدمؑ کے ہاں ایک حمل سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ پھر اسی طرح دوسرے حمل میں بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ تو اس حمل کا لڑکا اور دوسرے حمل کی لڑکی کا نکاح کروا دیا جاتا تھا۔ ہابیل کی بہن خوبصورت نہ تھی اور قابیل کی بہن خوبصورت تھی۔ قابیل نے چاہا کہ اپنی ہی بہن سے نکاح کر لے۔ حضرت آدمؑ نے قابیل کو منع کیا لیکن وہ منع نہ ہوا آخر یہ فیصلہ ہوا کہ تم دونوں اللہ کے نام پر قربانی دو۔ جس کی قربانی قبول ہو جائے اس کا نکاح اس کے ساتھ کروا دیا جائے گا۔ ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی۔ پھر وہی ہوا جس کا بیان قرآن کی ان آیات میں ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ قابیل جو کہ بڑا بھائی تھا کھیتی باڑی کرتا تھا اور ہابیل جانوروں والا تھا۔ قابیل کی بہن بہ نسبت ہابیل کی بہن کے بہت خوبصورت تھی۔ جب ہابیل کا نکاح اس سے کروانا چاہا تو قابیل نے انکار کر دیا اور اس سے خود اپنا نکاح کروانا چاہا۔ حضرت آدمؑ نے اس سے روکا۔ اب ان دونوں نے خیرات نکالی کہ جس کی قربانی قبول ہو جائے گی وہ اس لڑکی سے نکاح کرے گا۔ حضرت آدمؑ اس وقت مکہ چلے گئے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے فرمایا کہ زمین پر جو میرا گھر ہے اسے جانتے ہو؟ آپ نے کہا نہیں۔ حکم ہوا مکے میں ہے تم وہیں جاؤ۔ حضرت آدمؑ نے آسمان سے کہا کہ میرے بچوں کی تُو حفاظت کرے گا؟ اس نے انکار کیا، زمین سے کہا اس نے بھی انکار کر دیا، پہاڑوں سے کہا انہوں نے بھی انکار کر دیا، قابیل سے کہا اس نے کہا، ہاں میں محافظ ہوں آپ جائیے، آکر ملاحظہ فرمائیں گے اور خوش ہوں گے، اب ہابیل نے ایک خوبصورت موٹا تازہ مینڈھا اللہ کے نام پہ ذبح کیا اور بڑے بھائی نے اپنی کھیتی کا حصہ اللہ کے لیے نکالا، آگ آئی جو ہابیل کی نذر کو تو جلا گئی جو اس زمانے میں قبولیت کی علامت تھی، اور قابیل کی نذر قبول نہ ہوئی، اس کی کھیتی یوں ہی رہ گئی، اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ کرنے کے بعد اس میں سے اچھی اچھی بالیں توڑ کر کھالی تھیں۔ چونکہ قابیل اب مایوس ہو چکا تھا کہ اس کے نکاح میں اس کی بہن نہیں آسکتی اس لیے اس نے اپنے بھائی کو قتل کی دھمکی دی۔ ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کی قربانی قبول فرماتا ہے، اس میں میرا کیا قصور؟ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ مینڈھا جنت میں پلتا رہا۔ اور یہی وہ مینڈھا ہے جسے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کے بدلے ذبح کیا۔[106]

---

[106] کثیر، عماد الدین ابو الفدا، امام، تفسیر ابنِ کثیر، مترجم، مولانا محمد جوناگڑیؒ، لاہور: مکتبہ قدوسیہ ۲۰۰۶ء، ۲ / ۵۶-۵۷

غلام رسول سعیدی بیان کرتے ہیں:

غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ یہود اپنے حسد اور بغض کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جو ظالمانہ کاروائی کرتے تھے۔ اور موقع بہ موقع آپ ﷺ کو ایذاء پہنچانے کی تگ دو میں لگے رہتے تھے۔ اور تورات کے ضمن میں انہوں نے آپ ﷺ پر ایمان لانے کا جو عہد و میثاق کیا تھا اس کو توڑ چکے تھے تو اللہ تعالٰی نے نبی کریم ﷺ کو تسلی دینے کے لیے اس سے پہلے آیتوں میں یہود کی عہد شکنیوں کو بیان فرمایا کہ یہود نے اللہ تعالٰی سے عہد کر کے توڑ دیا اور یہود نے حضرت موسیٰؑ سے بھی عہد کر کے توڑ دیا۔ اب اللہ تعالٰی ایک اور مثال بیان فرما رہا ہے کہ جس طرح یہود نے حسد کی وجہ سے آپ ﷺ کی نبوت کو نہیں مانا اور آپ ﷺ کی مخالفت کی اس طرح آدمؑ کے دو بیٹوں میں سے ایک بیٹے قابیل نے حسد کی وجہ سے اس کے دوسرے بیٹے ہابیل کو قتل کر دیا۔ حضرت ابنِ عباس اور دیگر صحابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کے ہاں جب اولاد ہوتی تو ایک ساتھ ایک بچہ اور ایک بچی پیدا ہوتی۔ ایک حمل سے جو لڑکا پیدا ہوتا اس کا نکاح دوسرے حمل میں پیدا ہونے والی لڑکی سے کروا دیتے۔ اور اس حمل کی لڑکی سے دوسرے حمل کے لڑکے کا نکاح کروا دیتے، حتیٰ کہ ان کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے، قابیل اور ہابیل۔ قابیل زراعت پیشہ تھا اور ہابیل مویشی پالتا تھا۔ قابیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی وہ اس لڑکی سے بہت خوبصورت تھی جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی۔ قابیل بڑا تھا اور ہابیل چھوٹے تھے۔ قائدے کے مطابق ہابیل نے قابیل کی بہن سے نکاح کرنا چاہا اور قابیل نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ یہ میری بہن ہے اور میرے ساتھ پیدا ہوئی ہے اور یہ تمہاری بہن سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اور میں اس سے نکاح کا زیادہ حقدار ہوں۔ ابنِ اسحاق کی روایت میں ہے، قابیل نے کہا کہ ہم دونوں جنت میں پیدا ہوئے ہیں اور تم دونوں زمین پر پیدا ہوئے ہو۔ اور میں اپنی بہن کا زیادہ حقدار ہوں۔ حضرت آدمؑ نے فرمایا اے میرے بیٹے! یہ تمہارے لیے حلال نہیں ہے، قابیل نے حضرت آدمؑ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ تب حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ تم دونوں قربانی پیش کرو۔ جس کی قربانی قبول ہو گی وہ اس سے نکاح کا حقدار ہو گا۔ قابیل نے گندم کی قربانی پیش کی اور ہابیل نے بکری کی قربانی پیش کی پھر اللہ تعالٰی نے ایک سفید آگ کو بھیجا اس نے ہابیل کی قربانی کو کھا لیا اور قابیل کی قربانی کو ترک کیا اس پر قابیل غصہ ہوا اور اس نے کہا کہ میں تمہیں ضرور قتل کروں گا ۔ ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالٰی متقین سے قربانی کو قبول کرتا ہے۔ متقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالٰی سے ڈر کے اپنے فرائض ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالٰی نے جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے باز رہتے ہیں۔[۱۰۷]

---

[۱۰۷] ماخوذ، سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، لاہور: فرید بک سٹال، فروری ۲۰۰۰ء، ۳/ ۱۵۴-۱۵۵

مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

ہابیل نے قابیل سے کہا تیری قربانی اگر قبول نہیں ہوئی تو یہ میرے کسے قصور کی وجہ سے نہیں ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ تجھ میں تقویٰ نہیں ہے لہٰذا میری جان لینے کی بجائے تجھ کو اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔[۱۰۸]

علامہ اسماعیل حقیؒ لکھتے ہیں:

علماء اکرام بیان فرماتے ہیں کہ بی بی حوا ایک وقت دو بچے نر اور مادہ جنتی تھیں، بی بی حوا کے ہاں ایک بچی قابیل اور اس کی بہن اقلیما پیدا ہوئے پھر ہابیل اور اس کی بہن لیوزہ پیدا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وحی بھیجی کہ ہابیل کا نکاح اقلیما اور قابیل کا نکاح لیوزہ سے کر دیں۔ یہ اس لیے کہ اس وقت سوائے ایسی صوت بنانے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ کیونکہ اقلیما لیوزہ کی نسبت زیادہ حسین تھی قابیل نے چاہا کہ اس سے میں خود نکاح کروں اس لیے حضرت آدمؑ سے ناراض ہوا اور کہا کہ یہ حکمِ الٰہی نہیں ہے بلکہ آپ نے خود اپنی طرف سے فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا تم دونوں قربانی پیش کرو جس کی قربانی قبول ہو جائے گی وہ اقلیما سے نکاح کرلے گا چنانچہ دونوں نے قربانی پیش کی۔ ہابیل کی قربانی کو آگ کھا گئی اور قابیل کی قربانی پڑی رہی۔ اس سے قابیل کے حسد کی آگ بڑھکی تو بھائی سے وہی سلوک کیا جو اوپر بیان ہوا ہے۔ قربان اس شے کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کے لیے خرچ کی جائے، جانور زبح کر کے یا صدقے کے طور پر کوئی اور شے۔ قربان مصدر ہے اور مصدر کا اطلاق واحد تثنیہ پر ہوتا ہے۔ معنٰی یہ ہے کہ جب کہ ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہو گئی۔ اس سے حضرت ہابیل مراد ہیں آپ چونکہ جانوروں والے تھے تو ایک موٹا اونٹ یا دنبہ قربانی کے طور پر پیش کیا۔ آسمان سے دھوئیں کے بغیر ایک آگ اتری اور اسے کھا گئی۔ لیکن ان دونوں کی قربانیوں کو پیش کرنے پر حضرت آدمؑ نے دعا مانگی۔ یا اللہ! جس کی قربانی تیرے ہاں قبول ہو اس کے لیے آگ بھیج تاکہ وہ مقبول قربانی کو کھا جائے اور دستور بھی یہی تھا کہ قربانیوں میں سے جو قبول ہوتی اس کے لیے آگ اترتی اور اسے کھا جاتی اور جو قربانی قبول نہ ہوتی تو اسے آگ نہ کھاتی۔ قابیل غصے سے بھرا ہوا تھا کیونکہ اس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی۔ اس نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ ہابیل نے پوچھا کیوں تو قابیل نے کہا کہ تیری قربانی کیوں قبول ہوئی اور میری کیوں نہ ہوئی تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ متقین کی قربانی کو قبول کرتا ہے۔[۱۰۹]

علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

---

[۱۰۸] مودودی، ابوالاعلیٰ، مولانا، تفہیم القرآن، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، س۔ن، ۱ / ۴۶۲

[۱۰۹] حقیؒ، شیخ اسماعیل، علامہ، روح والبیان، مترجم، فیض احمد اویسی، بہاولپور: مکتبہ اویسیہ رضویہ، ۱۹۸۳، ۳ / ۲۰۱-۲۰۳

حضرت ابنِ مسعود و دیگر صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کے ہاں جو بھی لڑکا پیدا ہوتا اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوتی۔ پس وہ پہلے حمل سے پیدا ہونے والے بچوں کا دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے بچوں سے نکاح کر دیتے۔ یہاں تک کہ ان کے ہاں دو بیٹے ہابیل اور قابیل پیدا ہوئے۔ قابیل کاشتکار اور ہابیل چرواہا تھا۔ قابیل بڑا تھا اور اس کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن انتہائی حسین و جمیل تھی۔ ہابیل نے قانون کے مطابق قابیل کی بہن سے نکاح کرنا چاہا۔ مگر قابیل نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی تیرے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی سے زیادہ حسین و جمیل ہے۔ لہٰذا اس سے نکاح کرنے کا میں زیادہ مستحق اپنے آپ کو سمجھتا ہوں۔ ان دونوں کے باپ آدمؑ نے بھی قابیل کو حکم دیا کہ وہ قانون شکنی نہ کرے مگر قابیل نے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ایک جھگڑے کی صورت پیدا ہو گئی۔ فیصلہ کے لیے ان دونوں نے اللہ کے حضور قربانی پیش کی۔ تاکہ فیصلہ ہو جائے کہ اس حسین و جمیل لڑکی کا خاوند بننے کا کون زیادہ حقدار ہے۔ آدمؑ قربانی کے دن وہاں موجود نہ تھے بلکہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے مکہ گئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ سے فرمایا: اے آدم کیا تم جانتے ہو کہ میرا ایک گھر زمین میں ہے۔ انہوں نے جواب دیا! اے اللہ نہیں۔ اس کے بعد حضرت آدمؑ نے آسمان سے مخاطب ہو کر کہا" تم میرے بعد میری اولاد اور اہلِ خانہ کی ایمانت داری کے ساتھ حفاظت کرنا۔ مگر آسمان نے یہ ذمہ داری لینے سے انکار کر دیا۔ اس کے آپؑ نے زمین سے کہا مگر اس نے بھی انکار کر دیا۔ پھر پہاڑوں سے کہا انہوں نے بھی یہ ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر قابیل کو کہا اس نے یہ ذمہ داری قبول کر لی اور کہا: آپ تشریف لے جائیں، واپس لوٹیں گے تو اپنے اہلِ خانہ کو اس حالت میں پائیں گے جو آپ کو خوش کر دے۔ پس آدمؑ چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد قربانی کا واقعہ ہوا۔ قابیل نے فخریہ انداز میں کہنا شروع کر دیا کہ اس لڑکی کا میں زیادہ حقدار ہوں۔ اس لیے کہ یہ میری بہن ہے اور میں تجھ سے بڑا بھی ہوں اور اپنے والد کا جانشین بھی ہوں۔ جب دونوں نے قربانی کی تو ہابیل نے ایک صحت مند جانور اور قابیل نے گلہ کا ایک ڈھیر قربانی کے طور پر پیش کیا۔ اس کے بعد زمین میں اناج کا ایک ڈھیر پایا اسے صاف کر کے اس میں سے کھایا۔ جب آگ آئی تو اس نے ہابیل کی قربانی کو کھا لیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا۔ جس کی وجہ سے قابیل سخت غصے میں آ گیا اور کہا کہ میں تمہیں ضرور قتل کروں گا تاکہ تو میری بہن سے نکاح نہ کر پائے۔ ہابیل نے جواب میں کہا اللہ تو متقیوں کی نذر قبول کرتا ہے۔"[110]

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ بیان کرتے ہیں:

بنی اسرائیل کا جہاد سے اس طرح گریز کرنے کا قصہ بیان کرنے کے بعد اب آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے۔ یہ دو بیٹے ہابیل اور قابیل تھے۔ ان میں سے قابیل عمر میں بڑا تھا کاشتکاری کرتا تھا اور چھوٹا بھائی ہابیل بکریاں پالتا تھا۔ ان دونوں میں کسی بات پر تنازع پیدا ہوا

---

[110] سیوطیؒ، جلال الدین عبد الرحمن، امام، تفسیر دُرِ منثور، مترجم، مولانا سید محمد اقبال شاہ، لاہور: ضیاء القرآن پبلیشرز، نومبر ۲۰۰۶، ۲/ ۷۴۸-۷۴۹

اور قابیل نے ظلم و تشدد کی راہ اختیار کرتے ہوئے اپنے مظلوم بھائی کو جان سے ہی مار ڈالا۔ سابقہ آیات سے اس قصے کا ربط معلوم ہوتا ہے کہ یہود بھی مظلوموں کے قتل میں بڑے دلیر واقع ہوئے تھے۔ حتٰی کہ انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے۔ دورِ نبوی ﷺ میں بھی مدینہ کے یہودیوں کی یہی صورتِ حال تھی۔ ہابیل اور قابیل میں تنازع کس بات پر تھا قرآن اس سوال کا جواب دینے سے خاموش ہے۔ البتہ تفاسیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ جس لڑکی سے ہابیل کا نکاح کرنا چاہتے تھے قابیل یہ چاہتا تھا کہ یہ لڑکی اس کے نکاح میں آجائے اس کا یہ مطالبہ چونکہ بے انصافی پر مبنی تھا لہٰذا اسے تسلیم نہ کیا گیا۔ اس سے قابیل اور بھی طیش میں آگیا جس کا حل حضرت آدمؑ نے یہ نکالا کہ تم دونوں قربانی دو۔ جس کی قربانی آگ آکھا جائے گی تو اس کی قربانی قبول ہو جائے گی اور یہ تنازع ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ دونوں نے قربانی پیش کی۔ ہابیل ویسے بھی نیک سیرت انسان تھا اور لڑکی سے نکاح کرنے کا زیادہ حقدار تھا۔ نیز اس نے قربانی میں جو اشیاء پیش کی تھیں وہ اچھی قسم کی تھیں اور خالصتاً اچھی نیت سے پیش کی تھیں لہٰذا اسی کی قربانی کو اللہ کے حضور شرفِ قبولیت بخشا گیا۔ اس کے مقابلے میں قابیل بے انصاف اور اچھے کردار کا مالک نہ تھا۔ اور قربانی قربانی میں بھی ناقص اور ردی قسم کی اشیاء رکھی تھیں۔ لہٰذا اس کی قربانی کی چیزیں ویسی ہی پڑی رہیں اور قربانی کی کسوٹی نے ہابیل کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ جب قابیل کی قربانی مردود ہو گئی تو اس کا طیش انتقام میں بدل گیا اور اس نے اپنے بھائی کو دھمکی دی کہ میں تمہیں مار ڈالوں گا۔"[111]

مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں:

ان آیات میں حق تعالٰی نے نبی کریم ﷺ کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ آپ ﷺ اہل کتاب کو حضرت آدمؑ کے بیٹوں کا قصہ صحیح صحیح سنا دیجئے۔ قرآن مجید پر نظر کرنے والے جانتے ہیں کہ قرآن مجید کوئی قصہ کہانی یا تاریخ کی کتاب نہیں جس کا مقصد کسی واقعہ کو اول سے آخر بیان کرنا ہو لیکن واقعاتِ ماضیہ اور گزشتہ اقوام کی سرگذشت اپنے دامن میں بہت سی عبرتیں اور نصیحتیں رکھتی ہے۔ اکثر پورا واقعہ بھی ایک جگہ بیان نہیں ہوتا بلکہ اس کے جتنے حصے سے اس جگہ کوئی مقصد متعلق ہوتا ہے اس کا وہی ٹکڑا وہاں بیان کر دیا جاتا ہے۔ اس آیت میں ابنی آدم کا لفظ مذکور ہے یوں تو ہر انسان آدم کی اولاد ہے ہر ایک کو آدم کی اولاد کہا جا سکتا ہے۔ لیکن یہاں جمہور علماء تفاسیر کے نزدیک اس جگہ حضرت آدمؑ کے دو صلبی اور حقیقی بیٹے مراد ہیں۔ یعنی ہابیل اور قابیل۔ اس تمہید کے بعد ان دونوں بیٹوں کا واقعہ قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ان دونوں نے اللہ تعالٰی کے لیا اپنی اپنی قربانی پیش کی۔ مگر ایک کی قربانی قبول ہو گئی اور دوسرے کی نہ ہوئی۔ لفظ قربان عربی لغت کے اعتبار سے اس چیز کو کہا جاتا ہے کہ جس کو کسی کے قرب کا ذریعہ بنایا جائے اور اصطلاحِ شرع میں اس ذبیحہ کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالٰی کا تقرب حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔ اس قربانی کو پیش کرنے کا واقعہ جو صحیح اور قوی سندوں کے ساتھ منقول ہے وہ یہ ہے

---

[111] کیلانیؒ، عبدالرحمن، مولانا، تیسیر القرآن، لاہور: مکتبہ الاسلام، س ن، ۱ / ۵۲۷-۵۲۸

کہ جب حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ دنیا میں تشریف لائے تو الدو تناسل کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت آدمؑ کے ہاں ایک حمل سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ پھر اسی طرح دوسرے حمل میں بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ تو اس حمل کا لڑکا اور دوسرے حمل کی لڑکی کا نکاح کروا دیا جاتا تھا۔ ہابیل کی بہن خوبصورت نہ تھی اور قابیل کی بہن خوبصورت تھی۔ قابیل نے چاہا کہ اپنی ہی بہن سے نکاح کرلے۔ حضرت آدمؑ نے قابیل کو منع کیا لیکن وہ منع نہ ہوا آخر یہ فیصلہ ہوا کہ تم دونوں اللہ کے نام پر قربانی دو۔ جس کی قربانی قبول ہو جائے اس کا نکاح اس کے ساتھ کروا دیا جائے گا۔ ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی۔ پھر وہی ہوا جس کا بیان قرآن کی ان آیات میں ہے۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ قابیل جو کہ بڑا بھائی تھا کھیتی باڑی کرتا تھا اور ہابیل جانوروں والا تھا۔ قابیل کی بہن بہ نسبت ہابیل کی بہن کے بہت خوبصورت تھی۔ جب ہابیل کا نکاح اس سے کروانا چاہا تو قابیل نے انکار کر دیا اور اس سے خود اپنا نکاح کروانا چاہا۔ حضرت آدمؑ نے اس سے روکا۔ اب ان دونوں نے خیرات نکالی کہ جس کی قربانی قبول ہو جائے گی وہ اس لڑکی سے نکاح کرے گا۔ حضرت آدمؑ اس وقت مکہ چلے گئے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے فرمایا کہ زمین پر جو میرا گھر ہے اسے جانتے ہو؟ آپ نے کہا نہیں۔ حکم ہوا مکے میں ہے تم وہیں جاؤ۔ حضرت آدمؑ نے آسمان سے کہا کہ میرے بچوں کی تُو حفاظت کرے گا؟ اس نے انکار کیا، زمین سے کہا اس نے بھی انکار کر دیا، پہاڑوں سے کہا انہوں نے بھی انکار کر دیا، قابیل سے کہا اس نے کہا، ہاں میں محافظ ہوں آپ جایئے، آکر ملاحظہ فرمائیں گے اور خوش ہوں گے، اب ہابیل نے ایک خوبصورت موٹا تازہ مینڈھا اللہ کے نام پہ ذبح کیا اور بڑے بھائی نے اپنی کھیتی کا حصہ اللہ کے لیے نکالا، آگ آئی جو ہابیل کی نذر کو تو جلا گئی جو اس زمانے میں قبولیت کی علامت تھی، اور قابیل کی نذر قبول نہ ہوئی، اس کی کھیتی یوں ہی رہ گئی، اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ کرنے کے بعد اس میں سے اچھی اچھی بالیں توڑ کر کھالی تھیں۔ چونکہ قابیل اب مایوس ہو چکا تھا کہ اس کے نکاح میں اس کی بہن نہیں آسکتی اس لیے اس نے اپنے بھائی کو قتل کی دھمکی دی۔ ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کی قربانی قبول فرماتا ہے۔"[۱۱۲]

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ:

بعض علماء نے لکھا ہے کہ قَرَّبَا کا مطلب ہے قرب کل واحد منہما یعنی دونوں میں سے ہر ایک نے اپنی قربانی پیش کی۔ قربانی پیش کرنے کا قصہ اہلِ علم نے اس طرح پیش کیا ہے کہ حضرت حوا کے بطن سے ہر دفعہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ کل بیس مرتبہ میں چالیس بچے پیدا ہوئے سب سے پہلے قابیل اور اس کی ہمزاد اقلیمیا کی ولادت ہوئی۔ دوسری مرتبہ میں ہابیل اور اس کی ہمزاد لیوزا پیدا ہوئی۔ حضرت ابنِ عباس کا قول مروی ہے کہ حضرت آدمؑ کی زندگی میں ہی آپ کی اولاد اور اولاد کی نسل چالیس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ حضرت

[۱۱۲] مفتی محمد شفیعؒ، معارف القرآن، کراچی: مکتبہ معارف القرآن، اپریل، ۲۰۰۸، ۳ / ۱۱۰-۱۱۳

آدمؑ کی اولاد جب جوان ہو جاتی تو آپ ایک بطن کے لڑکے اور دوسرے بطن کی لڑکی کا نکاح کروا دیتے۔ چنانچہ جب ہابیل اور قابیل جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے پاس حکم بھیجا کہ آپ دونوں کا نکاح ایک دوسرے کی ہمزاد سے کر دیں۔ ہابیل اس حکم پر رضامند ہو گیا مگر قابیل اس حکم سے ناخوش تھا کیونکہ اس کی ہمزاد زیادہ خوبصورت تھی۔ کہنے لگا کہ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں کیونکہ ہم دونوں کی پیدائش جنت میں ہوئی ہے اور ان دونوں کی زمین پر ہوئی ہے۔ حضرت آدمؑ نے فرمایا تیری ہمزاد تیرے لیے حلال نہیں ہے۔ قابیل نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے بلکہ آپ کا ہے۔ پھر حضرت آدمؑ نے کہا کہ تم دونوں قربانی پیش کرو جس کی قربانی قبول ہو گی وہ اس سے نکاح کرے گا۔ دونوں نے قربانی پیش کی۔ قابیل کاشتکار تھا اس نے ردی اور گلہ پیش کیا جبکہ ہابیل بکریوں والا تھا اس نے مینڈھا پیش کیا۔ قابیل کی قربانی کو آگ نے چھوڑ دیا جبکہ ہابیل کی قربانی کو آگ نے کھا لیا۔ قابیل نے ہابیل سے کہا میں تجھے ضرور مار ڈالوں گا کیونکہ تیری قربانی قبول کر لی گئی ہے اور میری قربانی رد کر دی گئی ہے۔ ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ متوین کی قربانی کو قبول کرتا ہے۔ ابنِ ابی شیبہ نے ضحاک کا قول نقل کیا ہے کہ متقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو شرک سے بچتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ شاید اس آیت سے مراد یہ ہے کہ قربانی اسی کی قبول کی جاتی ہے جو دونوں میں سے حق پر ہو اور جو باطل پر ہو اس کی قربانی قبول نہیں کی جاتی۔"[113]

راجح قول:

اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن کے نزدیک حضرت آدمؑ کے جن بیٹوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ حضرت آدمؑ کے صلبی بیٹے نہیں تھے بلکہ بنی اسرائیل میں سے دو آدمی تھے۔ امام طبریؒ حضرت حسن کی روایت پر کہتے ہیں کہ ہماری رائے یہ ہے کہ ہمارے نزدیک درست وارجح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت آدمؑ کے جن دو بیٹوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا یہ دونوں حضرت آدمؑ کے صلبی بیٹے تھے۔ جیسا کہ عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کسی نفس کو ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو اس کا گناہ آدمؑ کے پہلے بیٹے کے سر ہوتا ہے اس لیے کہ اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ رائج کیا۔ اس روایت سے یہ واضح ہو گیا کہ قرآن کریم میں حضرت آدمؑ کے جن بیٹوں کا ذکر آیا ہے اس سے مراد ان کے صلبی بیٹے ہی ہیں۔ اگر یہ دونوں بنی اسرائیل سے ہوتے تو جیسا کہ حسن کی روایت میں ہے تو ان کے بارے میں یہ نہ کہا جاتا کہ اپنے بھائی کو قتل کرنے والا پہلا شخص وہی ہے جس نے اپنے بھائی کو قتل کرنے کا طریقہ رائج کیا۔ کیونکہ ایک دوسرے کو قتل کرنے کا طریقہ دنیا میں بنی اسرائیل سے پہلے بھی مروج تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ گویہ ثابت ہو گیا ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے نہ تھے تو اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ آدمؑ کے صلبی بیٹے تھے؟ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ

---

[113] پانی پتیؒ، قاضی محمد ثناء اللہ، علامہ، تفسیرِ مظہری، مترجم، سید عبدالدائم الجلالی، کراچی: دار الاشاعت، ۱۹۹۹، ۳/ ۲۹۰-۲۹۱

ان دونوں کے بنی اسرائیل میں سے ہونے کا قول باطل ہونے کے بعد علمائے امت میں سے اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اجماع امت ہی اس کی دلیل ہے کہ وہ حضرت آدمؑ کے صلبی بیٹے تھے۔"[114]

ہابیل ظلم سہنے پر راضی ہو گیا:

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَۚ-اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ [115]

ترجمہ: اور اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھ کو قتل کرے کے لیے تجھ پر ہاتھ نہیں چلاؤں گا مجھے تو خدائے رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔

ابنِ جریر طبریؒ بیان کرتے ہیں:

وهذا خبر من الله تعالى ذكره عن المقتول من ابني آدم أنه قال لأخيه لما قال له أخوه القاتل لأقتلنك والله"لئن بسطت إليّ يدك"، يقول: مددت إليّ يدك"لتقتلني ما أنا بباسط يدي إليك"، يقول: ما أنا بمادٍّ يدي إليك"لأقتلك"[116]

ترجمہ: بنی آدم میں سے مقتول کے حوالے سے ذکر ہے اور اس ذکر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ جب قاتل بھائی نے اپنے مقتول بھائی سے یہ بات کہی کہ میں ضرور بہ ضرور آپ کو قتل کروں گا۔ ہابیل نے کہا: اللہ کی قسم اگر آپ نے میری طرف ہاتھ بڑھادیا، (مفسر کہتے ہیں) گویا کہ ہابیل نے اس کو یہ کہا اگر آپ نے میری طرف اپنے ہاتھ کو قتل کی نیت سے بڑھایا تو میں اپنا ہاتھ آپ کی طرف قتل کرنے کی نیت سے نہیں بڑھاؤں گا۔

عن ابن عباس:"لئن بسطت إليّ يدك لتقتلني ما أنا بباسط يدي إليك"، ما أنا بمنتصر، ولأمسكنَّ يدي عنك وقال آخرون: لم يمنعه مما أراد من قتله، وقال ما قال له مما قصَّ الله في كتابه إلا أن الله عزّ ذكره فرضَ عليهم أن لا يمتنع من أريد قتله ممن أراد ذلك منه[117]

ترجمہ: ابنِ عباس بیان کرتے ہیں: (اگر تم میری طرف قتل کے لیے اپنا ہاتھ بڑھاؤ گے تو میں تمھاری طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا) میں آپ سے بدلہ نہیں لوں گا میں اپنا ہاتھ آپ سے روک لوں گا۔ اور دوسرے مفسر یہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جو اس (ہابیل) کے قتل کا

---

[114] طبری، تاریخِ طبری (تاریخ الامم والملوک)، ۱/ ۱۰۰-۱۰۱

[115] المائدہ، ۵ : ۲۸

[116] طبری، تفسیرِ طبری، ۸/ ۳۲۸

[117] ایضاً، ۳۲۹

ارادہ کیا تھا تو انہوں (ہابیل) نے اس کو قتل کے ارادے سے نہیں روکا۔ اور اس (ہابیل) نے یہ بات کر دی جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کی ہے۔ اللہ رب العزت جس کا ذکر بڑھ کر رہو۔ اس نے یہ چیز ان پر فرض کر دی۔ کہ جس کے قتل کا ارادہ کیا جائے وہ نہ روکے اس کو جس نے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔

"إنّي أخاف الله رب العالمين" فإنه إنّي أخاف الله في بسط يدي إليك إن بسطتها لقتلك "رب العالمين"، يعني مالك الخلائق كلها أن يعاقبني على بسط يدي إليك [118]

ترجمہ: "میں اس رب سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا مالک ہے "یعنی میں اپنا ہاتھ آپ کو قتل کرنے کے لیے بڑھاؤں اس وجہ سے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ یعنی اس اللہ سے اس مالک سے ڈرتا ہوں جو پوری کی پوری مخلوق کا مالک ہے کہ وہ مجھے سزا دے دے اس بات پر کہ میں آپ کی طرف ہاتھ بڑھاؤں۔

علامہ بیضاویؒ لکھتے ہیں:

قيل: كان هابيل أقوى منه ولكن تحرج عن قتله واستسلم له خوفاً من الله سبحانه وتعالى لأن الدفع لم يبح بعد، أو تحرياً لما هو الأفضل قال عليه الصلاة والسلام: كن عبد الله المقتول ولا تكن عبد الله القاتل وإنما قال مَا أَنَا بِباسِطٍ فِي جواب لَئِنْ بَسَطْتَ للتبري عن هذا الفعل الشنيع رأساً، والتحرز من أن يوصف به ويطلق عليه ولذلك أكد النفي بالباء [119]

ترجمہ: ہابیل کے بارے میں کہا گیا کہ وہ قابیل سے زیادہ طاقتور تھا۔ لیکن اللہ کے خوف کی وجہ سے اس نے اس کو قتل نہیں کیا کیونکہ اس زمانے میں اپنی جان کا دفاع نہیں تھا۔ یا پھر انہوں نے اندازہ لگایا کہ افضل چیز یہ ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا وہ بندہ بن جو کہ مقتول ہو نہ کہ قاتل ہو۔ بس یہی وجہ تھی کہ انہوں نے کہا کہ میں اپنا ہاتھ تیری طرف نہیں بڑھاؤں گا تا کہ وہ اپنے آپ کو اس گناہ سے دور رکھیں۔

علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں:

قيل: كان أقوى من القاتل وأبطش منه، ولكنه تحرج عن قتل أخيه واستسلم له خوفا من الله لأنّ الدفع لم يكن مباحا في ذلك الوقت. قاله مجاهد وغيره [120]

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ جو (ہابیل) تھے وہ (قابیل) قاتل سے زیادہ قوی تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے بھائی کے قتل سے گریز سے اور انہوں نے اللہ کے خوف کی وجہ سے اپنے آپ کو تسلیم کر دیا۔

---

[118] طبری، تفسیرِ طبری، ۸، ۳۳۰

[119] بیضاوی، تفسیرِ بیضاوی، ۲ / ۱۲۳

[120] زمخشریؒ، تفسیر کشاف، ۲۸۶

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ فرماتے ہیں:

ہابیل نے جب دیکھا کہ قابیل میرے قتل کا عظم کر چکا ہے اور کسی طرح باز نہیں آتا تو اس نے کہا قابیل! اگر تم مجھے قتل کرنے کے لیے دست درازی کروگے تو بھی میں تمھیں قتل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ قابیل جب قتل کرنے کے لیے آیا تو ہابیل مظلوم اور بے بس بھیڑ کی طرح سر جھکا کر کھڑے ہو گئے اور اپنی حفاظت کے لیے کچھ نہ کیا۔ نہیں بلکہ ہابیل کا یہ مقصد ہے کہ اگرچہ مجھے یقین ہے کہ تم میرے قتل پر تلے ہوئے ہو پھر بھی میں پہل نہیں کروں گا۔[121]

مولانا ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

اگر تو نے میرے قتل کے ارادے کے لیے میری طرف ہاتھ بڑھایا تو میں وہ نہیں ہوں کہ اپنے دفعیہ ہی کے لیے تیرے قتل کی طرف اپنے ہاتھ کو بڑھاؤں۔ اگرچہ اپنی جان بچانے کے لیے دفعیہ جائز ہے لیکن بھائی کے مقابلے میں صبر کرنا ہی افضل و اکمل ہے۔ کافر سے اگر مقابلہ ہو تو ہاتھ پیر توڑ کر ہرگز بیٹھ جانا جائز نہیں۔ اگر مسلمان بھائی سے مقابلہ ہو تو مدافعت درجہ رخصت میں ہے۔ اگر صبر کرنا

عزیمت اور موٗجب صد فضیلت ہے۔ بے شک میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں یہ ہاتھ نہ پھیلانے کی علت بیان کی مطلب یہ ہے کہ قتل بہت بری چیز ہے اور خدا کو ناپسند چیز ہے۔ اگر میں نے اپنے حملہ دفع کرنے کے لیے اپنے آپ کو معزور سمجھ کر تجھ کو قتل کر دیا تو پھر بھی مجھ کو اللہ سے ڈر ہے کہ کہیں مجھ سے موٗاخذہ نہ کریں کہ تم نے قتل میں عجلت سے کام لیا اور محض دھمکی پر کیوں قتل کر ڈالا۔ قابیل نے تو ابھی صرف دھمکی ہی دی تھی قتل کا ارتکاب تو نہیں کیا تھا۔ اور عجب نہیں کہ ہابیل کو یہ بھی ڈر ہو کہ ابھی تک روئے زمین پر کوئی قتل واقع نہیں ہوا۔ لہٰذا اس کی کوشش یہ تھی کہ باہمی قتل کی سنت میرے ہاتھ سے جاری نہ ہو۔[122]

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اگر تو مجھے مارنے کو ہاتھ پھیلانا چاہتا ہے تو خیر کچھ ہرج نہیں کیونکہ میں خدائے مالک الملک سے ڈرتا ہوں۔[123]

شیخ عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفیؒ فرماتے ہیں:

---

[121] الازہریؒ، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، لاہور: ضیاء القرآن پبلشرز، ۱۹۹۵ء، ۱ / ۴۶۱

[122] ماخوذ، کاندھلویؒ، محمد ادریس، مولانا، معارف القرآن، سندھ: مکتبہ المعارف، س ن، ۲ / ۴۸۴

[123] امرتسریؒ، ثناء اللہ، مولانا، تفسیرِ ثنائی، لاہور: مکتبہ قدوسیہ، دسمبر ۲۰۰۲ء، ۱ / ۳۵۵

روایت میں ہے کہ وہ (ہابیل) قابیل سے زیادہ طاقتور اور مضبوط تھے۔ لیکن اپنے بھائی کے قتل کو گناہ سمجھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس کے سامنے ہاتھ نہیں اٹھایا۔ کیونکہ اس زمانے میں مدافعت جائز اور مباح نہ تھی۔ دوسرا قول یہ بھی ہے کہ وہ واجب تھی کیونکہ اس میں اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے اور قاتل کے گناہ میں شرکت کرنا ہے۔ البتہ معنی یہ ہے کہ میں ابتداء تیری طرف اپنے ہاتھ کو دراز کرنے والا نہیں۔ جیسا کہ تو میرے بارے میں ارادہ رکھتا ہے۔ ہابیل ارادہ قتل پر مدافعت کا عزم رکھتے تھے مگر قابیل نے ان کو بے خبری میں اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا۔ "[۱۲۴]

حضرت ابنِ عباس بیان کرتے ہیں:

حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ (ہابیل نے قابیل سے کہا) اگر تو ظلم سے مجھ پر دست درازی کرے گا تو میں جواباً ایسا نہیں کروں گا۔ "[۱۲۵]

علامہ ابنِ کثیرؒ بیان کرتے ہیں:

وہ (ہابیل) اپنے بھائی کے اس ارادہ (قتل) کو سن کر کہتا ہے کہ تو جو چاہے کر میں تو تیری طرح نہیں کروں گا بلکہ میں صبر کروں گا۔ وہ زیادہ طاقتور تھے مگر اپنی بھلائی، نیک بختی اور پرہیز گاری کی وجہ سے یہ فرمایا کہ تو گناہ پر آمادہ ہو جائے لیکن مجھ سے اس جرم کا ارتکاب نہیں ہو سکتا۔ میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں وہ تمام جہان کا رب ہے۔ "[۱۲۶]

مولانا مودودیؒ بیان کرتے ہیں:

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر تو مجھے قتل کرنے آئے گا تو میں تیرے سامنے ہاتھ باندھ کر قتل ہونے کے لیے بیٹھ جاؤں گا اور مدافعت نہ کروں گا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو میرے قتل کے درپے ہوتا ہے تو ہو میں تیرے قتل کے درپے نہ ہوں گا۔ تو میرے قتل کی تدبیر میں لگنا چاہے تو تجھے اختیار ہے، لیکن میں یہ جاننے کے بعد بھی کہ تو میرے قتل کی تیاریاں کر رہا ہے یہ کوشش نہ کروں گا کہ پہلے میں ہی تجھے مار ڈالوں۔ یہاں یہ بات سمجھ جانی چاہیے کہ کسی شخص کا اپنے آپ کو خود قاتل کے سامنے پیش کرنا اور ظالمانہ حملہ کی مدافعت نہ کرنا کوئی نیکی نہیں ہے۔ البتہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص میرے قتل کے درپے ہو اور میں جانتا ہو کہ وہ میری گھات میں لگا ہوا ہے، تب بھی میں

---

[۱۲۴] نسفیؒ، عبداللہ بن احمد، شیخ، تفسیرِ مدارک، مترجم، مولانا شمس الدین، لاہور: مکتبہ العلم، س۔ن، ۱ / ۷۵۱

[۱۲۵] فیروز آبادی، تفسیر ابنِ عباس، ۱ / ۳۳۹

[۱۲۶] ابنِ کثیر، تفسیر ابنِ کثیر، ۲ / ۵۷-۵۸

اس کے قتل کی فکر نہ کروں اور اسی بات کو ترجیح دوں کہ ظالمانہ اقدام اس کی طرف سے ہو نہ کہ میری طرف سے۔ یہی مطلب تھا اس بات کا جو آدمؑ کے اس نیک بیٹے نے کہی۔[۱۲۷]

مولانا عبد الرحمٰن کیلانیؒ فرماتے ہیں:

جب قابیل کی قربانی مردود ہو گئی تو اس کا طیش انتقام میں بدل گیا۔ اور اس نے اعلانیہ اپنے بھائی ہابیل کو دھمکی دے دی کہ میں تمھیں جان سے مار ڈالوں گا تو ہابیل نے کہا کہ اگر تم مجھے مارنے پر تلے ہو تو میرا قطعاً ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے میں اس معاملے میں تم پر کوئی ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ میں اسے بہت بڑا ظلم سمجھتا ہوں۔[۱۲۸]

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ بیان کرتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عمرو نے فرمایا باخدا مقتول قاتل سے زیادہ طاقتور تھا لیکن تقویٰ نے اس کو دست درازی کرنے سے روکا۔ یعنی اللہ کے ڈر سے اس نے خود سپردگی سے کام لیا۔ اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ اس وقت دفاع جائز نہ تھا۔ مجاہد کا بیان ہے کہ اس زمانے میں حکم تھا کہ اگر کوئی کسی کو قتل کرنا چاہے تو مقتول اپنا دفاع نہ کرے صبر سے کام لے یا ہابیل نے اس عمل کو اختیار کیا جو افضل تھا۔ یعنی اپنے اپنے دفاع کے لیے قتل کر دینا اگرچہ جائز تھا مگر مقتول ہو جانا قتل کرنے سے افضل تھا۔ اس لیے انہوں نے مقتول ہونے کو پسند کیا۔ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کا مقتول بندہ ہو جا قاتل بندہ نہ ہو۔ لَئِن بَسَطتَّ کی جزاء میں ہابیل نے مَا اَنَا بِبَاسِطٍ کہا اور اس جملے میں بھی نفی کو باء کے ساتھ پختہ کر دیا۔ اس سے غرض یہ تھی کہ وہ اس فعل شنیع سے اپنی بیزاری کا کامل اظہار کرنا اور قاتل ہونے کی نسبت سے بھی بچنا چاہتے تھے۔ (اسی لیے یوں نہیں کہا کہ میں تجھے قتل نہیں کروں گا بلکہ ارادہ قتل کی بھی نفی کر دی اور ارادہ قتل کا جس عمل سے ظہور ہو سکتا تھا اس کا بھی انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ میں قتل کے ارادے سے تیری طرف ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا بلکہ ہاتھ بڑھانے والا ہی نہیں ہوں گا)۔ [۱۲۹]

سید قطب شہیدؒ فرماتے ہیں:

سید قطعب شہیدؒ بیان کرتے ہیں امن، تقویٰ اور صلح کل کے نمونے کو مصور انداز میں یہاں پیش کر دیا جاتا ہے۔ یہ نمونہ ایک ایسے وقت میں پیش کیا جاتا ہے، جس میں ایک عام انسانی ضمیر بھی نہایت اشتعال میں آ جاتا ہے اگرچہ وہ بہت ٹھنڈا ہو۔ ایسے حالات میں ہر غیر

---

[۱۲۷] مودودیؒ، تفہیم القرآن، ۱/ ۴۶۲

[۱۲۸] کیلانیؒ، تیسیر القرآن، ۱ / ۵۲۷

[۱۲۹] پانی پتیؒ، تفسیرِ مظہری، ۳ / ۲۹۱-۲۹۲

جانبدار انسان، ہر باضمیر انسان ظالم کے مقابلے میں اور مظلوم کے حق میں اٹھ جاتا ہے۔ ان حالات میں بھی یہ مظلوم، نہایت سنجیدہ، نہایت مطمئن ہے۔ حالانکہ وہ کھلی جارحیت کے خطرے سے دوچار ہے۔ لیکن اس کا دل رب العالمین کے خوف سے بھرا ہوا ہے اس لیے وہ مطمئن ہے۔ یہ نرم اور دل نوازبات اس کے لیے کافی تھی کہ وہ اس دشمنی کو دوستی میں بدل دے۔ حسد کو ٹھنڈا کرے، شر کا جوش کم کر دے، اس شخص کو بھائی چارے کی محبت کے اندر لے آئے اور اس میں تقویٰ کا احساس پیدا ہو جائے۔ یہاں یہ طرزِ عمل اس کے لیے بالکل کافی تھا لیکن یہ شخص باز نہیں آیا۔ چنانچہ نیک بھائی اسے متنبہ کرتا ہے اور آخرت کے برے انجام سے اسے ڈراتا ہے۔[130]

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو میرے قتل کا قصد کرے گا تو میں تیرے قتل کا قصد نہیں کروں گا، اس کی طرف سے تسلیم کرنا ہے خبر میں ہے "جب فتنہ ہو تو ابنِ آدم کے بہتر بیٹے کی طرح ہو جا۔ ابو داؤد نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے فرمایا: میں نے عرض کی کہ یارسول ﷺ ! اگر کوئی مجھ پر میرے گھر میں داخل ہو اور میری طرف وہ اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لیے بڑھائے تو؟ فرمایا: تو آدم کے بیٹوں میں سے بہتر بیٹے کی طرح ہو جا۔ بعض علماء نے فرمایا اس کا معنی ہے کہ میں تیرے قتل کا قصد نہیں کرتا بلکہ میں اپنے نفس کے دفاع کا قصد کرتا ہوں اور بعض نے یہ بیان کیا کہ اگر تو میرے قتل سے ابتداء کرے گا تو میں تجھے قتل نہیں کروں گا۔ بعض نے فرمایا اس کا معنی ہے اگر تو ظلماً میری طرف ہاتھ بڑھائے گا تو میں ظلم کرنے والا نہیں میں اللہ رب العزت سے ڈرتا ہوں۔"[131]

شیخ اسماعیل حقیؒ بیان کرتے ہیں:

ہابیل قابیل سے قوت و طاقت میں زیادہ تھا لیکن اس کے باوجود قابیل پر کوئی جوابی کاروائی نہ کی اور نہ ہی قتل سے بچنے کی کوئی تدبیر کی۔ بلکہ سرِ تسلیم خم کر دیا اس لیے کہ کہیں اللہ ناراض نہ ہو جائے۔"[132]

علامہ جلال الدین سیوطیؒ بیان کرتے ہیں:

---

[130] سید قطعب شہید، فی ظلال القرآن، مترجم، سید معروف شاہ شیرازی، ۲ / ۴۸۹

[131] قرطبیؒ، تفسیرِ قرطبی، ۳ / ۵۴۴

[132] اسماعیل حقی، روح البیان، ترجمہ فیوض الرحمٰن، ۲۰۳

جب کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کو نقصان پہنچانا چاہتا تو دوسرا آدمی اسے چھوڑ دیتا۔ اور اپنا دفاع نہ کرتا۔ امام ابنِ منذر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابنِ جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل پر یہ فرض تھا کہ جب کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی پر دست اندازی کرتا تو دوسرا اس کا دفاع نہ کرتا یہاں تک کہ پہلا آدمی اس کو قتل کر دیتا یا اسے چھوڑ دیتا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مدعا ہے۔[133]

میرا اور تیرا گناہ تیرے ذمے ہے:

اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓءَاۡ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِۚ وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ [134]

ترجمہ: میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ میں بھی ماخوذ ہو اور اپنے گناہ میں بھی پھر اہلِ دوزخ میں ہو اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

ابنِ جریر طبریؒ بیان کرتے ہیں:

عن ابن عباس وعن مرة، عن ابن مسعود وعن ناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم "إني أريد أن تبوء بإثمي وإثمك"، يقول إثم قتلي، إلى إثمك الذي في عنقك "فتكون من أصحاب النار [135]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس مُرہ سے اور وہ ابنِ مسعود سے اور وہ دیگر صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ (میں چاہتا ہوں کہ میرا اور آپ کا گناہ آپ کے سر ہو جائے) یعنی جو میرے قتل کا گناہ ہے وہ آپ کے سر پڑ جائے۔ اس گناہ کے ساتھ وہ گناہ جو آپ کرنا چاہتے ہیں تاکہ آپ جہنمیوں میں سے ہو جائیں۔

علامہ بیضاویؒ فرماتے ہیں:

إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحابِ النَّارِ وَذلِكَ جَزاءُ الظَّالِمِينَ تعليل ثان للامتناع عن المعارضة والمقاومة، والمعنى إنما استسلم لك إرادة أن تحمل إثمي لو بسطت إليك يدي، وإثمك ببسطك يدك إلي ونحوه المستبان ما قالا فعلى البادئ ما لم يعتد المظلوم. وقيل معنى بإثمي بإثم قتلي، وبإثمك الذي لم يتقبل من أجله قربانك، وكلاهما في موضع الحال أي ترجع ملتبساً بالإثمين حاملاً لهما، ولعله لم يرد معصية أخيه وشقاوته بل قصده بهذا الكلام إلى أن ذلك إن كان لا محالة واقعاً فأريد أن يكون لك لا لي فالمراد بالذات أن لا يكون له لا أن يكون لأخيه ويجوز أن يكون المراد بالإثم عقوبته وإرادة عقاب العاصي جائزة [136]

---

[133] سیوطی، تفسیر درِ منثور، ۲، ۷۵۲

[134] المائدہ،۵: ۲۹

[135] طبری، تفسیرِ طبری، ۳۳۰-۳۳۱

[136] بیضاوی، تفسیر بیضاوی، ۲ / ۱۲۳-۱۲۴

ترجمہ: اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تو اپنا اور میرا گناہ دونوں حاصل کرے اور تو اصحابِ نار میں سے ہو جائے جو ظالموں کی سزا ہے۔ یہ دوسری تعلیل ہے کہ انہوں (ہابیل) نے ان (قابیل) کا مقابلہ نہیں کیا اور اس کا معنی یہ ہے کہ میں سپُرد کرتا ہوں اپنا ارادہ کہ تو میرا گناہ اٹھائے جو کہ میری طرف تھا اگر میں تیری طرف ہاتھ بڑھاتا تو میرا گناہ تھا لیکن میں نے اپنا ارادہ تیرے سپُرد کر دیا اور تو اپنا ہاتھ میری طرف اٹھا رہا ہے لہٰذا تو میرا گناہ اٹھائے۔ ایک گناہ یہ تھا کہ میں جو اپنا ہاتھ تیری طرف اٹھاتا اور دوسرا گناہ یہ کہ جو تو نے اپنا ہاتھ میری طرف اٹھایا دونوں گناہ تیری طرف آئیں۔ اور جو بھی ابتداء کرے گا ظلم کی اور لوٹ کے ظلم اسی کی طرف جائے گا۔ اس کا دوسرا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ تو میرا گناہ اٹھائے اور مجھے قتل کرے اور جو تیرا گناہ ہے کیونکہ اللہ تعالٰی نے تیری قربانی قبول نہیں کی یہ تیرا دوسرا گناہ ہے۔ یہ دونوں حال بنتے ہیں اور حال سے مراد یہ ہے کہ ہر دو صورتوں میں یا میں نہ بڑھاؤں تیری طرف ہاتھ یہ دونوں گناہ تو ہی سمیٹے۔ انہوں (ہابیل) نے یہ ارادہ نہیں کیا کہ میرے بھائی سے معصیت ہو بلکہ انہوں نے یہ قصد کیا تھا کہ اگر تو نے کرنا ہی ہے جو کہ تو نے ارادہ کر لیا ہے کہ تو نے قتل کرنا ہے۔ تو یہ میری طرف نہ لوٹے بلکہ تیری طرف ہی لوٹے۔

علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں:

إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ أن تحتمل إثم قتلي لك لو قتلتك وإثم قتلك لي [137]

ترجمہ: میں چاہتا ہوں کہ میرے قتل کا گناہ جو آپ میرا قتل کرو گے اور اگر میں آپ کو قتل کروں تو وہ بھی یہ دونوں گناہ آپ اپنے کندھے پر اٹھا لیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو بکرہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا التَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ»، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا القَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ [138]

ترجمہ: یعنی جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے سامنے آ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہوں گے میں نے پوچھا قاتل کی بات تو سمجھ میں آتی ہے مگر مقتول کیوں جہنم میں جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنے سامنے والے کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

غلام رسول سعیدیؒ فرماتے ہیں:

---

[137] زمخشری، تفسیرِ کشاف، ۱/ ۲۸۶

[138] بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، کتاب الایمان، باب إِذَا التَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا ، رقم الحدیث، ۳۱

گویا کہ ہابیل نے یہ ارادہ کیا کہ میں تمہارے قتل پر حریص نہیں ہوں پس وہ گناہ جو میری حریص ہونے کی صورت میں مجھے لاحق ہو تا میرا ارادہ ہے کہ وہ بھی تم کو لاحق ہو کیونکہ صرف تم میرے قتل پر حریص ہو۔ ابوالحسن بن کیسان سے سوال کیا گیا ایک مسلمان یہ ارادہ کیسے کر سکتا ہے کہ اس کا بھائی گنہگار ہو اور دوزخ میں داخل ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہابیل نے یہ ارادہ اس وقت کیا تھا جب قابیل ان کی طرف قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھا چکا تھا۔ پھر ان سے سوال کیا گیا ہابیل نے یہ کیسے کہا: میرے گناہ اور تمہارے گناہ، جبکہ انہیں ظلماً قتل کیا گیا تھا اور انہوں نے گناہ نہیں کیا تھا؟ انہوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ میرے قتل کا گناہ اور تمہارا گناہ جس کی وجہ سے تمہاری قربانی قبول نہیں ہوئی، تم ان دونوں گناہوں کا بوجھ اٹھاؤ سگے۔ اور مجھ پر زیادتی کرنے کا گناہ اٹھاؤ گے۔[۱۳۹]

حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں:

میرے خون سے پہلے جو تیرے اور گناہ ہیں اور میرے جو گناہ ہیں تو سب اپنے اوپر لے تا کہ تو جہنمی ہو جائے۔ کیونکہ ظلم کر کے جو بھی بے حد حسد کرتے ہیں ان کی سزا جہنم ہی ہے۔[۱۴۰]

مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں:

یعنی بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کے قتل کی سعی میں ہم دونوں گنہگار ہوں۔ میں اس کو زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ دونوں کا گناہ تیرے ہی حصے میں آجائے۔ تیرے اپنے قاتلانہ اقدام کا گناہ بھی اور اس نقصان کا گناہ بھی جو اپنی جان بچانے کی کوشش کرتے ہوئے میرے ہاتھ سے تجھے پہنچ جائے۔[۱۴۱]

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ بیان کرتے ہیں:

باثمی کا معنی ہے باثم قتلی یعنی جو گناہ جو تونے پہلے کیے ہیں ان کا بار تو تیرے سر پر ہے ہی اب میرے خونِ ناحق کا گناہ بھی تیرے سر پر لادھا جائے گا۔ اس کی یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ قیامت کے دن ظالم اور مظلوم جب بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ مظلوم کی دادرسی

---

[۱۳۹] سعیدی، تبیان القرآن، ۲/ ۱۵۵-۱۵۶

[۱۴۰] فیروز آبادی، تفسیر ابنِ عباس، ۱/ ۳۳۹

[۱۴۱] مودودیؒ، تفہیم القرآن، ۱/ ۴۶۲

کے لیے ظالم کی نیکیاں بھی مظلوم کو عطا کر دے گا۔ اور اگر اس سے بھی دادرسی میں قصر رہ جائے گی تو مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ باثمی سے اس بات کی طرف اشارہ ہو۔[۱۴۲]

مولانا عبد الرحمٰن کیلانیؒ فرماتے ہیں:

یعنی ناحق قتل کرنے والے کی سزا یہی نہیں ہوتی کہ اسے اس جرم کے عوض جہنم میں ڈال دیا جائے بلکہ اس کے ساتھ مقتول کے گناہ بھی اس کے خاطے میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا" یارسول اللہ ﷺ ! اگر مجھے دو لشکروں یا دو صفوں میں سے کسی ایک صف میں زبردستی لایا جائے پھر کسی ایک شخص کی تلوار میری گردن اڑا دے یا کسی ایک کا تیر مجھے مار ڈالے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا" قاتل اپنے اور تیرے گناہ سمیٹ کر اللہ کے پاس آئے گا اور وہ جہنمی ہے (اور تم پر کوئی گناہ نہیں) کئی حدیث میں سراحت سے مذکور ہے کہ قیامت کے دن ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دے دی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی بُرائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔[۱۴۳]

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ بیان کرتے ہیں:

قیامت کے دن مظلوم کو ظالم کی نیکیاں ظلم کے عوض دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی یا ادائے حقوق کے لیے کافی نہ ہوں گی تو ظالم پر مظلوم کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ رسول ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری امت میں مفلس وہ آدمی ہو گا جو نماز، زروزہ، زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن کسی کو غالی دی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا ، کسی کو مارا ہو گا، یعنی اس کی کچھ نیکیاں اِس کو اور کچھ نیکیاں اُس کو دے دی جائیں گی اور حقوق کی ادائیگی پوری نہ ہوئی اور نیکیاں باقی نہ رہی تو حقدار کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔[۱۴۴]

سید قطب شہید بیان کرتے ہیں:

اگر تم میری طرف قتل کے لیے ہاتھ بڑھاؤ تو میرا مزاج تو یہ نہیں ہے کہ میں تمہارے ساتھ بھی ایسا کروں نہ یہ میری طبیعت ہے اس لیے کہ میں یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ میں اپنے بھائی کو قتل کر دوں۔ میرا ذہن ہی اس طرف نہیں جاتا۔ میں یہ کام اس لیے نہیں کرتا کہ میں

---

[۱۴۲] الازہری، ضیاء القرآن، ۱/ ۴۶۲

[۱۴۳] کیلانی، تیسیر القرآن، ۱/ ۵۲۷-۵۲۸

[۱۴۴] پانی پتیؒ، تفسیرِ مظہری، ۳/ ۲۹۲

اللہ رب العزت سے ڈرتا ہوں۔ یہ بات نہیں ہے کہ میں اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دے سکتا۔ اس لیے میں تمہیں چھوڑ تا ہوں کہ تم اپنے سابقہ گناہوں کے ذخیرے میں جن کی وجہ سے تمہاری قربانی قبول نہ ہوئی، میرے قتل کے گناہ کا اضافہ بھی کر لے۔ اس طرح تمہارا گناہ بھی بڑھے گا اور پھر سزا بھی بڑھتی چلے جائے گی اس طرح اس صالح بھائی نے ظالم کے سامنے جرمِ قتل کے ارتکاب سے اپنے خوف کو مصور کر کے پیش کیا تاکہ یہ ظالم بھائی اس جرم کے ارتکاب سے باز آجائے۔ جس پر اس کا نفس اسے بار بار آمادہ کرتا ہے اور پھر اسے اس طرزِ عمل پر شرمندہ کر دے۔ اس خدا ترس بھائی نے ظالم کے سامنے جرمِ قتل کے بھیانک نتائج پیش کیے۔ تاکہ وہ اس گناہ سے بری ہو جائے اور اسے گناہ سے نکلنے میں بہتری نظر آجائے اور وہ اللہ رب العزت کا خوف اپنے دل میں رکھے۔ اس سلسلے میں یہ خدا ترس بھائی اس مقام تک چلا جاتا ہے جہاں تک کوئی نہیں جاسکتا اور اس کے آگے شر کے دفعیہ کے لیے اور کوئی صورت ہی نہیں رہتی۔"[145]

علامہ قرطبیؒ بیان کرتے ہیں:

بعض علماء نے فرمایا اس کا معنی نبی کریم ﷺ کے قول: إِذَا التقى المُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالقَاتِلُ وَالمَقْتُولُ فِي النَّارِ»

جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ! یہ قاتل اس کے دوزخ میں ہونے کی سمجھ آتی ہے لیکن مقتول کے دوزخ میں ہونے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: وہ بھی تو اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا حریص تھا گویا ہابیل نے ارادہ کیا کہ میں تیرے قتل پر حریص نہیں ہوں مجھے گناہ لاحق ہوتا اگر میں تیرے قتل پر حریص ہوتا ۔ میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے گناہ کے ساتھ میرا گناہ بھی اٹھا لے بعض نے فرمایا باثمی کا مطلب یہ ہے کہ میرا وہ گناہ جو میرے ساتھ خاص ہے جس میں مجھ سے کوتاہی ہوئی یعنی میرے گناہوں میں سے لے لیا جائے اور تیرے مجھ پر ظلم کرنے کی وجہ سے وہ گناہ تجھ پر ڈالا جائے۔ اور تو اپنے گناہ کے ساتھ میرے گناہ کو بھی اٹھائے۔"[146]

قرآن پاک کی سورۃ العنکبوت میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ[147]

ترجمہ: اور یہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور (لوگوں) کے بوجھ بھی اٹھائیں گے۔

---

[145] سید قطب شہید، فی ظلال القرآن، ۲/ ۷۹۰

[146] ماخوذ، قرطبیؒ، تفسیرِ قرطبی، ۳ / ۵۴۴-۵۴۵

[147] العنکبوت، ۲۹ : ۱۳

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

ابنِ منذر نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میرے قتل کا گناہ بھی تیرے سر ہے اور سے قبل جو تو غلطیاں کی ہیں ان کا وبال بھی تیرے سر ہو۔ امام بیہقیؒ حضرت ابو موسیٰ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ فتنہ میں اپنی تلواریں توڑ دو، تیر کمانوں سے تند کاٹ دو، گھروں میں رہو اور اس فتنہ میں حضرت آدمؑ کے دونوں بیٹوں میں سے جو تھا اس کی طرح ہو جاؤ۔ حضرت معتمر بن سلمانؒ کی سند سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بکر بن عبد اللہ سے عرض کیا کہ کیا آپ تک یہ خبر پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کو بطور نمونہ قرار دیا ہے۔ ان میں سے جو اچھا ہے اس کو اپناؤ اور ان میں سے جو برا ہے اسے چھوڑ دو۔ امام احمد اور حاکم نے حضرت خالد بن عرضطہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اے خالد میرے بعد بہت بڑے بڑے فتنے اور اختلاف ہو گا۔ اگر تو طاقت رکھے تو اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ بن۔ نہ کہ قاتل بن۔[148]

امام ابنِ کثیرؒ بیان کرتے ہیں:

حضرت ربعیؒ فرماتے ہیں ہم حضرت حزیفہ کے جنازے میں تھے ایک صاحب نے کیا میں نے مرحوم سے سنا ہے کہ آپ ﷺ کی سنی ہوئی احادیث بیان فرماتے ہوئے کہتے تھے کہ اگر تم لوگ آپس میں لڑوگے تو میں اپنے سب سے دور دراز گھر میں چلا جاؤں گا اور اسے بند کر کے بیٹھ جاؤں گا۔ اگر وہاں بھی کوئی گھس آئے تو میں اس سے کہہ دوں گا کہ اپنا اور میرا گناہ اپنے سر پر رکھ لے۔ پس میں حضرت آدمؑ کے دونوں بیٹوں میں سے جو بہتر تھا اس کی طرح ہو جاؤں گا۔ میں تو چاہتا ہوں تو میرا اور اپنا گناہ اپنے سر لے لے یعنی تیرے وہ گناہ جو اس سے پہلے کے ہیں اور میرے قتل کا گناہ بھی۔ یہ مطلب بھی حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ میری خطائیں بھی تجھ پر آپڑیں اور میرے قتل کا گناہ بھی۔ لیکن ان ہی سے ایک قول پہلے والا بھی مروی ہے ممکن ہے کہ دوسرے والا ثابت نہ ہو۔ اسی بناء پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ قاتل مقتول کے سب گناہ اپنے اوپر بار کر لیتا ہے اور اس معنی کی ایک اور حدیث بیان کی جاتی ہے مگر اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔[149]

شیخ اسماعیل حقیؒ فرماتے ہیں:

اس کا یہ معنی ہوا میں اس لیے سر جھکا چکا ہوں اور تجھ سے لڑنے کے لیے باز رہا ہوں کہ میرے گناہوں کا بوجھ بھی تیرے سر ہو اور تیرے گناہوں کا بوجھ بھی تیرے سر ہو تو مجھے قتل کر کے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے یعنی تو میڑے قتل سے دو گناہوں میں ملتوث

---

[148] سیوطی، تفسیر درِ منثور، ۲ / ۷۵۳-۷۵۵

[149] ماخوذ، تفسیر ابنِ کثیر، ۲ / ۵۸

ہو گا اور ان دونوں کا گناہ تیرے سر ہو گا اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ میں گناہ میں ملتوث ہونا نہیں چاہتا۔ اس سے یہ مفہوم لینا ناموزوں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو گناہ میں ملتوث کرنے کی بات کر رہا تھا پھر تو آخرت میں جہنمیوں میں سے ہو گا۔ وَذٰلِکَ اس کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اصحابِ نار میں سے کیوں ہے، وہ اس لیے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے راضی نہیں اس ظالم کی سزا یہی ہے کہ وہ جہنم میں جائے۔[150]

مولانا ادریس کاندھلویؒ بیان کرتے ہیں:

ہابیل نے مدافعت سے انکار کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ میں تجھ سے ڈر کر نہیں بلکہ خدا سے ڈر کر یہ چاہتا ہوں کہ بھائی کے خون میں اپنے ہاتھ نہ رنگوں اور تحقیق میں یہ چاہتا ہوں کہ تو میرا بھی اور اپنا بھی گناہ اٹھائے پھر تو دوزخیوں میں سے ہو جائے مطلب یہ ہے کہ اگر تو میرے قتل سے باز نہ آیا تو قیامت کے دن تیری گردن پر تیرے گناہوں کا بوجھ ہو گا اور میرے گناہوں کا بوجھ بھی تجھی پر ڈالا جائے گا اس لیے قیامت کے دن مقتول مظلوم کی برائیاں قاتل پر ڈال دی جائیں گی اس طرح دونوں کا بوجھ تجھی کو اٹھانا پڑے گا۔ اس لیے کہ خدا کے ہاں قاتل کی سزا یہ مقرر ہے کہ اس کے ذمے اس کا گناہ بھی لکھا جائے اور اس کے مقتول کا گناہ بھی اور اس کو دوہری سزا دی جائے یہ مجاہد کا قول ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے دوسرے گناہوں کے ساتھ میرے قتل اور خونِ ناحق کا گناہ بھی تو ہی سمیٹے عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود اور حسن اور قتادہ سے یہی تفسیر منقول ہے۔[151]

مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ بیان کرتے ہیں:

میں چاہتا ہوں کہ تو ہی میرا اس بدخیالی کا گناہ اور اپنے گناہ سمیٹے اور جہنمی ہو۔ میں تجھ پر زیادتی کرنا کسی طرح نہیں چاہتا۔ اور یہ میرا کہنا بھی صرف تیری ہدایت کے لیے ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کا عذاب کے متعلق سن کر باز آئے اور اس بات کو دل میں لگائے کہ یہی ظالموں کی سزا ہے مگر وہ ایسا بدمست ہوا کہ اس ارادے سے باز نہ آیا بلکہ آمادہ رہا۔ پس اس کے جی میں بھائی کا مار دینا ہی بھلا معلوم ہوا۔[152]

عبد اللہ بن احمد النسفیؒ فرماتے ہیں:

---

[150] حقیؒ، روح البیان، ۲۰۴

[151] کاندھلویؒ، معارف القرآن، ۲/ ۴۸۴-۴۸۵

[152] امر تسریؒ، تفسیرِ ثنائی، ۱/ ۳۵۵

اگر تو نے مجھے قتل کر دیا(اور اپنے گناہوں کے ساتھ) جس کی بناء پر تیری قربانی قبول نہیں کی گئی اور وہ والد کی نافرمانی، حسد اور کینہ ہے۔ وابیل نے اس بات کا ارادہ کیا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو مسترد کر کے کفر کیا تھا یا وہ ظالم تھا اور ظالم کی سزا یہ مراد لی جاتی ہے۔(تا کہ تو آگ والوں میں سے ہو جائے اور یہی ظالم کی سزا ہے)۔[153]

قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا:

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ[154]

ترجمہ: مگر اس کے نفس نے اس کو بھائی کے قتل ہی کی ترغیب دی۔ تو اس نے اسے قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں ہو گیا۔

علامہ جریر طبریؒ بیان کرتے ہیں:

حدثنا بشر بن معاذ قال، حدثنا يزيد قال، حدثنا سعيد، عن قتادة:"فطوعت له نفسه"، قال: زينت له نفسه قتلَ أخيه فقتله [155]

ترجمہ: میں نے بشر بن معاذ سے سنا اس نے کہا کہ میں نے یزید سے سنا اس نے کہا میں نے سعید سے سنا اور سعید نے قتادہ سے سنا کہ اس نے اپنے نفس کو مزین بنالیا خوبصورت بنالیا۔ کہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔

وأما قوله:"فأصْبَحَ من الخاسرين"، فإن تأويله: فأصبح القاتل أخاه من ابني آدم، من حزب الخاسرين، وهم الذين باعوا آخرتهم بدنياهم، بإيثارهم إياها عليها، فوُكسوا في بيعهم، وغبنوا فيه، وخابوا في صفقتهم [156]

ترجمہ: اور ان کا قول کہ پس وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔ اس کی صبح اس حال میں ہوئی کہ وہ آدم کی اپنے بھائی کا قاتل تھا اور وہ نقصان اٹھانے والے کے گروہ میں سے تھا۔ اور وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی آخرت کو اٹھا کر بیچ دیا۔ اور انہوں نے اس کی فروخت میں بہتان لگایا، اس کے بارے میں دھوکہ دیا اور اپنے سودے میں ناکام رہے۔

امام بیضاویؒ فرماتے ہیں:

فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فسهلته له ووسعته من طاع له المرتع إذا اتسع. وقرئ «فطاوعت» على أنه فاعل بمعنى فعل، أو على أن قَتْلَ أَخِيهِ كأنه دعاها إلى الإقدام عليه فطاوعته، وله لزيادة الربط كقولك حفظت لزيد ماله. فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخاسِرِينَ ديناً ودنيا، إذ بقي مدة عمره مطروداً محزوناً. قيل قتل هابيل وهو ابن عشرين سنة عند عقبة حراء. وقيل: بالبصرة في موضع المسجد الأعظم [157]

---

[153] النسفیؒ، تفسیر مدارک، ۱ / ۲۵۱

[154] المائدہ، ۵ : ۳۰

[155] طبری، تفسیر طبری، ۷، ۳۳۷

[156] ایضاً، ۳۴۰

ترجمہ: جب انہوں نے ارادہ بنایا تو ان کے نفس نے بھی ان کی مدد کی۔ جس کی وجہ سے قتل والا کام ان کے لیے اور آسان ہو گیا اور ایک ضعیف روایت ہے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور وہ دنیا اور دین دونوں کا خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔ دین کا خسارہ یہ کہ آخرت میں جہنم میں ہو گا اور دنیا کا خسارہ یہ کہ اپنی ساری عمر حالتِ حزن میں گزاری۔ اور اللہ کی رحمت سے دوری میں گزاری۔ کہا جاتا ہے کہ ہابیل کی عمر قتل کے وقت بیس سال تھی اور ان کو گردن کے پیچھے سے قتل کیا گیا اور بصرہ میں مسجدِ اعظم میں قتل کیا گیا۔

امام زمخشریؒ فرماتے ہیں:

فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فوسعته له ويسرته، من طاع له المرتع: إذا اتسع. وقرأ الحسن: فطاوعت. وفيه وجهان: أن يكون مما جاء من فاعل بمعنى فعل، وأن يراد أنّ قتل أخيه كأنه دعا نفسه إلى الإقدام عليه فطاوعته ولم تمتنع، وله لزيادة الربط كقولك حفظت لزيد ماله. وقيل: قتل وهو ابن عشرين سنة، وكان قتله عند عقبة حراء، وقيل بالبصرة في موضع المسجد الأعظم [158]:

ترجمہ: اس کا نفس اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ ہو گیا اس کے نفس نے اس بات میں گنجائش پیدا کر دی کہ وہ اپنے بھائی کو قتل کر دے اور اس کے دل میں آسانی پیدا ہو گئی۔ اس کے اندر دو توجیہات ہو جائیں گی ایک توجیح یہ ہو گی کہ جب کوئی کام کرنے والا سامنے آجائے تو اس کے معنی کام کرنے والے کے نہیں بلکہ وہ کام ہو جاتا ہے اور یہاں اس کے بھائی کے قتل سے مراد یہ ہے کہ قتل کے اقدام کا سبب اس کے بھائی کا نفس بنا ہے۔ انہوں نے اپنے نفس کو اس کے تابع کر دیا اور وہ اس کام سے باز نہ آیا۔ ضعیف قول ہے کہ جب انہوں نے ہابیل کو قتل کیا تو وہ بیس سال کے تھے اور انہوں نے ان کو پیچھے گردن کے پاس سے قتل کیا اور بصرہ میں مسجدِ اعظم کے پاس قتل کیا۔

حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں:

تو اس کے دل نے اسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا جس سے سزا کی بناء پر بڑا نقصان اٹھانے والا ہو گیا۔[159]

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ بیان کرتے ہیں:

طوع کا معنی ہے آسان بنا دینا سگے بھائی کا قتل کوئی آسان بات نہ تھی جب قابیل کو اس کا پہلے خیال آیا ہو گا تو بھائی کی محبت اور اس کی پاکیزگی ،باپ کی ناراضگی اور اللہ کا غضب یہ سب چیزیں رستے میں پہاڑ بن کر کھڑی ہوں گی۔ نامعلوم قتل کرنے کی خواہش میں اور ان عوامل میں کتنی دیر کشمکش جاری رہی ہو گی لیکن آخر کار حسد کا جذبہ غالب آگیا اور اس نے بھائی کے قتل کو عین مصلحت بنا کر پیش کیا اور قابیل اس کو

---

[157] بیضاوی، تفسیرِ بیضاوی، ۲/ ۱۲۴

[158] زمخشری، تفسیرِ کشاف، ۲۸۷

[159] فیروز آبادی، تفسیر ابنِ عباسؓ، ۱، ۳۳۹

خوشی سے کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ پہلے جس کے تصور سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہوں گے۔ ہر مجرم جرم کرنے سے پہلے ایسی کشمکش سے دوچار ہوتا ہے۔ اگر نیکی کی قوت غالب آ گئی تو جرم سے باز آ گیا اور گناہ سے بچ گیا۔"[160]

مولانا عبد الرحمٰن کیلانیؒ بیان کرتے ہیں:

قابیل نے اپنے بھائی کی باتیں سنی تو کچھ عرصہ ان پر غور کرتا رہا۔ لیکن بالآخر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ جب تک ہابیل زندہ رہے گا اس کا نکاح اس لڑکی سے نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اسے ختم کر دینے سے ہی اسے کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور نفس کے شیطان نے اسے سبز باغ دِکھا کر اسے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ اپنے بھائی کا قصہ پاک کر دے۔ پھر جب اس نے اسے مار ڈالا تو اس پر ہر طرف سے لعنت پڑنے لگی کہ ایسے نیک سیرت اور مشفق بھائی کو اس نے بے قصور مار ڈالا ہے اور آخرت میں جو اس کے لیے سزا ہے وہ تو بہر حال مل کر رہے گی۔"[161]

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں:

پھر اس کے جی نے اپنے بھائی کے قتل پر اسے آمادہ کر دیا۔ لَہٗ کا لفظ زیادتی ربط کے لیے بڑھایا گیا ہے گویا قابیل نے اپنے نفس کو قتلِ ہابیل کی دعوت دی اور نفس مان گیا۔ صحاح میں ہے کہ طَوَّعَت میں اطاعت سے زیادہ زور ہے۔ قابیل نے جب ہابیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کس طرح قتل کرے۔ ابنِ جریج کا بیان ہے کہ شیطان بھیس بدل کر اس کے سامنے آیا اور ایک پرندے کا سر پکڑ کر پتھر پر رکھ کر اوپر سے دوسرا پتھر مار دیا اور اس طرح سر کُچل کر قتل کر دیا۔ قابیل نے بھی یہ سب کچھ دیکھا اور ہابیل کا سر بھی پتھر پر رکھ کر کُچل دیا اور اسے قتل کر دیا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ہابیل نے خود سپُردگی سے کام لیا اور بعض کا قول ہے کہ سوتے میں سر پر پتھر مار کر قابیل نے قتل کر دیا۔ پھر اس نے ہابیل کو قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔ دنیا میں بھی ساری عمر مارا مارا پھرتا رہا اور آخرت میں جنت کی بجائے دوزخ میں گیا۔ ہابیل کی عمر بیس سال تھی۔ حضرت ابنِ عباس نے فرمایا، قابیل نے ہابیل کو کوہِ نور (غالباً یہ لفظ ثور ہے واللہ اعلم) پر قتل کیا تھا۔ بعض کے نزدیک کوہِ حرا کی گھاٹی کے پاس مارا تھا۔ قتل کرنے کے بعد لاش کو کھلے میدان میں چھوڑ دیا اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ لاش کا کیا کرے۔ کیونکہ زمین پر یہ پہلا انسانی مردہ تھا درندوں نے کھانا چاہا مجبوراً بوری میں بھر کر پُشت پر لادے چالیس روز اور بقول حضرت ابنِ عباس سال بھر تک پھرتا رہا۔ جب لاش بگڑنے لگی اور پرندے درندے گھیرنے لگے کہ کب لاش کو پھینکے اور وہ کھائیں۔ اس وقت اللہ تعالٰی نے دو کوّے بھیجے دونوں باہم لڑے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا پھر چونچ اور پنجوں سے زمین میں گڑھا کھودا اور مُردہ کوّے کو اس میں ڈال دیا اور اوپر سے مٹی ڈال دی اس طرح مُردے کوّے کو چھپا دیا۔"[162]

---

[160] الازہری، ضیاء القرآن، ۱/ ۴۶۲

[161] کیلانیؒ، تیسیر القرآن، ۱/ ۵۲۸

[162] پانی پتیؒ، تفسیرِ مظہری، ۳/ ۲۹۳

سید قطب شہیدؒ بیان کرتے ہیں:

ان تمام کوششوں کے باوجود اس وعظ، اس نصیحت اور ڈراوے کے باوجود یہ شریر شخصیت جرم پر آمادہ ہو جاتی ہے اور جرم کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔ اس کے نفس نے اس کے لیے تمام نتائج آسان کر دیئے۔ تمام رکاوٹیں دور کر دیں قتل پر وہ آسانی سے آمادہ کر دیا گیا۔ اس نے قتل کر ہی دیا لیکن کیسے؟ اپنے بھائی کو اور اب وہ خوفناک انجام کا مستحق ہے۔ اس نے اپنے نفس کا نقصان کیا اسے حلاکت میں ڈال دیا۔ وہ اپنے بھائی کا نقصان کر گیا جو اس کا ساتھی تھا۔ اس نے دنیا کا نقصان اس طرح کیا کہ اس کی زندگی اس دنیا میں تلخ ہو گئی اور آخرت کا نقصان یوں ہو گا کہ آخرت میں اپنے اس قتل کا بھی گناہ بھگتے گا اور بعد میں آنے والے تمام قاتلوں کے گناہ میں بھی حصہ دار ہو گا۔ اب اس کے لیے اس کے جرم کو ایک نئی شکل میں لایا جاتا ہے۔ بھائی کا لاشہ پڑا ہے روح نکل چکی ہے گوشت کا ڈھیر ہے اور متعفن ہو رہا ہے یہ ایک ایسی چیز ہے جو ناقابلِ برداشت ہے ایک لاش۔ اس کا گناہ اب لاش کی صورت میں ہے اب اللہ کی مشیت یہ ہے کہ یہ ذات شریر اپنے کیے کے سامنے عاجز کھڑی ہو سمجھ نہ آئے کہ اب اس لاش کے ساتھ کیا کیا جائے۔ ابھی تو وہ قاتل، خون ریز اور سخت گیر تھا۔ اور اب بے بس۔ سمجھ نہیں آتی کہ اس لاش کو کس طرح ٹھکانے لگائے، اب تو وہ ایک پرندے سے بھی عاجز ہے۔ [۱۶۳]

امام قرطبیؒ بیان کرتے ہیں:

یعنی اس کے نفس نے اس پر قتل کا معاملہ آسان کر دیا حضرت ابنِ عباس اور حضرت ابنِ مسعود نے کہا: قابیل نے ہابیل کو سویا ہوا پایا تو اس نے پتھر کے ساتھ اس کا سر کچل دیا۔ اور یہ مکہ کے پہاڑ ثور میں ہوا تھا یہ حضرت ابنِ عباس کا قول ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: یہ حرا کے عقب میں ہوا۔ ہابیل کی عمر اس وقت بیس سال تھی۔ جب قابیل نے اسے قتل کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ قابیل اپنی طبع کی وجہ سے قتل کو جانتا تھا کیونکہ انسان اگرچہ قتل کو نہ بھی دیکھے پھر بھی وہ طبعی طور پر جانتا ہے کہ نفس فانی ہے اور اس کا تلف کرنا ممکن ہے پس اس نے ایک پتھر اٹھایا اور ہند کی زمین میں اسے قتل کر دیا۔ [۱۶۴]

امام جریر طبریؒ فرماتے ہیں:

جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو حضرت آدمؑ نے ان کے قتل کے غم میں اشعار کہے جو کہ حضرت علی سے مروی ہیں:

قال علي بن أبي طالب رضوان الله عليه: لما قتل ابن آدم أخاه، بكى آدم فقال :

---

[۱۶۳] سید قطب شہید، فی ظلال القرآن، مترجم، سید معروف شاہ شیرازی، ۲/ ۴۹۰-۴۹۱

[۱۶۴] ماخوذ، قرطبی، تفسیرِ قرطبی، ۳/ ۵۴۶-۵۴۷

تَغَيَّرَتِ الْبِلادُ وَمَنْ عَلَيْهَا ... فَلَوْنُ الأَرْضِ مُغْبَرٌّ قَبِيحُ

تَغَيَّرَ كُلُّ ذِي لَوْنٍ وَطَعْمٍ ... وَقَلَّ بَشَاشَةُ الْوَجْهِ الْمَلِيحِ [165]

ترجمہ: حضرت علی ابنِ طالب بیان کرتے ہیں: جب ابنِ آدم نے اپنے بھائی کو قتل کیا تو حضرت آدمؑ نے یہ کہا۔ شہر اور ان کے رہنے والوں کی حالت تبدیل ہو گئی۔ سطحِ زمین بھی غبار آلود اور بے حقیقت ہو گئی۔ یہ ذائقہ دار اور رنگ دار چیز کا ذائقہ اور رنگ بدل گیا۔ اور حسین چہروں کی تروتازگی ماند پڑ گئی۔

فأجيب آدم عليه السلام:

أَبَا هَابِيلَ قَدْ قُتِلا جَمِيعًا ... وَصَارَ الْحَيُّ كَالْمَيْتِ الذَّبِيحِ

وَجَاءَ بِشِرَّةٍ قَدْ كَانَ مِنْهَا ... عَلَى خَوْفٍ، فَجَاءَ بِهَا يَصِيحُ [166]

ترجمہ: حضرت آدمؑ کو اس کا جواب ان اشعار کے ساتھ دیا گیا: اے ہابیل کے باپ یقیناً وہ دونوں ہی قتل ہو گئے اور زندہ بھی مثل مردہ کے ہو گیا۔ وہ خوف زدہ حالت میں برائی کا مرتکب ہوا جس کی وجہ سے وہ ہر سُو چیختا چنگارتا پھرتا ہے۔

غلام رسول سعیدیؒ بیان کرتے ہیں:

ابنِ جریج نے بیان کیا کہ جس وقت ہابیل بکریاں چرا رہے تھے تو قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ قابیل ہابیل کے پاس گیا اور اس کو سمجھ نہ آسکا کہ وہ اس کو کس طرح قتل کرے ۔ اس نے ہابیل کی گردن مروڑی اور اس کے سر کے بالوں کو پکڑ لیا تب شیطان آیا اس نے کسی جانور یا پرندے کو پکڑا اس کا سر ایک پتھر پر رکھا پھر دوسرا پتھر اس کے سر پر دے مارا۔ قابیل دیکھ رہا تھا اس نے بھی اسی طرح ہابیل کو قتل کر دیا۔ امام ابنِ جریر نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے یہ خبر دی کہ ابنِ آدم نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا اور یہ خبر نہیں دی کہ اس نے کس کیفیت سے قتل کیا اور نہ رسول ﷺ نے اس کیفیت کا بیان فرمایا۔ سو ہمیں اتنا ہی یقین رکھنا چاہیے جتنا کہ رسول ﷺ نے بتلایا ہے۔ [167]

امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں:

---

[165] طبریؒ، تفسیرِ طبری، ۳۲۵

[166] طبریؒ، تفسیرِ طبری، ۳۲۶

[167] غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، ۳ / ۱۵۶

عَنْ عَبْدِ اللهِ بِن مَسْعُود رَضِيِ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: لَا تُقتلُ نفسٌ ظلماً لا کَانَ عَلَی ابنِ آدم لاوّلِ کِفلٌ مِنْ دَمِھَا لِاَ نّہُ اوّلُ مَن سَنَّ القتلَ [168]

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جب بھی کوئی انسان ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو آدمؑ کے سب سے پہلے بیٹے (قابیل) کے نامہ اعمال میں بھی اس قتل کا گناہ لکھا جاتا ہے کیونکہ قتلِ ناحق کی بنیاد سب سے پہلے اسی نے قائم کی تھی۔

انسان کا خونِ ناحق تمام انبیاء کی شریعتوں میں سنگین جرم قرار دیا گیا ہے انسان کسی بھی مذہب، قوم، نسل سے تعلق رکھتا ہو اس کا ناحق قتل ہر شریعت میں خاص طور پر شریعتِ اسلامی میں کبیرا گناہ بتلایا گیا ہے۔ اگر کوئی مسلمان انفرادی یا اجتماعی طور پر یہ جرم کرتا ہے تو وہ خود اس کا ذمہ دار ہے اسلام کی نگاہ میں وہ سخت مجرم ہے کیونکہ قابیل نے اس جرم کا رستہ اوّلین طور پر اختیار کیا۔ اب جو بھی یہ رستہ اختیار کرے گا اس کا گناہ قابیل کے سر پر ڈالا جائے گا۔

جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

حضرت ابنِ مسعود روایت بیان کرتے ہیں کہ اس کے نفس نے اسے آمادہ کیا کہ وہ اپنے بھائی کو قتل کر دے اس وجہ سے وہ پہاڑ کی چوٹیوں میں نکل گیا۔ ایک دن وہ اپنے بھائی کے پاس آیا جب کہ اس کا بھائی اپنا ریوڑ چرا رہا تھا۔ جب کہ وہ سویا ہوا تھا۔ اس نے پتھر اٹھایا اور بھائی کا سر کُچل دیا اور وہ مر گیا۔ اس کی لاش کو کھلی جگہ چھوڑ دیا اور وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کو کیسے دفن کرے۔ اللہ تعالیٰ نے دو کوّوں کو بھیجا جو آپس میں لڑنے لگے اور ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ مارنے والے نے ایک گڑھا کھودا پھر اس پر مٹی ڈال دی۔ امام ابنِ عساکر نے حضرت عمرو بن خبیر شعبانیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت کعب الاحبار کے ساتھ دیر المران کے ایک پہاڑ پر تھا انہوں نے پہاڑ میں بہتا ہوا پانی دیکھا تو کہا یہاں ہی حضرت آدمؑ کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا اور یہ اس کے خون کا اثر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے نشانی بنا دیا ہے۔ امام ابنِ عساکر نے حضرت وہبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ زمین نے حضرت آدمؑ کے مقتول بیٹے کا خون چوس لیا تو حضرت آدمؑ نے زمین پر لعنت کی، اس وجہ سے زمین ہابیل کے خون کے بعد کسی کا خون نہیں چوستی۔ ااااور یہ سلسلہ تا قیامت یونہی جاری رہے گا۔ [169]

امام ابنِ کثیرؒ بیان کرتے ہیں:

---

[168] صحیح بخاری، باب، کتابُ احادیثِ لانبیاء ، رقم الحدیث، ۳۳۳۵

[169] سیوطیؒ، تفسیر درِ منثور، ۲/ ۷۵۶

اس کے نفس نے اس سے دھوکہ دیا اور اس نے غصے، حسد اور تکبر میں آکر اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ اسے شیطان نے قتل پر ابھارا اور اس نے اپنے نفسِ امارہ کی پیروی کر لی اور لوہے سے مار ڈالا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ اپنے جانوروں کو لے کر پہاڑوں پر چلے گئے تھے۔ یہ (قابیل) ڈھونڈتا ہوا وہاں پہنچا اور ایک بھاری پتھر لے کر اس کے سر پر دے مارا۔ یہ (ہابیل) اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ بعض کہتے ہیں، مثل درندے کے کاٹ کاٹ کر، گلا دُبا دُبا کر ان کی جان لی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب شیطان نے دیکھا کہ اسے قتل کرنے کا ڈھنگ نہیں آتا ہے۔ یہ اس کی گردن مروڑ رہا ہے تو اس لعین نے ایک جانور پکڑا اور اس کا سر ایک پتھر پر رکھ کر اسے دوسرا پتھر زور سے دے مارا۔ جس سے وہ جانور اسی وقت مر گیا۔ یہ دیکھ کر اس نے بھی اپنے بھائی کے ساتھ یہی کیا۔ یہ بھی مروی ہے کہ چونکہ اب تک زمین پر کوئی قتل نہیں ہوا تھا اس لیے قابیل اپنے بھائی کو زمین پر گرا کر کبھی اس کی آنکھیں بند کرتا، کبھی اسے تھپڑ مارتا اور کبھی گھونسے مارتا تھا۔ یہ دیکھ کر ابلیس لعین اس کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ پتھر لے کر اس کا سر کُچل ڈال۔ جب اس نے کُچل ڈالا تو لعین دوڑتا ہوا حضرت حواؑ کے پاس آیا اور کہا ، قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ انہوں نے پوچھا قتل کیسا ہوتا ہے؟ کہا اب نہ وہ کھاتا پیتا ہے، نہ بولتا چالتا ہے، نہ ہلتا جُلتا ہے، کہا شاید موت آگئی۔ اس نے کہا ہاں وہی موت اب تو مائی صاحبہ چیخنے چِلانے لگی۔ اتنے میں حضرت آدمؑ آئے پوچھا کیا بات ہے؟ لیکن یہ جواب نہ دے سکیں۔ آپؑ نے دوبار دریافت فرمایا لیکن رنج و غم کی وجہ سے ان کی زبان نہ چلی۔ تو کہا اچھا تُو اور تیری بیٹیاں ہائے وائے میں ہی رہیں گی۔ اور میں اور میرے بیٹے اس سے بری ہیں۔ قابیل خسارے ٹوٹے اور نقصان والا ہو گیا، دنیا اور آخرت دونوں ہی بگڑیں۔"[170]

شیخ اسماعیل حقیؒ بیان کرتے ہیں:

بالآخر قابیل کو اپنے بھائی ہابیل کے قتل پر اس کے نفس نے اُبھارا۔ اور قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ مروی ہے کہ قابیل کو یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ قتل کیسے کیا جاتا ہے تو ابلیس انسانی روپ میں اس کے سامنے آیا ایک پرندہ یا سانپ لایا اور اس کا سر ایک پتھر پر رکھ کر دوسرا پتھر اس کے سر پر مارا جسے قابیل دیکھ رہا تھا، اس نے اس طرح سمجھ لیا کہ کسی کو یوں قتل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے بھی اسی طرح ہابیل کا سر پتھر پر رکھا اور وہ قابیل کے سامنے کالمیت ہو گیا۔ جدھر اس کا سر پھیرتا ادھر ہی اس کا سر پھر تا جاتا۔ نہ اس پر حملہ کرتا نہ ہی کسی طرح کی حرکت، ایسے محسوس ہوتا جیسے کوئی نیند میں ہو اور وہ اسی وقت جنگل میں بکریاں چرا رہا تھا یا جبلِ ثور پر تھا یا حِرا کے پیچھے یا بصرہ کی جامعہ مسجد میں۔ جب کیا گیا اس کی عمر بیس سال تھی پس وہ خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔ یعنی اسے دین اور دنیا کا خسارہ نصیب ہوا۔

[170] کثیر، تفسیر ابنِ کثیر، ۲/ ۵۹

حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ اِسے دنیا اور آخرت کا خسارہ ہوا، دنیا میں یہ ہوا کہ وہ اپنی ماں کا نافرمان ہوا اور رہتی دنیا تک اس کی مذمّت ہوتی رہے گی اور آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہو گا۔[171]

مولانا ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

قابیل کے نفس نے اس کو اپنے بھائی ہابیل کے قتل کے لیا راضی کر لیا۔ چنانچہ اس نے اس کو قتل کر ڈالا۔ پس نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔ یعنی اس قتل سے اس کو دین اور دنیا دونوں کا خسارہ ہوا، دنیا کا خسارہ تو یہ ہوا کہ ماں باپ دونوں ناراض ہوئے اور وہ بغیر بھائی کے رہ گیا اور دنیا میں قیامت تک بدنام ہوا اور آخرت کا خسارہ یہ ہوا کہ اس ظلم اور قطع رحمی کی وجہ سے خدا اس سے ناراض ہوا اور قطع رحمی کا بانی ہونے کی وجہ سے سزا کا مستحق ہوا۔ اور ایک خسارہ یہ ہوا کہ جو حدیث میں آیا ہے کہ دنیا میں کوئی نفس ظلماً قتل نہیں کیا جاتا مگر آدم کے پسرِ اوّل پر اس کے خون کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے ظلماً قتل کا طریقہ اس نے نکالا۔[172]

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

چنانچہ اس کو مار ہی دیا پس وہ اس گناہ کے سبب سے خود ہی ٹوٹے میں پڑا ایسا مبہوت اور مخبوط الحواس ہوا کہ اسے کچھ سُوجتا نہ تھا کہ وہ اِس مُردے کی لاش کا کیا کرے۔[173]

عبد اللہ بن محمود النسفیؒ بیان کرتے ہیں:

اس کے نفس نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا طوعت کا معنی ہے آسان کر دیا، گنجائش پیدا کر دی۔ پس اس نے اس کو قتل کر دیا اور وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہو گیا۔[174]

قرآن و حدیث میں قتل کرنے سے متعلق سخت وعید بیان کی گئی ہے اور اگر کسی انسان کو جان بوجھ کر قتل کیا جائے تو اس کی سزا دنیا اور آخرت دونوں میں ہی خسارہ ہے۔ قابیل نے جب ہابیل کو قتل کر دیا تو سوال یہ پیدا ہوا کہ اس نے قتل غلطی سے کیا یا پھر جان بوجھ کر کیا

---

[171] حقیؒ، تفسیر روح البیان، مترجم، محمد فیض احمد اویسی، ۲۰۵

[172] کاندھلویؒ، معارف القرآن، ۲/ ۴۸۶

[173] امرتسریؒ، تفسیرِ ثنائی، ۱/ ۳۵۶

[174] النسفیؒ، تفسیرِ مدارک، مترجم، مولانا شمس الدین، ۱/ ۵۱۷

قابیل نے جو قتل کیا وہ حسد میں آکر کیا تھا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے قتل کا ارادہ کیا ہوا تھا جو کہ قتلِ عمد میں شمار کیا جاتا ہے یہ قتل کی ایک قسم ہے اس کا مطلب ہے کسی کو جان بوجھ کر قتل کرنا۔

قتل کے معنی:

مار ڈالنا، ہلاک کر دینا۔[175]

قتّلَ فلاناً، بُری طرح قتل کرنا، صورت بگاڑ دینا۔ [176]

از روئے قرآن:

اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں قتلِ ناحق کے متعلق سخت وعید بیان کی ہے جس کا اندازہ قرآن کی ان آیات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

سورۃ النساء میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا-وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْاؕ-فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍؕ-وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍۚ-فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ٘-تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا [177]

ترجمہ: اور کسی مومن کو شایان نہیں کہ کسی مومن کو مار ڈالے مگر بھول کر اور جو بھول کر بھی مومن کو مار ڈالے تو ایک غلام آزاد کر دے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے۔ ہاں اگر وہ معاف کر دیں (تو ان کو اختیار ہے) اگر مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہو اور وہ خود مومن ہو تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے۔ اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جن میں اور تم میں صلاح کا عہد ہو تو وارثانِ مقتول کو خون بہا دینا اور ایک غلام آزاد کرنا چاہیے۔ اور جس کو یہ میسر نہ ہو تو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے یہ کفارہ خدا کی طرف سے توبہ ہے اور خدا جاننا اور بڑی حکمت والا ہے۔

وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا [178]

---

[175] مولوی فیروز الدینؒ، فیروز اللغات، لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۲۰۱۰، ۹۴۹

[176] کیرانویؒ، القاموس الوحید، ۱۲۷۶

[177] النساء، ۴ : ۹۲

[178] ایضاً، ۴:۹۳

ترجمہ: اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً مار ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ جلتا رہے گا اور خدا اس پر غضب ناک ہو گا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لیے اس سے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سورۃ المائدہ میں ارشاد ہوتا ہے:

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ [179]

ترجمہ: اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اُس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی ان سے بہت سے لوگ ملک میں حدِ اعتدال سے نکل جاتے ہیں۔

سورۃ الاسراء میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا [180]

ترجمہ: اور جس کا جاندار کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (یعنی بفتویٰ شریعت)۔ اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے (کہ ظالم قاتل سے بدلہ لے) تو اس کو چاہیئے کہ قتل (کے قصاص) میں زیادتی نہ کرے کہ وہ منصور و فتحیاب ہے۔

سورۃ الفرقان میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ [181]

ترجمہ: اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جن جاندار کو مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق پر (یعنی شریعت کے مطابق) اور بدکاری نہیں کرتے۔ اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہو گا۔

يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۤ [182]

---

[179] المائدہ، ۵:۳۲

[180] الاسراء، ۱۷ : ۳۳

[181] الفرقان، ۲۵:۶۸

ترجمہ: قیامت کے دن اس کو دونا عذاب ہو گا اور ذلت وخواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا۔

سورۃ النساء میں ارشاد ہوتا ہے :

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا [۱۸۳]

ترجمہ: مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کچھ شک نہیں کہ خدا تم پر مہربان ہے۔

وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا [۱۸۴]

ترجمہ: اور جو تعدی اور ظلم سے ایسا کرے گا ہم اس کو عنقریب جہنم میں داخل کریں گے اور یہ خدا کو آسان ہے۔

قرآن کریم کی ان ہدایات کے مطابق نبی کریم ﷺ نے بھی مسلمانوں کو باہمی قتل و قتال سے روکنے کے لیے انتہائی تاکید کے ساتھ پُر زور الفاظ میں اُمت کو متنبہ فرمایاہے۔ اس بات کا اندازہ احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں لگایا جاسکتا ہے۔

ازروئے حدیث:

آپ ﷺ نے کسی کو ناحق قتل کرنے پر سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں اور مسلمانوں کو اس سنگین گناہ سے باز رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَأَكْلُ الرِّبَا، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ [۱۸۵]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا یعنی سات مہلک کاموں سے بچو۔ پوچھا گیا یارسول ﷺ ؟ وہ سات کام کیاہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالٰی کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اور جادو کرنا، اور کسی ایسے انسان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ تعالٰی نے حرمت بخشی ہے۔ اور یتیم کا مال کھانا اور سود کھانا اور جہاد میں پیٹھ پھیرنا اور بھولی بھالی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا"۔

---

[۱۸۲] الفرقان، ۲۵ : ۶۹

[۱۸۳] النساء، ۴ : ۲۹

[۱۸۴] ایضاً، ۴ : ۳۰

[۱۸۵] القشیریؒ، مسلم بن حجاج، امام، کتاب الایمن، باب بیان الکبائر واکبرھا، رقم الحدیث ۸۹

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بِن مَسْعُود رَضِيِ اللهُ عَنْہُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيہِ وَسَلَّمَ: لَا تُقتلُ نفسٌ ظلماً لا كَانَ عَلَى ابنِ آدم لاوّلِ كِفلٌ مِنْ دَمِهَا لِاَ نَّہُ اوّلُ مَن سَنَّ القتلَ [۱۸۶]

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جب بھی کوئی انسان ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو آدمؑ کے سب سے پہلے بیٹے (قابیل) کے نامہ اعمال میں بھی اس قتل کا گناہ لکھا جاتا ہے کیونکہ قتلِ ناحق کی بنیاد سب سے پہلے اسی نے قائم کی تھی۔

انسان کا خونِ ناحق تمام انبیاء کی شریعتوں میں سنگین جرم قرار دیا گیا ہے انسان کسی بھی مذہب، قوم، نسل سے تعلق رکھتا ہو اس کا ناحق قتل ہر شریعت میں خاص طور پر شریعتِ اسلامی میں کبیرا گناہ بتلایا گیا ہے۔ اگر کوئی مسلمان انفرادی یا اجتماعی طور پر یہ جرم کرتا ہے تو وہ خود اس کا ذمہ دار ہے اسلام کی نگاہ میں وہ سخت مجرم ہے کیونکہ قابیل نے اس جرم کا رستہ اوّلین طور پر اختیار کیا۔ اب جو بھی یہ رستہ اختیار کرے گا اس کا گناہ قابیل کے سر پر ڈالا جائے گا۔

حضرت ابو بکرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا التقى المُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالقَاتِلُ وَالمَقْتُولُ فِي النَّارِ»، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا القَاتِلُ فَمَا بَالُ المَقْتُولِ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِه [۱۸۷]

ترجمہ: یعنی جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے سامنے آجائیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہوں گے میں نے پوچھا قاتل کی بات تو سمجھ میں آتی ہے مگر مقتول کیوں جہنم میں جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنے سامنے والے کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " أَكْبَرُ الكَبَائِرِ: الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَقَوْلُ الزُّورِ، أَوْ قَالَ: وَشَهَادَةُ الزُّور [۱۸۸]

ترجمہ: حضرت انس روایت فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ یہ ہیں۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اور کسی انسان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی بات کہنا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ يَزَالَ المُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ، مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا [۱۸۹]

---

[۱۸۶] صحیح بخاری، باب، کتابُ احادیثِ لانبیاء، رقم الحدیث، ۳۳۳۵

[۱۸۷] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب إِذَا التقى المُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا، رقم الحدیث، ۳۱

[۱۸۸] صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿ومن احیاھا﴾، رقم الحدیث: ۶۸۷۱

ترجمہ: ابنِ عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا یعنی ایک مسلمان شخص کو اپنے دین کے معاملے میں اس وقت تک گنجائش رہتی ہے جب تک وہ حرام طریقے سے کسی کا خون نہ بہائے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا ناحق خون بہانے کے بعد معافی کا امکان بہت دور ہو جاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاَحَ فَلَيْسَ مِنَّا [۱۹۰]

حضرت عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص ہم (مسلمانوں) پر ہتھیار اُٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ [۱۹۱]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کو گالی دینا گناہ کا کام ہے، اور اسے قتل کرنے کے لیے لڑنا کفر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے جو احادیث بیان کی ہیں ان میں صرف مسلمان کی ہی نہیں، بلکہ کسی بھی انسان کی ناحق جان لینے کی مذمت اور اس پر وعیدیں ارشاد فرمائی گئی ہیں، چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، لیکن رسول ﷺ نے خاص طور پر ان غیر مسلموں کو قتل کرنے پر بھی سخت وعید ارشاد فرمائی ہے جو مسلمانوں کے ملک میں معاہدے کے تحت امن سے رہتے ہوں۔ قرآن و حدیث کے مذکورہ بالا ارشادات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالٰی اور رسول ﷺ کے نزدیک کسی انسان کی ناحق جان لینا کس قدر سنگین جرم ہے۔ اسی لیے قرآن و سنت کی ہدایات میں قدم قدم پر یہ فکر نظر آتی ہے۔ [۱۹۲]

قتل کی اقسام:

قتل کی اقسام درج ذیل ہیں:

۱۔ قتلِ عمد

۲۔ قتلِ خطا

---

[۱۸۹] صحیح البخاری، کتاب الدیات، حدیث: ۶۸۶۲

[۱۹۰] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی من حمل علینا السلاح فلیس منا، رقم الحدیث ۱۴۳

[۱۹۱] صحیح بخاری، کتاب الایمان، بَابُ خَوْفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لاَ يَشْعُرُ، رقم الحدیث ۴۸

[۱۹۲] عثمانیؒ، محمد تقی، مفتی، قتل اور خانہ جنگی، کراچی: مکتبہ معارف القرآن، نومبر ۲۰۰۹ء، ۳۵ - ۳۷

۳۔ قتلِ شبہ عمد

قتلِ عمد کا معنیٰ و مفہوم:

عمد: قصد و ارادہ، جو خطا کے قائم مقام ہو۔

قتلِ عمد یہ ہے کہ ہتھیار سے مارنے کا ارادہ کرے یا اس چیز سے جو ہتھیار کے قائم مقام ہو۔ اجزاء کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے میں جیسے دھار دار لکڑی اور دھار دار پتھر اور آگ سے اس کی سزا گناہ ہے۔ اور قصاص مگر یہ کہ معاف کر دیں مقتول کے اولیاء اور اس میں کفارہ نہیں ہے۔

تشریح:

جب کسی انسان کو مارنے کا ارادہ ہو اور اس کے لیے ایسا ہتھیار استعمال کیا جائے جو قتل کرنے والا ہے تو یہ قتلِ عمد ہے جیسے تلوار، بندوق، توپ وغیرہ۔ قتلِ عمد سے گناہ ہو گا اور اس کا ثبوت اس آیت میں ہے۔

وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا

ترجمہ: جس نے مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا تو اس کا بدلہ دوزخ ہے اور قتلِ عمد کا بدلہ قصاص ہے۔[۱۹۳]

قتلِ عمد کے احکام:

۱۔ قتلِ عمد میں کفارہ نہیں ہے۔ کیونکہ قتلِ عمد محض گناہِ کبیرہ ہے، اور کفارے میں ایک حیثیت سے عبادت کے معنی پائے جاتے ہیں لہٰذا کفارہ قتل جیسی چیز کے ساتھ مربوط نہیں ہو سکے گا۔

۲۔ قتلِ عمد کے احکام میں سے یہ ہے کہ قاتل مقتول کی میراث سے محروم ہو جاتا ہے۔

۳۔ قتلِ عمد کے احکام، اور اس پر مرتب ہونے والے نتائج و ثمرات میں سے ایک چیز میراث سے محروم ہو جانا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے قاتل کے لیے کوئی میراث نہیں ہے۔

۴۔ قاتل اور ورثائے مقتول کی باہمی رضامندی کی صورت میں مال واجب ہوتا ہے، نیز اس صورت میں بھی مال واجب ہوتا ہے جب شبہ کی وجہ سے قصاص لینا مشکل ہو جائے۔[۱۹۴]

---

[۱۹۳] قاسمی، وسیم احمد، مفتی، اردو شرح مختصر القدوری، کراچی، دار الاشاعت، جنوری ۲۰۱۱، ۳/ ۸- ۹

[۱۹۴] مترجم، محمد میاں صدیقی، قصاص و دیت، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، جولائی ۱۹۸۲، ۹۱ - ۹۲

جو کوئی کسی مسلمان یا ذمی، یا کسی ایسے شخص کو مار ڈالنے کے درپے ہوتا ہے جس سے معاہدہ ہوا ہو، تو ایسا شخص بھی دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور نام نہاد مسلمان رہ جاتا ہے، اوپر آتشِ دوزخ میں جلنے سے وہ نہیں بچ سکتا، اور دوزخ اس کے لیے بدترین ٹھکانہ ہے۔[۱۹۵]

قتلِ خطا کا معنی و مفہوم:

انسان کی نیت بالکل بری نہیں تھی نہ وہ مارنا چاہتا تھا نہ وہ نقصان پہنچانا چاہتا تھا اور نہ ہی اس کے ذہن میں کوئی بُرا ارادہ تھا لیکن کسی غلطی کی وجہ سے کسی انسان کی جان ضائع ہو گئی۔ غلطی تین قسم کی ہو سکتی ہے۔

۱۔ ایک غلطی فعل میں ہو سکتی ہے۔

۲۔ ایک غلطی ہدف میں ہو سکتی ہے۔

۳۔ ایک غلطی ارادے میں ہو سکتی ہے۔[۱۹۶]

سورۃ النساء میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا [۱۹۷]

ترجمہ: اور کسی مومن کو شایان نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر بھول کر اور جو بھول کر بھی مومن کو مار ڈالے تو (ایک تو) ایک مسلمان غلام آزاد کر دے اور (دوسرے) مقتول کے وارثوں کو خون بہادے ہاں اگر وہ معاف کر دیں (توان کو اختیار ہے) اگر مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہو اور وہ خود مومن ہو تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیئے اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جن میں اور تم میں صلح کا عہد ہو تو وارثان مقتول کو خون بہادینا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیئے اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے یہ (کفارہ) خدا کی طرف سے (قبول) توبہ (کے لئے) ہے اور خدا (سب کچھ) جانتا اور بڑی حکمت والا ہے۔

خطا چاہے ارادہ اور قصد کے اعتبار سے ہوئی ہو یا فعل میں ہوئی ہو قاتل کے ذمے گناہ نہیں ہے کیونکہ اس وقت یہ شخص بالارادہ قتل کا ارتکاب کرنے والا نہیں ہے۔ فقہاء کہتے ہیں کہ اس مقام پر یہ کہنا کہ: قاتل پر گناہ نہیں ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ قتل کا گناہ فاعل کے

---

[۱۹۵] شیخ احمد بن حجرؒ، قتل اور خودکشی، لاہور: مکتبہ قدوسیہ، فروری ۲۰۰۰ء، ۶

[۱۹۶] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ فقہ، لاہور: الفیصل، ناشران، ۲۰۰۵ء، ۴۱۹

[۱۹۷] النساء، ۴:۹۲

ذمہ نہیں ہے۔ لیکن یہ صورت اپنی اصل اور ذات سے گناہ سے خالی نہیں۔ کیونکہ یہ شخص فعل میں پختگی، مہارت، احتیاط کو چھوڑ دینے کا مرتکب ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قتلِ خطا کی دونوں صورتوں میں کفارہ مشروع ولازم کیا گیا ہے۔ قاتل کو مقتول کی میراث سے محروم کر دیا جائے گا کیونکہ قتلِ خطا کی صورت میں بھی کوتاہی واقع ہوئی ہے لہٰذا میراث سے محروم کرنا بھی درست ہوگا۔[198]

قتلِ شبہ عمد کا معنی و مفہوم:

یہ قسم قتلِ عمد سے ملتی جلتی ہے وہ یہ ہے کہ کسی شخص کی نیت تو دوسرے شخص کو قتل کرنے کی نہیں تھی بلکہ محض اس کو ضرب لگانا یا زخمی کرنا چاہتا تھا اس نے آلہ قتل بھی استعمال نہیں کیا اور جو آلہ اس کام کے لیے استعمال کیا اس سے عام طور پر آدمی مرتا ہی نہیں لیکن اتفاق سے اس کی اس ضرب سے مضروب مر گیا یعنی ایک شخص دوسرے شخص کو زدوکوب کرنا تو چاہتا تھا۔ نیت بھی مجرمانہ تھی، لیکن قتل کر ڈالنا مقصود نہیں تھا۔ اس نے سر پر ڈنڈا مارا اب ڈنڈے سے کوئی کسی کو قتل نہیں کرتا ڈنڈا عام طور پر قتل کے لیے استعمال نہیں ہوتا لیکن ڈنڈا سر پر یا جسم کے کسی حصے پر اس طرح مارا کہ آدمی مر گیا یہ شبہ عمد ہے۔ یہ قتلِ عمد سے ایک درجہ کم ہے۔[199]

قتلِ شبہ عمد پر مرتب ہونے والے احکام:

۱۔ اس پر مرتب ہونے والا حکم کفارے کا واجب ہونا ہے۔ اس لیے کہ اس قتل کو قتلِ خطا کے ساتھ مشابہت ہے۔

۲۔ قاتل کی مددگار برادری پر دیتِ مغلظہ واجب ہوگی۔

۳۔ قتلِ شبہ عمد میں یہ حکم مرتب ہوگا کہ قاتل کا مقتول کی میراث سے محروم ہونا ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ میراث سے محرومی اس قتل کی سزا ہے۔[200]

دیت کا لغوی معنی:

دیت جمع دیات، خون بہا دینا۔[201]

اصطلاحی تعریف:

---

[198] محمد میاں صدیقی، قصاص و دیت، ۹۵-۹۶

[199] محمود احمد غازی، محاضراتِ فقہ، ۴۱۹

[200] محمد میاں صدیقی، قصاص و دیت، ۹۳-۹۴

[201] وسیم احمد قاسمی، مختصر القدوری، ۳، ۲۳-۲۴

شریعت میں اس مال کو کہتے ہیں جو نفس کا بدل قرار دیا گیا ہے اور ارش، اس مال کو کہتے ہیں جو نفس سے کم میں واجب ہوتا ہے۔[202]

قرآن پاک میں سورۃ النساء میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ؗ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا[203]

ترجمہ: اور کسی مومن کو شایان نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر بھول کر اور جو بھول کر بھی مومن کو مار ڈالے تو (ایک تو) ایک مسلمان غلام آزاد کر دے اور (دوسرے) مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے ہاں اگر وہ معاف کر دیں (تو ان کو اختیار ہے) اگر مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہو اور وہ خود مومن ہو تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیئے اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جن میں اور تم میں صلح کا عہد ہو تو وارثان مقتول کو خون بہا دینا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیئے اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے یہ (کفارہ) خدا کی طرف سے (قبول) توبہ (کے لئے) ہے اور خدا (سب کچھ) جانتا اور بڑی حکمت والا ہے۔

قتل شبہ عمد کی دیت کی مقدار:

قتل شبہ عمد کی دیت میں سو اونٹ واجب ہوں گے۔

قتل خطا کی دیت کی مقدار:

قتل خطا کی دیت اگر اونٹ سے ادا کرنی ہو تو اس کی مقدار سو اونٹ ہے۔ اگر قتل خطا کی دیت سونے سے ادا کرنا چاہیں تو اس کی مقدار ایک ہزار دینار ہے۔ اور اگر چاندی سے ادا کریں تو اس کی مقدار دس ہزار درہم ہے۔[204]

قتل کے بعد قابیل کی پریشانی:

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ[205]

ترجمہ: اب خدا نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کریدنے لگا تا کہ اسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کیونکر چھپائے کہنے لگا اے ہے مجھ سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اس کوے کے برابر ہوتا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا پھر وہ پشیمان ہوا۔

---

[202] ایضاً، ۳، ۲۳-۲۴

[203] النساء، ۴:۹۲

[204] وسیم احمد قاسمی، مختصر القدوری، ۳، ۲۵

[205] المائدہ، ۵:۳۱

ابنِ جریر طبری بیان کرتے ہیں:

حدثنا ابن حميد قال، حدثنا سلمة، عن ابن إسحاق، فيما يذكر عن بعض أهل العلم بالكتاب الأوّل، قال: لما قتله سُقِط في يديه، ولم يَدْر كيف يواريه. وذلك أنه كان، فيما يزعمون، أوَّل قتيل من بني آدم وأوّل ميت قال:"يا ويلتا أعجزت أن أكون مثل هذا الغراب فأواري سوأة أخي" الآية إلى قوله:"ثم إن كثيرًا منهم بعد ذلك في الأرض لمسرفون"، قال: ويزعم أهل التوراة أن قابيل حين قتل أخاه هابيل قال له جل ثناؤه: يا قابيل، أين أخوك هابيل؟ قال: ما أدري، ما كنت عليه رقيبًا! فقال الله جل وعز له: إنّ صوت دم أخيك ليناديني من الأرض، الآن أنت ملعون من الأرضِ التي فتحت فاها فبلعت دم أخيك من يدك. فإذا أنت عملت في الأرض، فإنها لا تعود تعطيك حرثها حتى تكون فزعًا تائهًا في الأرض. قال قابيل: عظمت خطيئتي من أن تغفرها! قد أخرجتني اليوم عن وجه الأرض، وأتوارى من قُدَّامك، وأكون فزعًا تائهًا في الأرض، وكل من لقيني قتلني! فقال الله جل وعز: ليس ذلك كذلك، ولا يكون كل من قتل قتيلا يجزى بواحدٍ سبعة، ولكن من قتل قابيل يجزي سبعة، وجعل الله في قابيل آية لئلا يقتله كل من وجده، وخرج قابيل من قدام الله عز وجل من شرقي عدن الجنة [٢٠٦]

ترجمہ: ابنِ حمید نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ سلمہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ اسحاق نے بیان کیا اور یہی روایت اہلِ علم سے کتابِ اوّل میں موجود ہے۔ جب اس (قابیل) نے اس (ہابیل) کو قتل کیا تو اس کے سامنے ان (ہابیل) کو رکھ دیا گیا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ اب اس کو ٹھکانے کہاں لگاؤں۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں مفسرین بیان کرتے ہیں کہ یہ بنی آدم میں سے پہلا مقتول اور پہلی میت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک کوّے کو بھیجا جو زمین کھودنے لگا تاکہ قابیل کو دِکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کیسے چُھپائے اسے دیکھ کر وہ کہنے لگا ۔اوہ! میں تو اس کوّے سے بھی گیا گزرا ہوا کہ میں اپنے بھائی کی لاش کو کوّے کی طرح چھپا دیتا۔ اہلِ تورات کہتے ہیں کہ جس وقت قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تمھارا بھائی ہابیل کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا کیونکہ میں اس پر محافظ نہیں تھا ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمھارے بھائی کے خون نے مجھے زمین سے پُکارا ہے لہٰذا اب تو ملعون ہے۔ اس زمین میں جس کا منہ میں نے تیرے لیے کھول رکھا تھا تیرے ہاتھ اپنے بھائی کے خون سے آلودہ ہیں۔ جب تو نے یہ کام زمین میں کیا تو اب زمین تیرے لیے اپنی کھیتی نہیں اُگائے گی اور اب تو زمین میں گھبرایا ہوا پھرے گا۔ قین نے کہا: میری خطا آپ کی مغفرت سے بڑھ گئی؟ آج آپ نے مجھے زمین سے نکال دیا اور میں اس میں دہشت زدہ اور گھبرایا ہوا بن کر رہوں گا۔ پس جو شخص مجھ سے ملے گا مجھے قتل کر ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس طرح نہیں ہو گا کہ جو شخص زمین میں قتل کرے تو اس کے ایک قتل کے بدلے سات قتل کا بوجھ اس پر ڈالا جائے گا۔ لیکن جو تیرے طریقے پر قتل کرے گا اس کا قتل سات قتل کے برابر شمار ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے قین میں ایک نشانی مقرر فرمادی تاکہ جو اسے پائے قتل نہ کر سکے۔

امام بیضاویؒ فرماتے ہیں:

---

[٢٠٦] طبری، تفسیرِ طبری، ٣٤٤-٣٤٥

فَبَعَثَ اللَّهُ غُراباً يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوارِي سَوْأَةَ أَخِيهِ روي أنه لما قتله تحير في أمره ولم يدر ما يصنع به إذ كان أول ميت من بني آدم، فبعث الله غرابين فاقتتلا فقتل أحدهما الآخر، فحفر له بمنقاره ورجليه ثم ألقاه في الحفرة والضمير في ليرى، لله سبحانه وتعالى، أو للغراب، وكيف حال من الضمير في يُوارِي والجملة ثاني مفعولي يرى،! والمراد بسوأة أخيه جسده الميت فإنه مما يستقبح أن يرى. قالَ يا وَيْلَتى كلمة جزع وتحسر والألف فيها بدل من ياء المتكلم. والمعنى يا ويلتي احضري فهذا أوانك، والويل والويلة الهلكة. أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هذَا الْغُرابِ فَأُوارِيَ سَوْأَةَ أَخِي لا أهتدي إلى مثل ما أهتدي إليه، وقوله: فَأُوارِيَ عطف على أَكُونَ وليس جواب الاستفهام إذ ليس المعنى هاهنا لو عجزت لواريت، وقرئ بالسكون على فأنا أواري أو على تسكين المنصوب تخفيفاً. فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ على قتله لما كابد فيه من التحير في أمره وحمله على رقبته سنة أو أكثر على ما قيل، وتلمذه للغراب واسوداد لونه وتبري أبويه منه، إذ روي أنه لما قتله اسود جسده فسأله آدم عن أخيه فقال ما كنت عليه وكيلاً فقال بل قتلته ولذلك اسود جسدك وتبرأ منه ومكث بعد ذلك مائة سنة لا يضحك وعدم الظفر بما فعله من أجله [۲۰۷]

ترجمہ: جب اس نے قتل کر دیا تو یہ سوچنا شروع کر دیا کہ قتل تو میں نے کر دیا ہے اب اس میت کو چھپاؤں کہاں پر؟ کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کیونکہ بنی آدم میں یہ پہلا قتل تھا اللہ تعالیٰ نے دو کوّوں کو بھیجا دونوں آپس میں لڑے ایک قتل ہوا تو دوسرے نے اپنی چُونچ سے گڑھا کھودا اور اس میں اُس کو ڈال دیا تو کہ وہ اپنے بھائی کی میت کو چھپا سکے۔ میں کیسے عاجز آ گیا کہ میں اس کوّے کی طرح بھی نہ ہو سکا۔ جس نے دوسرے کوّے کو ایک گڑھے میں ڈالا تھا۔ اس نے ساری زندگی غم میں گزاری۔ قابیل کے والدین ساری زندگی کے لیے اس سے بری ہو گئے۔ اس کے چہرے کا اور پھر پورے جسم کا رنگ کالا ہو چکا تھا۔ آدمؑ نے جب پوچھا کہ تم نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا کِیا تو کہتا کہ میں اپنے بھائی کا نگہبان نہیں ہوں۔ حالانکہ آدمؑ نے بھی پہچان لیا تھا کہ تو نے اپنے بھائی کو قتل کیا جس کی وجہ سے تیرا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ اس کے بعد وہ تقریباً ایک سو سال تک زندہ رہا مگر ہنسا نہیں۔ اور جس کامیابی کو حاصل کرنے کے لیے اس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا وہ بھی وہ حاصل نہیں کر پایا۔

علامہ زمخشریؒ بیان کرتے ہیں:

فَبَعَثَ اللَّهُ غُراباً روى أنه أوّل قتيل قتل على وجه الأرض من بنى آدم. ولما قتله تركه بالعراء لا يدرى ما يصنع به، فخاف عليه السباع فحمله في جراب على ظهره سنة حتى أروح وعكفت عليه السباع، فبعث اللَّه غرابين فاقتتلا فقتل أحدهما الآخر، فحفر له بمنقاره ورجليه ثم ألقاه في الحفرة قالَ يا وَيْلَتى أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هذَا الْغُرابِ ويروى أنه لما قتله اسودّ جسده وكان أبيض فسأله آدم عن أخيه فقال: ما كنت عليه وكيلا فقال بل قتلته ولذلك اسودّ جسدك. وروى أنّ آدم مكث بعد قتله مائة سنة لا يضحك[۲۰۸]

ترجمہ: روایت میں ہے کہ پہلا جو مقتول تھا جس کو روئے زمین پر قتل کیا گیا تھا وہ بنی آدم میں سے تھا یہ پہلا قتل تھا جو ہابیل کا تھا۔ جب اس (قابیل) نے ان (ہابیل) کو قتل کر دیا تو ان کو وہاں پر چھوڑ دیا۔ اس (قابیل) کو یہ سمجھ نہ آیا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ اور ان کو ڈر تھا کہ کہیں پرندے وغیرہ اس لاش کو نہ کھا جائیں۔ تو انہوں نے اس کو ایک جراب میں اُٹھا لیا اور ایک سال تک اپنے پُشت پر اسے اُٹھائے رکھا یہاں تک کہ وہ واپس آ گئے اور جنگلی پرندوں کا ان پر حملہ ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے دو کوّوں کو بھیجا جو آپس میں لڑ پڑے۔ ان میں سے ایک

---

[۲۰۷] بیضاویؒ، تفسیرِ بیضاوی، ۲/ ۱۲۴

[۲۰۸] زمخشریؒ، تفسیرِ کشاف، ۲۸۷

نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ تو اس کوّے نے اپنی چونچ سے گڑھا کھودا اور پھر دوسرے کوّے کو اس میں ڈال دیا۔ روایت یہ کی جاتی ہے کہ جب قابیل نے اسے (ہابیل) کو قتل کر دیا تو اس کے جسم کا رنگ کالا پڑ گیا۔ تو آدمؑ نے ہابیل کے بارے میں ان سے پوچھا تو اس نے جواب دیا میں اس پر کوئی نگہبان تو نہ تھا بلکہ میں نے تو اسے قتل کر دیا۔ آدمؑ نے کہا اسی وجہ سے تمھارا جسم کالا پڑ گیا ہے۔ آدمؑ اس واقعے کے بعد ایک سال تک نہ ہنسے۔

ابنِ عباس بیان کرتے ہیں:

بحکمِ الٰہی ایک کوّا دوسرے مرے ہوئے کوّے کو چھپانے کے لیے زمین کھود رہا تھا تاکہ قابیل بھی دیکھ لے کہ وہ کس طرح اپنے بھائی کی لاش کو مٹی میں چھپائے۔ تو یہ دیکھ کر وہ کہنے لگا، افسوس میں تدبیر سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش کو مٹی تک ہی میں چھپا دینے کی تدبیر تک نہ آئی۔ چنانچہ وہ اپنے بھائی کی لاش نہ چھپا سکنے پر شرمندہ ہوا۔ اس کے قتل کرنے پر اسے کوئی شرمندگی نہیں ہوئی۔[۲۰۹]

مولانا مودودیؒ بیان کرتے ہیں:

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک کوّے کے ذریعے سے آدم کے اس غلط کار بیٹے کو اس کی جہالت اور نادانی پر متنبہ کیا، اور جب ایک مرتبہ اس کو اپنے نفس کی طرف توجہ کرنے کا موقع مل گیا تو اس کی ندامت صرف اسی بات تک محدود نہ رہی کہ وہ لاش چُھپانے کی تدبیر نکالنے میں کوّے سے پیچھے کیوں رہ گیا، بلکہ اس کو یہ بھی احساس ہونے لگا کہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر کے کتنی بڑی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ بات کا فقرہ کہ وہ اپنے کیے پر پچھتایا۔ اسی مطلب پر دلالت کرتا ہے۔[۲۱۰]

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ بیان کرتے ہیں:

کہتے ہیں کہ ہابیل پہلا شخص ہے جس نے موت کا جام پیا اس لیے قابیل حیران ہو گیا کہ اب میں اس کی لاش کو کدھر کروں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ایک کوّے کے ذریعے اس کو دفن کرنے کا طریقہ سِکھایا۔[۲۱۱]

مولانا عبد الرّحمٰن کیلانیؒ بیان کرتے ہیں:

قابیل نے اپنے نیک سیرت بھائی کو جب مار ڈالا تو تھوڑی دیر بعد لاش میں بُو پیدا ہونے لگی۔ اب اسے یہ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اس لاش کا کیا کرے؟ یہ تو امر واقع ہے کہ روئے زمین پر نوع انسانی میں یہ پہلا قتل تھا اور وہ بھی ناحق قتل تھا۔ اور غالب خیال یہ ہے کہ اس سے

---

[۲۰۹] فیروز آبادی، تفسیر ابنِ عباس، ۱/ ۳۴۰

[۲۱۰] مودودیؒ، تفہیم القرآن، ۱/ ۴۶۳

[۲۱۱] الازہریؒ، ضیاء القرآن، ۱/ ۴۶۳

پہلے کوئی انسان مرا بھی نہ تھا اور نہ اگر انسان کی لاش کو دفن کرنے کا طریقہ معلوم ہوتا تو قابیل تذبذب میں نہ پڑتا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اس کی رہنمائی کے لیے دو کوّے بھیجے جو آپس میں لڑ رہے تھے۔ ان میں سے ایک کوّے نے دوسرے کوّے کو چونچ مار کر ہلاک کر ڈالا۔ پھر اس نے اپنی چونچ سے زمین کو کریدنا شروع کر دیا تاکہ اس میں گڑھا بن جائے جس میں وہ مُردہ کوّے کی لاش کو چھپا سکے۔ کوّے نے مُردہ کوّے کی لاش کو اس گڑھے میں رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال دی اور اسے زمین میں دفن کر دیا۔ قابیل یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ اس وقت وہ سوچنے لگا کہ مجھ میں اس کوّے جتنی بھی عقل نہیں۔ خیر اس نے بھی اسی طرح گڑھا کھودا اور اپنے بھائی کی لاش کو زمین میں دُبا دیا۔ جب دُبا چکا تو اب اس کا نفس اسے ملامت کرنے لگا۔ کہ ایک نیک سیرت اور شفیق بھائی اس سے ہمیشہ کے لیے جُدا ہو گیا اور اس بات پر بھی اسے ندامت ہوئی کہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر کے انتہائی وحشیانہ حرکت کا ارتکاب کیا ہے۔"[۲۱۲]

امام ابنِ کثیرؒ بیان کرتے ہیں:

جب مار ڈالا تو اب یہ معلوم نہ تھا کہ کیا کرے، کس طرح اسے چھپائے؟ تو اللہ نے دو کوّے بھیجے، وہ دونوں بھی آپس میں بھائی بھائی تھے، یہ اس کے سامنے لڑنے لگے، یہاں تک کہ ایک کوّے نے دوسرے کو مار ڈالا اور پھر ایک گڑھا کھود کر اس میں اس کی لاش کو رکھ کر اوپر مٹی ڈال دی۔ یہ دیکھ کر قابیل کی سمجھ میں بھی یہ ترکیب آ گئی اور اس نے بھی ایسا ہی کیا۔ حضرت علی سے مروی ہے کہ از خود ایک کوّے کو دوسرے کوّے اس طرح گڑھا کھود کر دفن کیا تھا یہ بھی مروی ہے کہ سال بھر تک قابیل اپنے بھائی کی لاش اپنے کندھے پر لادے لادے پھرتا رہا۔ پھر کوّے کو دیکھ کر اپنے نفس پر ملامت کرنے لگا کہ میں کیا اتنا بھی نہ کر سکا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مار ڈال کر پھر پچھتایا اور لاش کو گود میں رکھ کر بیٹھ گیا۔ اور اس لیے بھی کہ سب سے پہلی میت اور سب سے پہلا قتل روئے زمین پر یہی تھا۔"[۲۱۳]

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ بیان کرتے ہیں:

اس جگہ اراءت کا معنی ہے بتا دینا تعلیم دینا۔ دکھانا مراد نہیں ہے کیونکہ دیکھنے میں کوّے کا دفن کرنا آیا تھا۔ ہابیل کی لاش کو دفن کرنا اور چھپانا تو نہیں دکھایا گیا۔ سواۃ سے مراد ہے مُردہ لاش۔ مُردہ لاش کو دیکھنا بُرا معلوم ہوتا ہے (سوراۃ کا لغوی ترجمہ بُرائی ہے) بعض کے نزدیک جسم کا قابلِ ستر حصہ مراد ہے جس کی بے پردگی جائز نہیں۔ کوّے کو دفن کرنے کی تدبیر بتائی اور براہِ راست قابیل کو نہیں بتائی بلکہ کوّے کو رہنما بنایا۔ یہ تنبیہ ہے اس امر پر کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں قابیل کوّے سے بھی زیادہ حقیر تھا اسی لیے تو کوّے کو اس کا معلّم اور اس کو کوّے کا شاگرد بنایا۔ ویلتیٰ میں آخری الف بجائے یائے متکلم کے آیا ہے اصل میں ویلتی تھا ویلۃ (اور ویلٌ) حسرت اور افسوس کا کلمہ ہے

---

[۲۱۲] کیلانیؒ، تیسیر القرآن، ۱ / ۵۲۸

[۲۱۳] ابنِ کثیر، تفسیر ابنِ کثیر، ۲ / ۵۹-۶۰

اس کا معنی ہے ہلاکت۔ جیسے یاحسرتًا اَعَجَزْ تُ میں استفہام سے مراد ہے اظہارِ تعجُب اگر میں اجز ہوتا تو بھائی کی لاش کو چھپا دیتا۔ بعض نے کہا کہ بھائی کی جُدائی پر پشیمان ہوا اور بعض نے قتل پر پشیمان ہونا مراد لیا ہے۔ قتل پر پشیمان ہونے سے مراد یہ نہیں کہ اس کو اپنے اس جرم پر ندامت ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ میں نے گناہ کا کام کیا بلکہ ندامت اس بات پر ہوئی کہ قتل کرنے کی وجہ سے ماں باپ کو بھی ناراض کیا۔ اور فائدہ بھی کچھ نہ ہوا۔ جب آدمؑ کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تو زمین میں لرزا آگیا پھر پانی کی طرح مقتول کا خون زمین نے پی لیا۔ [۲۱۴]

سید قطب شہیدؒ بیان کرتے ہیں:

روایت میں آتا ہے کہ ایک کوّے نے دوسرے کوّے کو قتل کر دیا اور اس نے دوسرے کوّے کی لاش کو پایا۔ یہ کوّا زمین کھودنے لگا۔ اس کے بعد اس نے گڑھے میں ڈال کر اس پر مٹی ڈالنا شروع کیا۔ اس موقع پر اس قاتل نے افسوس ناک انداز میں اپنی اس ندامت کا اظہار کیا اور پھر اپنے بھائی کی لاش کو دفن کر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قاتل نے اس سے قبل کسی کو دفن ہوتے نہ دیکھا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ لاش کو ضرور دفن کر دیتا اور یہ ممکن ہے کہ اس زمین میں یہ پہلی میت ہو جس طرح کوّے نے دوسرے کوّے کی لاش کو دفن کیا اس طرح اس نے بھی دفن کیا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ کوّے ایسا کرتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قاتل کو سکھانے کے لیے کوّے کو بھیج دیا ہو۔ اس مسلسل قصے کو پڑھنے اور دیکھنے کے بعد انسانی ذہن پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، قرآن یہاں ان کو ریکارڈ پر لاتا ہے تاکہ ان کو شعوری سوچ بنا دے۔ [۲۱۵]

امام قرطبیؒ بیان کرتے ہیں:

مجاہد نے کہا: اللہ تعالیٰ نے دو کوّے بھیجے جو آپس میں لڑے۔ حتٰی کہ ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا پھر گڑھا کھود کر اسے دفن کر دیا۔ ابنِ آدم پہلا تھا جو قتل کیا گیا۔ بعض علماء نے فرمایا: کوّے نے زمین کو اپنی خوراک کے لیے کھودا تاکہ وہ ضرورت کے وقت تک اسے چھپائے رکھے، کیونکہ ایسا کرنا کوّے کی عادت ہے پس اس کے ذریعے قابیل اپنے بھائی کو پوشیدہ کرنے پہ آگاہ ہو گیا۔ روایت ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو اسے بوری میں رکھ دیا اور اسے سو سال تک اپنی گردن میں اُٹھائے پھرتا رہا۔ یہ مجاہد کا قول ہے۔ ابن القاسم نے امام مالک

---

[۲۱۴] پانی پتیؒ، تفسیرِ مظہری، ۳/ ۲۹۳

[۲۱۵] سید قطب شہید، فی ظلال القرآن، ۲/ ۴۹۱-۴۹۲

سے روایت کیا ہے کہ اس (قابیل) نے اسے ایک سال تک اُٹھائے رکھا۔ یہ حضرت ابنِ عباس کا قول ہے، بعض علماء نے فرمایا اس میں بدبو پیدا ہو گئی تھی وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا کرے۔[۲۱۶]

غلام رسول سعیدیؒ بیان کرتے ہیں:

ضحاک بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابنِ عباس نے فرمایا قابیل ہابیل کو ایک جراب میں ڈال کر ایک سال تک اپنے کندھے پر اٹھائے پھرتا رہا اور اس کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس لاش سے کیسے خلاصی حاصل کرے، حتٰی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کوّے کو بھیجا۔ جو زمین کرید رہا تھا، پھر اس نے زمین میں اس مردہ کوّے کو دفن کر دیا۔ تب اس نے کہا ہائے افسوس میں اس کوّے جیسا بھی نہیں ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا۔ پس وہ پچھتاوے والوں میں سے ہو گیا۔[۲۱۷]

امام جلال الدین سیوطیؒ بیان کرتے ہیں:

حضرت ابنِ عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو کوّے بھیجے جو آپس میں لڑ پڑے۔ ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا پھر مارنے والا مرے ہوئے کوّے پر مٹی ڈالنے لگا۔ یہاں تک کہ دوسرے کے جسم کو چھپا دیا تو اس وقت حضرت آدمؑ کے قاتل بیٹے نے کہا: ہائے افسوس کیا میں قاصر رہا اس کوّے کی مانند ہوتا تو اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا۔ قابیل اپنے بھائی کی لاش بوری میں ڈال کر ایک سال تک پھرتا رہا۔ جب قابیل نے کوّے کو دفن کرنے کا طریقہ دیکھا تو اپنے بھائی کی لاش کو دفن کر دیا۔[۲۱۸]

شیخ اسمائیل حقیؒ بیان کرتے ہیں:

مروی ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو اسے چٹیل میدان پر چھوڑ دیا۔ اب اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا کرے، اس لیے کہ دنیا میں یہ بنی آدم میں پہلا مردہ تھا۔ اس پر درندوں کا خوف ہوا کہ کہیں اسے پھاڑ کر نہ کھا جائیں۔ اس نے ایک مشکیزہ میں بند کر کے پیٹھ پر رکھ لیا اور اسے چالیس یوم یا چالیس سال تک پھرتا رہا یہاں تک کہ تھک گیا پرندے درندے اس انتظار میں تھے کہ وہ کب اسے نیچے پھینکتا ہے کہ ہماری عضاء بنے۔ اللہ تعالیٰ نے دو کوّے بھیجے اور اس کے سامنے آکر لڑنے لگے ایک نے دوسرے پر حملہ کر کے مار ڈالا اور پھر زمین میں گڑھا کھود کر اسے زمین میں دُبا دیا۔ قابیل یہ سارا معاجرہ دیکھ رہا تھا اس نے کہا ہائے ہائے۔ یہ کلمہ جزع اور حسرت کے وقت بولا جاتا ہے۔ اب معنی یہ ہے کہ اے میری حسرت حاضر ہو اب تیری حاضری کا وقت ہے۔ اگرچہ نِدا اسے یہ مطلوب ہوتا ہے کہ اسے نِدا

---

[۲۱۶] قرطبی، تفسیرِ قرطبی، ۳/ ۵۴۹

[۲۱۷] غلام رسول سعیدیؒ، تبیان القرآن، ۳/ ۱۵۷-۱۵۸

[۲۱۸] سیوطیؒ، تفسیر درِ منثور، ۲ / ۷۵۸- ۷۵۹

کی جائے جس میں متوجہ ہونے کی صلاحیت ہو۔ گویا وہ اپنے اوپر تعجب کر رہا تھا کہ میں اس سے بھی گیا گزرا ہوں۔ کہ اسے تو یہ کام آتا ہے اور میں اس سے بے خبر ہوں۔ پس وہ اپنے بھائی کو قتل کر کے نادم ہوا۔ مگر اس کی یہ ندامت توبہ کے طور پر نہ تھی اس لیے اس نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا۔[219]

مولانا ادریس کاندھلویؒ بیان کرتے ہیں:

چونکہ اس سے پہلے کوئی انسان مرا نہ تھا اس لیے قتل کے بعد اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ لاش کا کیا کرے۔ جس سے یہ راز پوشیدہ رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک کوّے کو بھیجا جو زمین کُرید رہا تھا کہ از مین کھود کر اس میں ایک مرے ہوئے کوّے کو دھکیل کر اس پر مٹی ڈال رہا تھا تاکہ اللہ تعالیٰ اس کوّے کے ذریعے سے قابیل کو یہ دکھادے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح چھپائے۔ اہلِ اخبار کا بیان ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو ایک عرصہ تک اس کی لاش کو اپنی پُشت پر لادے پھرتا رہا۔ کیونکہ یہ پہلی موت تھی جو روئے زمین پر واقع ہوئی تھی اور اس وقت تک میت کے چھپانے کا کوئی طریقہ معلوم نہ تھا آخر اللہ تعالیٰ نے دو کوّے بھیجے جو آپس میں لڑے تو ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا پھر قاتل کوّے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کُرید کر اس میں گڑھا بنایا اور مقتول کوّے کو اس میں ڈال کر مٹی سے چھپایا۔ قابیل نے یہ تمام کیفیت دیکھی اور اس کوّے سے دفن کا طریقہ سیکھا اور اپنی حالت پر سخت ندامت ہوئی۔ شرمندہ ہو کر کہنے لگا ہائے میری زامت مجھ سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ میں اس کوّے ہی جیسا ہو جاتا۔ کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا۔ پس وہ پشیمانوں میں سے ہو گیا کہ ہائے کوّے کے برابر بھی مجھے عقل نہ آئی۔ ف جاننا چاہیے کہ یہ ندامت اور پشیمانی توبہ کی ندامت نہ تھی جو ندامت خدا کے خوف سے ہو وہ توبہ ہے اور جو ندامت اور پریشانی اور پشیمانی دنیا کی ذلّت کے ڈر سے ہو وہ ایک امرِ طبعی ہے وہ شریعی توبہ نہیں ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ دنیا میں کوئی نفس ظلماً قتل نہیں کیا جاتا مگر آدمؑ کے پسرِ اوّل پر اس کے خون کا ایک حصہ ہوتا ہے کیونکہ سب سے پہلے ظلماً قتل کا طریقہ اسی نے نکالا۔[220]

عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفیؒ بیان کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ایک کوّے کو بھیجا کہ وہ اس کو دکھائے کہ وہ کس طرح اپنے بھائی کی لاش کو چھپائے۔سَوءَۃَ کا معنی وہ چیز جس کا کھولنا جائز نہیں یعنی ستر۔ روایت میں ہے کہ سب سے پہلا مقتول زمین پر بنی آدم میں یہی تھا۔ جب اس کو قتل کر دیا تو چٹیل میدان میں چھوڑ دیا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اس کا کیا کرے۔ پس اس کو خطرہ ہوا کہ اس کو درندے پھاڑ دیں گے۔ پس ایک تھیلے میں ڈال کر اپنی پُشت پر ایک

---

[219] مترجم، فیض احمد اویسی، اردو ترجمہ، روح البیان، ۲۰۶-۲۰۷

[220] کاندھلویؒ، معارف القرآن، ۲ / ۴۸۶

سال تک اٹھائے پھرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس سے بدبو پیدا ہو گئی اس پر پرندوں نے ہجوم کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے دو کوّے بھیجے جو لڑ پڑے اور ایک نے دوسرے کو مار دیا۔ اور اپنی چونچ اور پنجوں سے دوسرے کوّے کے لیے گڑھا کھودا پھر اس کو اس میں ڈال دیا۔ پس اس وقت قابیل کہہ رہا تھا افسوس میری حالت پر کیا میں اس کوّے سے بھی زیادہ گیا گزرا ہوں اور اس کوّے کے برابر بھی نہ ہو سکا اور چھپا سکتا اپنے بھائی کی لاش کو۔ پس وہ شرمندہ ہونے والوں میں سے ہو گیا۔ اس کے قتل پر کیونکہ اس کے اٹھائے پھرنے نے اسے تھکا دیا اور وہ اس کے بارے میں شدید پریشانی میں مبتلا ہوا۔ مگر یہ شرمندگی توبہ کرنے والوں جیسی نہیں تھی۔ یا ندامت فقط ہماری شریعت میں توبہ ہے۔ ان کی شریعت میں نہ تھی۔ یا اس کے اٹھائے رہنے پر شرمندہ ہوا نہ کہ اس کے قتل پر۔ اور آیت میں ہے کہ جب اس نے اسے قتل کیا اس کا جسم سیاہ ہو گیا حالانکہ اس کا رنگ سفید تھا۔ حضرت آدمؑ نے اس سے اس کے بھائی کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگا میں اس پر نگران نہ تھا۔ حضرت آدمؑ نے فرمایا تو نے اسے قتل کر دیا ہے اسی لیے تیرا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے۔ پس سیاہ لوگ اس ہی کی اولاد میں سے ہیں۔[221]

مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ بیان کرتے ہیں:

وہ اس گناہ کے سبب خود ہی ٹوٹے میں پڑا ہوا کہ اسے کچھ نہ سوجھتا تھا کہ اس مردے کی لاش سے کیا کرے۔ پھر خدا نے ایک کوّے کو بھیجا جس کے منہ میں ایک مرا ہوا کوّا تھا۔ وہ زمین کو کُرید نے لگا تاکہ اسے بھائی کی لاش کا چھپانا سکھائے۔ اسے بھی سمجھ آ گئی۔ حسرت سے بولا ہائے میری کم بختی میں اس کوّے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ گڑھا نکال کر اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دوں۔ پس وہ کوّے کی ہمدردی اور اپنی سنگ دلی دیکھ کر سخت نادم ہوا۔[222]

واقعہ ہابیل اور قابیل کے بارے میں مفسرینِ قرآن نے اپنی کتبِ تفاسیر میں مفصل بحث کی ہے۔ جس سے کہ اس واقعہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

---

[221] مولانا شمس الدین، تفسیر مدارک (اردو)، ا / ۷۵۱-۷۵۲

[222] امر تسریؒ، تفسیرِ ثنائی، ا / ۳۵۶

فصل سوم:

بائبل کے حوالے سے تعارف

فصل سوئم:

بائبل کے حوالے سے تعارف

اگر ہم ہابیل اور قابیل کے واقعہ کو بائبل کے بیانات میں دیکھیں تو پیدائش، باب ۴ میں ہمیں اس واقعہ کے بارے میں تفصیل نظر آتی ہے کہ یہ واقعہ کیسے رونما ہوا جس سے اس واقعہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بائبل میں قائن اور ہابل کا ذکر:

بائبل میں بیان ہوتا ہے:

Adam made love to his wife Eve, and she became pregnant and gave birth to Cain. She said, "With the help of the LORD I have brought forth a man."[۲۲۳]

ترجمہ: آدم حوا سے ہم بستر ہوا تو اُن کا پہلا بیٹا قابیل پیدا ہوا۔ حوا نے کہا، "رب کی مدد سے مَیں نے ایک مرد حاصل کیا ہے۔"[۲۲۴]

Later she gave birth to his brother Abel. Now Abel kept flocks, and Cain worked the soil.[۲۲۵]

ترجمہ: بعد میں قابیل کا بھائی ہابیل پیدا ہوا۔ ہابیل بھیڑ بکریوں کا چرواہا بن گیا جبکہ قابیل کھیتی باڑی کرنے لگا۔[۲۲۶]

In the course of time Cain brought some of the fruits of the soil as an offering to the LORD.[۲۲۷]

ترجمہ: کچھ دیر کے بعد قابیل نے رب کو اپنی فصلوں میں سے کچھ پیش کیا۔[۲۲۸]

---

[۲۲۳] Genesis , ٤ : ١

[۲۲۴] پیدائش، ۴: ۱

[۲۲۵] Ibid , ٤ : ٢

[۲۲۶] ایضاً، ۴: ۲

[۲۲۷] Ibid , ٤ : ٣

[۲۲۸] ایضاً، ۴: ۳

And Abel also brought an offering—fat portions from some of the firstborn of his flock. The LORD looked with favor on Abel and his offering,[٢٢٩]

ترجمہ: ہابیل نے بھی نذرانہ پیش کیا، لیکن اُس نے اپنی بھیڑ بکریوں کے کچھ پہلوٹھے اُن کی چربی سمیت چڑھائے۔ ہابیل کا نذرانہ رب کو پسند آیا،[۲۳۰]

But on Cain and his offering he did not look with favor. So Cain was very angry, and his face was downcast.[٢٣١]

ترجمہ: مگر قابیل کا نذرانہ منظور نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر قابیل بڑے غصے میں آ گیا، اور اُس کا منہ بگڑ گیا۔[۲۳۲]

Then the LORD said to Cain, "Why are you angry? Why is your face downcast? [٢٣٣]

ترجمہ: رب نے پوچھا، "تُو غصے میں کیوں آ گیا ہے؟ تیرا منہ کیوں لٹکا ہوا ہے؟ [۲۳۴]

If you do what is right, will you not be accepted? But if you do not do what is right, sin is crouching at your door; it desires to have you, but you must rule over it."[٢٣٥]

ترجمہ: کیا اگر تُو اچھی نیت رکھتا ہے تو اپنی نظر اُٹھا کر میری طرف نہیں دیکھ سکے گا؟ لیکن اگر اچھی نیت نہیں رکھتا تو خبردار! گناہ دروازے پر دبکا بیٹھا ہے اور تجھے چاہتا ہے۔ لیکن تیرا فرض ہے کہ اُس پر غالب آئے۔" [۲۳۶]

---

٢٢٩ Ibid , ٤ : ٤

۲۳۰ پیدائش، ۴: ۴

٢٣١ Genesis , ٤ : ٥

۲۳۲ ایضاً، ۴: ۵

٢٣٣ Ibid , ٤ : ٦

۲۳۴ ایضاً، ۴: ۶

٢٣٥ Ibid , ٤ : ٧

۲۳۶ ایضاً، ۴: ۷

Now Cain said to his brother Abel, “Let’s go out to the field.” While they were in the field, Cain attacked his brother Abel and killed him.[٢٣٧]

ترجمہ: ایک دن قابیل نے اپنے بھائی سے کہا، ”آؤ، ہم باہر کھلے میدان میں چلیں۔“ اور جب وہ کھلے میدان میں تھے تو قابیل نے اپنے بھائی ہابیل پر حملہ کر کے اُسے مار ڈالا۔[۲۳۸]

Then the LORD said to Cain, “Where is your brother Abel? “I don’t know,” he replied. “Am I my brother’s keeper?”[٢٣٩]

ترجمہ: تب رب نے قابیل سے پوچھا، ”تیرا بھائی ہابیل کہاں ہے؟“ قابیل نے جواب دیا، ”مجھے کیا پتا! کیا اپنے بھائی کی دیکھ بھال کرنا میری ذمہ داری ہے؟“ [۲۴۰]

The LORD said, “What have you done? Listen! Your brother’s blood cries out to me from the ground. [٢٤١]

ترجمہ: رب نے کہا، ”تُو نے کیا کِیا ہے؟ تیرے بھائی کا خون زمین میں سے پکار کر مجھ سے فریاد کر رہا ہے۔ [۲۴۲]

Now you are under a curse and driven from the ground, which opened its mouth to receive your brother’s blood from your hand.[٢٤٣]

ترجمہ: اِس لئے تجھ پر لعنت ہے اور زمین نے تجھے رد کیا ہے، کیونکہ زمین کو منہ کھول کر تیرے ہاتھ سے قتل کئے ہوئے بھائی کا خون پینا پڑا۔ [۲۴۴]

When you work the ground, it will no longer yield its crops for you. You will be a restless wanderer on the earth.”[٢٤٥]

---

[٢٣٧] Ibid , ٤ : ٨

[٢٣٨] ایضاً، ۴ : ۸

[٢٣٩] Genesis, ٤ : ٩

[٢٤٠] پیدائش، ۴ : ۹

[٢٤١] Ibid , ٤: ١٠

[٢٤٢] ایضاً، ۴ : ۱۰

[٢٤٣] Ibid , ٤ : ١١

[٢٤٤] ایضاً، ۴ : ۱۱

ترجمہ: اب سے جب تُو کھیتی باڑی کرے گا تو زمین اپنی پیداوار دینے سے انکار کرے گی۔ تُو مفرور ہو کر مارا مارا پھرے گا۔" [۲۴۶]

Cain said to the LORD, "My punishment is more than I can bear.[٢٤٧]

ترجمہ: قابیل نے کہا، "میری سزا نہایت سخت ہے۔ مَیں اِسے برداشت نہیں کر پاؤں گا۔[۲۴۸]

Today you are driving me from the land, and I will be hidden from your presence; I will be a restless wanderer on the earth, and whoever finds me will kill me."[٢٤٩]

ترجمہ: آج تُو مجھے زمین کی سطح سے بھگا رہا ہے اور مجھے تیرے حضور سے بھی چھپ جانا ہے۔ مَیں مفرور کی حیثیت سے مارا مارا پھرتا رہوں گا، اِس لئے جس کو بھی پتا چلے گا کہ مَیں کہاں ہوں وہ مجھے قتل کر ڈالے گا۔" [۲۵۰]

But the LORD said to him, "Not so; anyone who kills Cain will suffer vengeance seven times over." Then the LORD put a mark on Cain so that no one who found him would kill him.[٢٥١]

ترجمہ: لیکن رب نے اُس سے کہا، "ہرگز نہیں۔ جو قابیل کو قتل کرے اُس سے سات گُنا بدلہ لیا جائے گا۔" پھر رب نے اُس پر ایک نشان لگایا تا کہ جو بھی قابیل کو دیکھے وہ اُسے قتل نہ کر دے۔[۲۵۲]

---

[٢٤٥] Ibid , ٤ : ١٢

[۲۴۶] ایضاً، ۴ : ۱۲

[٢٤٧] Ibid , ٤ : ١٣

[۲۴۸] ایضاً، ۴: ۱۳

[٢٤٩] Genesis, ٤:١٤

[۲۵۰] پیدائش، ۴ : ۱۴

[٢٥١] Ibid , ٤: ١٥

[۲۵۲] ایضاً، ۴ : ۱۵

فصل چہارم:

شارحینِ بائبل کی آراء

فصلِ چہارم:

شارحینِ بائبل کی آراء

واقعہ ہابیل اور قابیل کے بارے میں شارحینِ بائبل نے بائبل کی شروحات میں مفصل بحث کی ہے۔ جس سے کہ اس واقعہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے اس واقعہ کے بارے میں اپنی آراء پیش کی ہیں۔ بائبل میں واقعہ ہابیل اور قابیل کو بیان کیا گیا ہے، جس میں قائن اور ہابل کی پیدائش، نام اور پیشے، ان کا مذہب، ہابلؔ اور قائن کا خدا کو ہدیہ دینا، ہابلؔ کی قربانی کا افضل اور مقبول ہونا، قائن کی قربانی کا رد ہونا، خدا کا قائن سے جواب طلب کرنا، قائن کا اپنے بھائی ہابلؔ کو قتل کرنا، قائن کا مجرم ٹھہرایا جانا، قائن کے جرم کا ثبوت، سزا کا سُنایا جانا، سزا کے خلاف شکایت، سزا کے حکم کی توثیق۔ ان تمام تر چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔

قائن اور ہابل کی پیدائش:

بائبل میں قائن اور ہابل کی پیدائش کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ پیدائش باب ۴ میں اس کی تفصیل بتائی گئی ہے:

Adam made love to his wife Eve, and she became pregnant and gave birth to Cain. She said, "With the help of the LORD I have brought forth a man."[۲۵۳]

ترجمہ: آدم حوا سے ہم بستر ہوا تو اُن کا پہلا بیٹا قابیل پیدا ہوا۔ حوا نے کہا، "رب کی مدد سے مَیں نے ایک مرد حاصل کیا ہے۔"[۲۵۴]

According to the Encyclopedia of Religion:

The first two sons of Adam and Eve, the progenitors of the race according to the Bible, after their banishment from the garden of Eden. Cain, the elder was a farmer; Abel was a shepherd. The Biblical text jumps from their birth to a later episode when both made offerings to the Lord: Cain presented a meal offering of his fruits and grains, while Abel offered up the firstlings of his sheep. The offering of Cain was rejected by the Lord, and that of Abel was accepted. Cain's despondency led to a divine caution to resist the temptation to sin; presumably this refers to the jealous urges and hostile

[۲۵۳] Genesis, ٤ : ١

[۲۵۴] پیدائش، ۴: ۱

resentments Cain felt. But the elder brother was overwrought and killed his brother in the field. [٢٥٥]

The new Encyclopedia of Britannica:

Cain, in the old testament, first-born son of Adam and Eve who murdered his brother Abel. Cain, a farmer, became enraged when the Lord accepted the offering of his brother Abel, a shepherd, in preference to his own. He murdered Abel and was banished by the Lord from the settled country. Cain feared that in his exile he could be killed by anyone, so the Lord gave him a sign for his protection and a promise that if he was killed, he would be avenged sevenfold. [٢٥٦]

Abel, in the old testament, second son of Adam and Eve. A shepherd, he offered the firstborn of his flock to the Lord. His brother Cain, in a jealous rage, killed him, and thus the " First murder" was committed. Cain then became a fugitive because his brother's innocent blood, spilled on the soil and unavenged, put a curse on him. In the new testament the blood of Abel is cited as an example of the vengeance of violated innocence. [٢٥٧]

میتھیو ہینری (Methew Henry):

آدم اور حوا کے بہت بیٹے اور بہت بیٹیاں تھیں۔ لیکن قائن اور ہابلؔ دو سب سے بڑے تھے۔

پہلے دو بیٹوں کے نام:

ا۔ **قائن کا معنی:** قائن کا مطلب ہے "ملکیت" (حاصل کرنا)۔ اس کی پیدائش پر حوا نے خوشی، شکر گزاری اور بڑی توقع سے کہا کہ: "مجھے خداوند سے ایک مرد ملا۔ خاندانوں کی تعمیر میں خداوند کو تسلیم کیا جانا چاہیئے۔ جب ہم سمجھتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ سے ملے ہیں تو ہماری تسلی دُگنی ہو جاتی ہے اور اس کی تقدیس ہو جاتی ہے۔ کیونکہ خدا اپنے ہاتھوں کے کاموں اور بخششوں سے کبھی دست بردار نہ ہو گا

---

[٢٥٥] Mircea Eliade, Encyclopedia of Religion, New York: Macmillan publishing company, ١٩٨٧,v, ٣/ p, ٢

[٢٥٦] Encyclopedia Britannica, inc ,The new Encyclopedia Britannica, Chicago: Encyclopedia Britannica,inc,١٩٧٤,v ٢,p,٤٤٠

[٢٥٧] Ibid, p , ١٧

۲۔ہابل کا معنی: ہابل کا مطلب ہے "بطلان"۔ حوا نے سوچا کہ قائن میں مجھے موعودہ نسل مل گئی ہے اور وہ اس ملکیت میں ایسی مگن ہوئی کہ دوسرا بیٹا اس کو بطلان معلوم ہوا۔[۲۵۸]

جوزف اے (Joseph.A):

بھائیوں کا جنم "وہ اس کے پاس گیا" اس لفظ کے لیے جو ابرانی لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کا مغوی معنی "جاننا" کے ہیں جو ٹھوس تجربے کو بیان کرتا ہے اور جنسی ملاپ کا اظہار کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے "مجھے خداوند کی مدد سے ایک بیٹا حاصل ہوا" خداوند کی طرف سے عطاکردہ تخلیقی قوت پر حوا خوشی کا اظہار کرتی ہے۔ "قائن" کے نام میں معنوں کا کھیل ہے۔ "میں نے قائن حاصل کیا" یہاں اس کے معنی تخلیق کرنے، جنم دینے اور پیدا کرنے کے ہیں۔[۲۵۹]

According to John Wesley:

The birth of a child introduces the narrative of Cain's murder of Abel. Life is different outside Eden. Conception and birth are marked by the changes signaled in God's list of punishment.[۲٦۰]

ولیم میکڈونلڈ لکھتا ہے:

آدم اپنی بیوی حوا کے پاس گیا کا مطلب ہے کہ اس سے مباشرت کی۔ جب قائن پیدا ہوا تو آدم نے تسلیم کیا کہ اس کی پیدائش صرف اور صرف خدا کی توفیق کی وجہ سے ہے۔ قائن "حاصل کیا گیا" نام رکھنے سے حوا کا یہ خیال مُراد ہو گا کہ اس نے موعودہ نسل کو جنم دیا۔"[۲٦۱]

قائن اور ہابل کے پیشے:

Later she gave birth to his brother Abel. Now Abel kept flocks, and Cain worked the soil.[۲٦۲]

---

[۲۵۸] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، لاہور: چرچ فاؤنڈیشن سیمینار، ۲۰۰۲، ا / ۲۸

[۲۵۹] مترجم، ایسٹر امتیاز اللہ، اسفارِ خمسہ کا تعارف اور تکوین، لاہور: مکتبہ عناویم، بائبل کمیشن، ستمبر ۲۰۱۲ء، ا / ۵٦

[۲٦۰] John Wesley, one volume commentary , edited , keneeth j .ollins and Robert w. wall, USA: Abingdon Press,۲۰۲۰, p,۸

[۲٦۱] ولیم میکڈونلڈ، تفسیر الکتاب پیدائش تا استثناء، مترجم، سموئیل، لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، ۲۰۱۸، ا / ۳٦

[۲٦۲]Genesis, ٤ : ۲

ترجمہ: بعد میں قابیل کا بھائی ہابیل پیدا ہوا۔ ہابیل بھیڑ بکریوں کا چرواہا بن گیا جبکہ قابیل کھیتی باڑی کرنے لگا۔[۲۶۳]

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

دونوں کو بلاہٹ تھی۔ خدا نے ان کے باپ کو بے گناہی کی حالت میں بلاہٹ دی تھی اور اس نے ان کو بھی بلاہٹ دی۔ یہ خدا کی مرضی ہے کہ اس دنیا میں ہم میں سے ہر شخص کچھ نہ کچھ کرے۔ والدین کا فرض ہے کہ بچوں کی کسی نہ کسی کاروبار کے لیے پرورش کریں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ان کو ایک بائبل اور ایک پیشہ دیجئے اور خدا ان کے ساتھ ہوگا۔ ان کے پیشے فرق فرق تھے تاکہ جب موقع ہو تو چیزوں کے ساتھ تجارت اور تبادلہ کر سکیں۔ ان کے پیشوں کا تعلق اور ان کے باپ کی بلاہٹ یعنی اس کا پیشہ کاشت کاری تھا۔ ہابلؔ اگرچہ چھوٹا تھا مگر وہ اس پیشے میں پہلے داخل ہوا اور غالباً اس کے نمونہ سے قائن کو بھی کشش ہوئی۔ ہابلؔ نے اس پیشے کا انتخاب کیا جو سوچ بچار اور عبادت گزاری میں معاون تھا۔ کیونکہ ان کے لیے چوپانی زندگی کو بہت ساز گار سمجھا جاتا تھا۔[۲۶۴]

According to John Wesley:

The occupation of Cain and Abel, farmer and shepherd. [٢٦٥]

جوزف اے لکھتا ہے:

پھر اس نے ہابلؔ کو جنم دیا: بائبل میں مرقوم کہانیوں میں اکثر چھوٹے بھائی کو بڑے بھائی پر ترجیح دینے کا رجحان اور رواج پایا جاتا ہے۔ ہابیلؔ کے نام کی اہمیت جتانے کے لیے قائن کے نام کی طرح کسی دو معنویت کی ضرورت نہیں۔ سانس (عارضی)۔ دَم کے معنی واضح ہیں۔[۲۶۶]

ہابلؔ اور قائن کا خداوند کو ہدیہ دینا:

In the course of time Cain brought some of the fruits of the soil as an offering to the LORD.[٢٦٧]

ترجمہ: کچھ دیر کے بعد قابیل نے رب کو اپنی فصلوں میں سے کچھ پیش کیا۔[۲۶۸]

---

[٢٦٣] پیدائش، ۴: ۲

[٢٦٤] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ۱ / ۲۸

[٢٦٥] John Wesley, one volume commentary , edited , keneeth j .ollins and Robert w. wall ,P, ٨

[٢٦٦] مترجم، ایستر امتیاز اللہ، اسفارِ خمسہ کا تعارف اور تکوین، ۱ / ۵۶

[٢٦٧] Genesis, ٤ : ٣

And Abel also brought an offering—fat portions from some of the firstborn of his flock. The LORD looked with favor on Abel and his offering,[٢٦٩]

ترجمہ: ہابیل نے بھی نذرانہ پیش کیا، لیکن اُس نے اپنی بھیڑ بکریوں کے کچھ پہلوٹھے اُن کی چربی سمیت چڑھائے۔ ہابیل کا نذرانہ رب کو پسند آیا،[٢٧٠]

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

قائن اور ہابلؔ لا مذہبی ولولہ: چند روز کے بعد یوں ہوا کہ قائن اور ہابلؔ خداوند کے واسطے اپنے اپنے ہدیے لائے۔ یہ ہدیہ وہ آدم کے پاس لائے کیونکہ وہ خاندانوں کا کاہن تھا۔ اس طرح خدا وعدہ پر آدم کے ایمان اور انسدادی، اصلاحی قانون کی فرمانبرداری کو آزمانا چاہتا تھا۔ خدا کی عبادت کرنا کوئی انوکھی اختراع نہیں بلکہ نہایت قدیم دستور ہے۔ جو کہ ابتداء سے تھا یہ پرانی راہ ہے۔ مذہب کی ظاہری رسومات کی ادائیگی میں ریاکار اور شریر افراد بھی اتنا ہی حصہ لیتے ہیں جتنا کہ خدا کے بہترین لوگ۔ قائن بھی ہابلؔ کے ساتھ ہدیہ لایا گویا وہ دونوں میں سے زیادہ منظورِ نظر تھا۔[٢٧١]

ولیم میکڈونلڈ بیان کرتا ہے:

چند روز کے بعد کا دورانیہ دنیا کی آبادی کی خاطر خواہ ترقی کو ظاہر کرتا ہے۔ لازماً کسی وقت قائن اور ہابلؔ کو یہ تعلیم دی گئی ہو گی کہ گنہگار انسان پاک خدا تک رسائی قربانی کے لہو کے باعث ہی حاصل کر سکتا ہے۔ قائن نے اس مکاشفے کو رد کر دیا۔ اور بغیر خون کے پھلوں اور سبزیوں کا ہدیہ لایا۔[٢٧٢]

مورسؔ بلینکارڈ (Moriss Blankard):

---

[٢٦٨] پیدائش، ۴: ۳

[٢٦٩] Ibid , ٤ : ٤

[٢٧٠] ایضاً، ۴: ۴

[٢٧١] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ۱/ ۲۸

[٢٧٢] ولیم میکڈونلڈ، تفسیر الکتاب پیدائش تا استثناء، مترجم، سموئیل، ۱ / ۳۶

آدم کا عظیم گناہ یہ تھا کہ اس نے خدا کی مرضی کے خلاف اپنے ہی بل بوتے پر اپنی بھلائی کا بندوبست کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے یقین نہ کیا کہ خدا تو اس کی اعلیٰ ترین بھلائی کا خواہاں ہے۔ خدا پر عدم اعتماد یہ ساری نافرمانی کی جڑ ہے۔ انسان کا سب سے بڑا گناہ یہی ہے کہ وہ خدا کے ارادے اور اس کی ذات پر اعتماد نہیں کرتا۔ آدم کے بیٹے قائن نے بھی باپ کے اسی گناہ کا ارادہ کیا۔ خدا نے مقرر کر دیا تھا کہ قربانی لے کر اس کے پاس آئیں تا کہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ چند روز کے بعد یوں ہوا کہ قائن اپنے کھیت کا پھل خداوند کے واسطے لایا۔[۲۷۳]

ہابلؑ کی قربانی کا افضل اور مقبول ہونا:

And Abel also brought an offering—fat portions from some of the firstborn of his flock. The LORD looked with favor on Abel and his offering,[٢٧٤]

ترجمہ: ہابیل نے بھی نذرانہ پیش کیا، لیکن اُس نے اپنی بھیڑ بکریوں کے کچھ پہلوٹھے اُن کی چربی سمیت چڑھائے۔ ہابیل کا نذرانہ رب کو پسند آیا،[۲۷۵]

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

قائن اپنے کھیت کا ہدیہ لایا یعنی جو کچھ اس کے ہاتھ لگا جس کی اسے ضرورت نہ تھی۔ لیکن ہابلؑ اپنے ہدیہ کے انتخاب میں محتاط تھا۔ وہ لنگڑے، دُبلے اور بیکار جانور نہیں بلکہ اپنی بھیڑ بکریوں کے پہلوٹھے بچوں کا ہدیہ لایا۔ یعنی جو اس کے پاس بہترین چیز تھی۔ اور کچھ ان کی چربی یعنی بہترین چیز کا ہدیہ۔ ہابلؑ راست باز شخص تھا اس کو راست باز کہا گیا ہے۔ اس کا دل کھرا اور زندگی دیندارانہ خدا اس کی قدر کرتا تھا کہ وہ پاک شخص تھا اس لیے اس کے ہدیہ کی قدر ہوئی کہ یہ پاک ہدیہ ہے۔ سب سے بڑا فرق یہ تھا کہ ہابلؑ نے ایمان کے ساتھ ہدیہ پیش کیا جب کہ قائن نے ایسا نہیں کیا۔ ہابلؑ نے خدا کی مرضی پر اپنی نظر رکھی اور اس کو اپنا قانون مانا۔[۲۷۶]

بائبل کے عہد نامہ جدید میں بیان ہوتا ہے:

---

[۲۷۳] مورس بلینکارڈ، بائبل کی تفسیر پیدائش تا گنتی، مترجم، جیکب سموئیل، لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، ۲۰۱۴، ۱/ ۲۰-۲۱

[٢٧٤] Genesis, ٤ : ٤

[۲۷۵] پیدائش، ۴: ۴

[۲۷۶] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ۱/ ۲۹

ہابلؑ نے قائن سے افضل قربانی دی۔[277]

جوزف اے لکھتا ہے:

پہلوٹھی اور موٹی بکریوں سے چُناؤ۔ زیادہ مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ ہابیل کا ہدیہ زیادہ احتیاط سے منتخب کیا گیا تھا جب کہ قابیل نے ایسانہ کیا تاہم خاص توجہ خداوند کی ناقابلِ بیان قبولیت پر دی گئی۔ جس کے باعث اس کے ایک کی قربانی قبول کی اور دوسرے کی قربانی کو رد کیا۔[278]

ولیم میکڈونلڈ لکھتا ہے:

ہابلؑ خدا کے فرمان پر ایمان لایا اور جانوروں کی قربانی پیش کی۔ اور یوں ایمان سے خدا کی راست بازی کو حاصل کیا۔ وہ اپنی بھیڑ بکریوں کے پہلوٹھے لایا۔ اس کا اعتقاد تھا کہ خداوند کو سب سے اعلیٰ شے پیش کی جائے۔ ہابلؑ کی قربانی خدا کے برے کی فدیے کی موت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس برے کی طرف جو ساری دنیا کے گناہوں کو اٹھالے جاتا ہے۔[279]

مورس بلینکارڈ لکھتا ہے :

ہابلؑ جانوروں کی قربانی لایا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قائن سمجھتا تھا کہ جو کچھ خدا نے مجھے دیا ہے میں اس کا مختار ہوں اور ہابلؑ سمجھتا تھا کہ مختار ہونے کے ساتھ ساتھ میں گنہگار ہوں۔ اور مجھے کفارے کی ضرورت ہے۔[280]

قائن کی قربانی کا رد ہونا:

But on Cain and his offering he did not look with favor. So Cain was very angry, and his face was downcast.[281]

ترجمہ: مگر قابیل کا نذرانہ منظور نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر قابیل بڑے غصے میں آ گیا، اور اُس کا منہ بگڑ گیا۔[282]

---

[277] کتابِ مقدس، عبرانیوں، ۱۱ : ۴

[278] مترجم، ایسٹر امتیاز اللہ، اسفار خمسہ اور تکوین، ۱/ ۵۶-۵۷

[279] مترجم، سموئیل، تفسیر الکتاب پیدائش تا استثناء، ۱/ ۳۶

[280] مترجم، جیکب سموئیل، بائبل کی تفسیر پیدائش تا گنتی، ۱ / ۲۱

[281] Genesis , ٤ : ٥

[282] پیدائش، ۴: ۵

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

قائن شریر تھا اس لیے اس کا ہدیہ باطل ہدیہ تھا۔ خدا کے ہاں قائن کے عمل کی کوئی قدر نہ تھی۔ چنانچہ اس کے ہدیہ کی بھی کوئی قدر نہ تھی۔ قائن نے جو کچھ کیا صرف ساتھ نبھانے کو کیا ایمان سے نہیں کیا۔ صرف اپنی عزت بچانے کو کیا۔ اس لیے یہ اس کے لیے گناہ شمار کیا گیا۔

قائن کا غصہ:

اس بات پر کہ خدا نے اس کی اور ہابلؑ کی قربانی میں فرق کیا۔

خدا کے ساتھ اس کی دُشمنی:

اس کو اپنی ریاکاری اور بے دینی کے باعث خود اپنے اوپر غضب ناک ہونا چاہیئے تھا جس کی وجہ سے وہ خدا کو مقبول نہ ہوا۔

اپنے بھائی سے حسد:

قائن نے اس (ہابلؑ) کو اپنا دشمن جانا اور اس سے حسد کرنے لگا۔[٢٨٣]

مورس بلینکارڈ لکھتا ہے:

قابیل کی بنیاد ہی بری تھی وہ خیال کرتا تھا کہ خدا کی نعمتوں کا صرف میں مختار ہوں۔ اس نے یہ نہیں سوچا کہ میں گنہگار ہوں۔ اور مجھے خدا کی معافی کی حاجت ہے۔ اس کی طبیعت اور کردار میں ایک مذہبی عنصر نظر آتا ہے وہ خدا کو کچھ پیش کرکے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ میں اس کے لیے کچھ کر رہا ہوں۔ وہ خدا کی پاکیزگی اور اپنے بگاڑ سے بے خبر تھا۔[٢٨٤]

خدا کا قائن سے جواب طلب کرنا:

Then the LORD said to Cain, "Why are you angry? Why is your face downcast? [٢٨٥]

ترجمہ: رب نے پوچھا، "تُو غصے میں کیوں آ گیا ہے؟ تیرا منہ کیوں لٹکا ہوا ہے؟ [٢٨٦]

---

[٢٨٣] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ١ / ٢٩

[٢٨٤] مترجم، جیکب سموئیل، بائبل کی تفسیر پیدائش تا گنتی، ١ / ٢١

[٢٨٥] Genesis, ٤ : ٦

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

یہاں کدا قائن سے بحث کرتا ہے کہ وہ قاتل ہو کہ اس کا غصہ اور بے صبری گناہ ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ اس کی طبیعت بحال ہو۔ اور مزید شرارت رُک جائے۔ خدا قائن ہی کو یہ استفسار کرنے پر لگاتا ہے کہ اس کی بے صبری کی وجہ کیا ہے۔ "تیرا منہ کیوں بگڑا ہوا ہے؟" خدا ہمارے سارے گناہ آلودہ جذبات اور بے صبری پر توجہ دیتا ہے۔ "میں کیوں غضب ناک ہوں؟"۔ کیا کوئی حقیقی راز اور مناسب وجہ ہے؟ میں اتنی جلدی غصے میں کیوں آجاتا ہوں؟۔ قائن کی سوچ کو دوبارہ درست کرنے کے لیے اس پر واضح کیا جاتا ہے۔ اس کے پاس خدا پر غصہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔[٢٨٧]

If you do what is right, will you not be accepted? But if you do not do what is right, sin is crouching at your door; it desires to have you, but you must rule over it."[٢٨٨]

ترجمہ: کیا اگر تُو اچھی نیت رکھتا ہے تو اپنی نظر اُٹھا کر میری طرف نہیں دیکھ سکے گا؟ لیکن اگر اچھی نیت نہیں رکھتا تو خبردار! گناہ دروازے پر دبکا بیٹھا ہے اور تجھے چاہتا ہے۔ لیکن تیرا فرض ہے کہ اُس پر غالب آئے۔" [٢٨٩]

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

خدا قائن کے سامنے زندگی اور برکت رکھتا ہے۔ کہ اگر تو اب بھی بھلا کرے، اپنے گناہ سے توبہ کرے، اپنے دل اور زندگی کی اصلاح کرے اور بہتر طریقے سے اپنی قربانی لائے تو تُو اب بھی مقبول ہوگا۔ تیرا گناہ معاف کیا جائے گا۔ تیری تسلی اور عزت بحال ہوگی اور سب کچھ درست ہو جائے گا۔ خدا اس کے سامنے موت اور ایک لعنت کو رکھتا ہے۔ اگر تو اب بھی بھلا نہ کرے۔ اگر تو اس غیظ و غضب پر قائم رہے اور خدا کے سامنے اپنے آپ کو حلیم کرنے کی بجائے سخت کرے تو "گناہ دروازے پر دبکا بیٹھا ہے "یعنی مزید گناہ"۔ اب جبکہ غصہ تیرے دل میں ہے۔ تو قتل دروازے پر ہے"۔ گناہ اور سزا اتنے قریب قریب ہوتے ہیں کہ عبرانی میں دونوں کے لیے ایک لفظ استعمال ہوا ہے۔ اگر گناہ کو گھر میں پناہ دی جائے تو سزا دروازے پر منتظر رہتی ہے۔ قائن کے پاس اپنے بھائی پر غصہ کرنے کی وجہ نہ تھی۔[٢٩٠]

---

[٢٨٦] پیدائش، ۴: ٦

[٢٨٧] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ۱/ ۲۹-۳۰

[٢٨٨] Genesis, ٤ : ٧

[٢٨٩] پیدائش، ۴ : ۷

[٢٩٠] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ۱/ ۳۰

ولیم میکڈونلڈ لکھتا ہے:

کیونکہ قائن کا حاسدانہ غسصہ قتل کا ابتدائی مرحلہ تھا۔ خدا نے اسے بڑی محبت سے خبردار کیا۔ اگر تُو بھلا کرے تو اپنے غصے اور احساسِ جرم سے آزادی حاصل کر سکے گا۔ اور اگر تو بھلا نہ کرے تو گناہ دروازے پر دبکا بیٹھا ہے۔ یعنی وہ تجھے تباہ و برباد کرنے کے لیے تیار ہے وہ تیرا مشتاق ہے۔ اگر تو بھلا کرے تو کیا تجھے قبول نہیں کیا جائے گا؟ یہاں قربانی کے احسن طریقے سے گزارنے کی طرف اشارہ ہے۔ ہابل نے ایک معقول قربانی کے پیچھے اپنے آپ کو چھپا کر بھلا کیا اور قائن نے بغیر خون کے قربانی دے کر برا کیا۔[۲۹۱]

جوزف اے لکھتا ہے:

اگر تو بھلا کرے تو کیا بھلانہ پائے گا؟ اور اگر تو بدی کرے تو کیا گناہ تیرے دروازے پر موجود نہ ہوگا؟ بلکہ اس کے جذبات تیرے تابع ہوں گے۔ اور تو ان پر غالب ہو گا۔ اس کا ارادہ تیری جانب ہے۔ مگر مالک تو ہی ہے۔ خدا کا افسردہ قائن کو یوں جواب دینا قابلِ سمجھ معلوم ہوتا ہے۔ تمام تر رحم اس حصے کے بارے میں غیر یقینی کا شکار ہیں۔ عین ممکن ہے کہ خدا کا جواب مکمل نہیں۔[۲۹۲]

قائن کا ہابل کو قتل کرنا:

Now Cain said to his brother Abel, "Let's go out to the field." While they were in the field, Cain attacked his brother Abel and killed him.[۲۹۳]

ترجمہ: ایک دن قابیل نے اپنے بھائی سے کہا، "آؤ، ہم باہر کھلے میدان میں چلیں۔" اور جب وہ کھلے میدان میں تھے تو قابیل نے اپنے بھائی ہابیل پر حملہ کر کے اُسے مار ڈالا۔[۲۹۴]

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

اس پر دو زاویوں سے غور ہو سکتا ہے۔ یہ قائن کا گناہ تھا اور یہ نہایت بھیانک گناہ تھا۔ یہ گناہ بہت ہی بڑا تھا۔ اس کے مقابلے میں آدم کا ممنوعہ پھل کھانا بہت ہی معمولی گناہ معلوم ہوتا ہے لیکن اس نے سب سے بڑے گناہ کے لیے دروازے کھول دیئے۔ ہفتاوی ترجمہ کے

---

[۲۹۱] مترجم، سموئیل، تفسیر الکتاب پیدائش تا استثناء، ۱/ ۳۶- ۳۷

[۲۹۲] مترجم، ایستر امتیاز اللہ، اسفارِ خمسہ اور تکوین، ۱ / ۵۶

[۲۹۳] Genesis , ٤ : ٨

[۲۹٤] پیدائش، ۴ : ۸

مطابق قائن نے ہابلؔ سے کہا: "آؤ ہم کھیت میں چلیں "کا مدانی تشریح ترجمہ میں بھی یہ لکھا گیاہے جب ہابلؔ نے سچائی کے حق میں بات کی تو قائن اس پر ٹوٹ پڑا۔ قائن کے گناہ میں کئی باتیں بہت بدترین ہیں۔

۱۔ جس کو اس نے قتل کیا وہ اس کا اصل بھائی تھا۔

۲۔ ایک ایسا بھائی جس نے اس کو کبھی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔

۳۔ موت تو آدم کے گناہ کے وقت سے ہی حکمرانی کر رہی تھی۔ لیکن ہم نہیں پڑھتے کہ اب تک کوئی اس کا شکار ہوا ہو۔

۴۔ سب سے پہلے جو مرا وہ مقدس شخص تھا جو کہ خدا کا محبوب تھا۔

۵۔ سب سے پہلے مرنے والا شخص شہید ہے۔ ہابلؔ کی موت کوئی لعنتی موت نہیں بلکہ اس میں تو تاج ہے۔[۲۹۵]

ولیم میکڈونلڈ لکھتا ہے:

قائن کا حاسدانہ غصہ جلد ہی برے عمل یعنی اپنے بھائی کے قتل میں تبدیل ہو گیا تو ہابلؔ مر گیا۔ وہ اب بھی ہمارے لیے گواہی کا باعث ہے کہ ایمان کی زندگی ہمارے لیے اہمیت کی حامل زندگی ہے۔[۲۹۶]

جوزف اے لکھتا ہے:

آ کھیت کو چلیں، بیان کھیت کا اصل مطلب "شاذونادر استعمال میں آنے والا علاقہ ہے"۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہابلؔ کا قتل سوچا سمجھا منصوبہ تھا، مذکورہ محاورہ غالباً قدیم طرزِ کتابت کے باعث کھو گیا۔[۲۹۷]

قائن کا مجرم ٹھہرایا جانا:

Then the LORD said to Cain, "Where is your brother Abel? "I don't know," he replied. "Am I my brother's keeper?"[۲۹۸]

---

[۲۹۵] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ۱/ ۳۱

[۲۹۶] ولیم میکڈونلڈ، تفسیر الکتاب پیدائش تا استثناء، مترجم، سموئیل، ۱ / ۳۷

[۲۹۷] مترجم، ایستر امتیاز اللہ، اسفارِ خمسہ اور تکوین، ۱/ ۵۷

[۲۹۸] Genesis, ٤ : ٩

ترجمہ: تب رب نے قابیل سے پوچھا، "تیرا بھائی ہابیل کہاں ہے؟" قابیل نے جواب دیا، "مجھے کیا پتا! کیا اپنے بھائی کی دیکھ بھال کرنا میری ذمہ داری ہے؟" [۲۹۹]

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

۱۔ قائن کی پیشی: تب خداوند نے قائن سے کہا کہ تیرا بھائی ہابلؔ کہاں ہے؟ خداوند نے اس لیے پوچھا کہ اس سے جرم کا اقرار کروایا جائے۔

۲۔ قائن کا جواب دعویٰ: اس طرح قائن نے اپنے آپ کو بے قصور قرار دیا اور اپنے گناہ میں بغاوت کا اضافہ کیا۔ وہ قتلِ عمد کو دیدہ دانستہ جھوٹ سے چھپانے کی کوشش کرتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ چنانچہ قائن کی صورت میں ابلیس شروع ہی سے قاتل اور جھوٹا ہے۔ قائن بڑی بے حیائی سے اپنے مصنف پر بیوقوفی اور بے انصافی کا الزام لگاتا ہے۔ کیونکہ وہ پوچھتا ہے کہ کیا میں اپنے بھائی کا محافظ ہوں؟ اس کو خاکسار بن کر یہ کہنا چاہیئے تھا کہ کیا میں اپنے بھائی کا قاتل نہیں ہوں؟ بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ وہ ساری بات پلٹ کر خدا اور اس کی پروردگاری پر ڈال دیتا ہے۔ گویا کہہ رہا ہے کہ کیا تو اس کا محافظ نہیں ہے۔ [۳۰۰]

جوزف اے لکھتا ہے:

خداوند قائن سے پوچھتا ہے اور قائن ہابلؔ کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کرتا ہے۔ [۳۰۱]

قائن کے جرم کا ثبوت:

The LORD said, "What have you done? Listen! Your brother's blood cries out to me from the ground. [۳۰۲]

ترجمہ: رب نے کہا، "تُو نے کیا کِیا ہے؟ تیرے بھائی کا خون زمین میں سے پکار کر مجھ سے فریاد کر رہا ہے۔ [۳۰۳]

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

---

[۲۹۹] پیدائش، ۴: ۹

[۳۰۰] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ۱/ ۳۱

[۳۰۱] مترجم، ایستر امتیاز اللہ، اسفارِ خمسہ اور تکوین، ۱/ ۵۷

[۳۰۲] Genesis, ٤: ١٠

[۳۰۳] پیدائش، ۴: ۱۰

تیرے خلاف ثبوت بالکل صاف اور ناقابلِ تردید ہے۔ تیرے بھائی کا خون پکار تاہ قتل ایک پکارنے والا گناہ ہے۔ کوئی اور گناہ اتنا نہیں پکار تا۔ صبر سے دُکھ اٹھانے والے نے معافی کے لیے پکارا۔ اے باپ ان کو معاف کر۔ لیکن ان کا خون انتقام کے لیے پکار تا ہے۔[304]

جوزف اے لکھتا ہے:

"تیرے بھائی کے خون کی آواز مجھے زمین سے پکارتی ہے اس لیے اب تو زمین پر لعنتی ہوا"[305]

سزا کا سُنایا جانا:

Now you are under a curse and driven from the ground, which opened its mouth to receive your brother's blood from your hand.[306]

ترجمہ: اِس لئے تجھ پر لعنت ہے اور زمین نے تجھے رد کیا ہے، کیونکہ زمین کو منہ کھول کر تیرے ہاتھ سے قتل کئے ہوئے بھائی کا خون پینا پڑا۔[307]

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

خون زمین سے پکار تا ہے۔ وہ زمین جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جس نے اپنا منہ پسارا کہ تیرے ہاتھ سے تیرے بھائی کا خون لے۔ اصل زبان میں یہ لفظ جمع کے صیغے میں آتا ہے۔ تیرے بھائی کا خون نہ صرف اس ہابل ؑ کا خون بلکہ ان سب کا خون جو اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہابل ؑ کا خون انتقام کے لیے پکار تا تھا اور مسیح کا خون معافی کے لیے پکار تا ہے۔[308]

جوزف اے لکھتا ہے:

---

[304] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ۱ / ۳۱

[305] مترجم، ایستر امتیاز اللہ، اسفارِ خمسہ اور تکوین، ۱ / ۵۷

[306] Genesis, ٤ : ١١

[307] پیدائش، ۴ : ۱۱

[308] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ۱ / ۳۱-۳۲

زمین جس نے اس کے بھائی کا خون پیا۔ بذاتِ خود سزا کا آلہ کار بن جاتی ہے۔[309]

When you work the ground, it will no longer yield its crops for you. You will be a restless wanderer on the earth."[310]

ترجمہ: اب سے جب تُو کھیتی باڑی کرے گا تو زمین اپنی پیداوار دینے سے انکار کرے گی۔ تُو مفرور ہو کر مارا مارا پھرے گا۔"[311]

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

قائن زمین کی طرف سے لعنتی ہوا اس کو وہیں سزا ملی جہاں اس نے اپنا حصہ چنا۔ اور اپنا ہل لگایا تھا۔ ہم زمین سے دو چیزوں کی توقع کرتے ہیں۔ اور اس لعنت کے باعث اس سے دونوں ہی لے لی گئیں اور اسے محروم کر دیا گیا۔ وہ دونوں چیزیں ہیں معاش اور رہائش۔ اس کے لیے زمین کو تنگ کر دیا گیا اور اس سے رہائش لے لی گئی اور معاش روک دیا گیا۔

قائن کی سزا:

۱۔ انسانوں کے درمیان دوامی ذلت اور ملامت۔

۲۔ اس کے اپنے دفاع میں دوامی تشویش و اضطراب اور دہشت۔

۳۔ وہ جہاں جائے گا اس کا مجرم ضمیر اس کے پیچھے پڑا رہے گا۔

۴۔ وہ اپنے سینے میں بے چینی لیے پھرے گا۔ وہ کہاں سکون سے رہائش پا سکے گا۔ وہ ہمیشہ آوارہ ہی رہے گا۔ یہ تھا سزا کا حکم جو قائن کو سنایا گیا۔[312]

جوزف اے لکھتا ہے:

کیونکہ زمین سے کوئی پیداوار نہیں ہو گی۔ اور قائن بھی اس پر آوارہ بن کر رہ گیا۔ قائن مسلسل آوارگی میں رہے گا۔ فرار ہو گا کہ پھر بھی سکون نہ پائے گا۔[313]

---

[309] مترجم، ایستر امتیاز اللہ، اسفارِ خمسہ اور تکوین، ۱ / ۵۷

[310] Genesis, ٤ : ١٢

[311] پیدائش، ۴ : ۱۲

[312] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ۱ / ۳۲

[313] مترجم، ایستر امتیاز اللہ، اسفارِ خمسہ اور تکوین، ۱ / ۵۷

ولیم میکڈونلڈ لکھتا ہے:

جب خداوند کے پُرمحبت سوال کا غیر تائب اور گستاخانہ انداز سے جواب دیا گیا۔ تو اس نے قائن کی سزا کا اعلان کیا۔ کہ وہ زمین سے روزی حاصل نہیں کر سکے گا اور بیابان میں آوارہ پھرے گا۔[۳۱۴]

سزا کے خلاف شکایت:

Cain said to the LORD, "My punishment is more than I can bear.[۳۱۵]

ترجمہ: قابیل نے کہا، "میری سزا نہایت سخت ہے۔ مَیں اِسے برداشت نہیں کر پاؤں گا۔[۳۱۶]

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

قائن نے شکایت کی کہ میری سزا بہت سخت اور شدید ہے۔ بعض لوگوں کو اس کی بات میں مایوسی نظر آتی ہے۔ خدا غفار کے پاس تو بڑے بڑے گناہوں کی معافی ہے۔ لیکن جو ناامید ہو جاتے ہیں معافی حاصل کرنے کا حق کھو دیتے ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے قائن اپنے گناہ کو کچھ نہیں سمجھ رہا تھا لیکن اب وہ دوسری انتہا پر آ گیا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں اس طرح خدا کی عنایت سے خارج کر دیا گیا ہوں۔ وہ سمجھتا ہے کہ مجھے تمام تر آسائشوں سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اور آوارہ قرار دیئے جانے کے بعد مجھے روئے زمین سے نکال دیا گیا ہے۔[۳۱۷]

جوزف اے لکھتا ہے:

جب قائن اپنے گناہوں کی سزا کو ناقابلِ برداشت بیان کر کے دوہائی دیتا ہے تو خدا اس سے تحفظ کا وعدہ کرتا ہے۔[۳۱۸]

ولیم میکڈونلڈ لکھتا ہے:

قائن کی منہ بسورتے ہوئے شکایت اپنے گناہ کے احساس جرم کی بجائے اس کے نتائج کی ندامت کو ظاہر کرتی ہے۔[۳۱۹]

---

[۳۱۴] مترجم، سموئیل، تفسیر الکتاب پیدائش تا استثناء، ۱ / ۳۷

[۳۱۵] Genesis, ٤ : ١٣

[۳۱۶] پیدائش، ۴: ۱۳

[۳۱۷] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ۱ / ۳۲

[۳۱۸] مترجم، ایستر امتیاز اللہ، اسفار خمسہ اور تکوین، ۱ / ۵۷

[۳۱۹] مترجم، سموئیل، تفسیر الکتاب پیدائش تا استثناء، ۱ / ۳۷

مورس بلینکارڈ لکھتا ہے:

وہ خداوند سے شکایت کرتا ہے کہ تو نے مجھے بہت سخت سزا دی ہے۔[۳۲۰]

Today you are driving me from the land, and I will be hidden from your presence; I will be a restless wanderer on the earth, and whoever finds me will kill me."[۳۲۱]

ترجمہ: آج تُو مجھے زمین کی سطح سے بھگا رہا ہے اور مجھے تیرے حضور سے بھی چھپ جانا ہے۔ مَیں مفرور کی حیثیت سے مارا مارا پھرتا رہوں گا، اِس لئے جس کو بھی پتا چلے گا کہ مَیں کہاں ہوں وہ مجھے قتل کر ڈالے گا۔" [۳۲۲]

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

وہ سمجھتا ہے کہ اس طرح میں کُل بنی نوع انسان کی نفرت اور بُغض کا نشانہ بن گیا ہوں۔ ایسا ہو گا کہ جو کوئی مجھے پائے گا قتل کر دے گا۔ وہ کہیں بھی جائے گا تو اس کو اپنی جان کا خطرہ رہے گا۔ یہ قائن وہی ہے جس نے اپنے بھائی سے بربریت کا سلوک کیا۔ "پوری مخلوقات کو اپنے خلاف ہتھیار بند دیکھتا ہے"۔[۳۲۳]

سزا کے حکم کی توثیق:

But the LORD said to him, "Not so; anyone who kills Cain will suffer vengeance seven times over." Then the LORD put a mark on Cain so that no one who found him would kill him.[۳۲٤]

ترجمہ: لیکن رب نے اُس سے کہا، "ہرگز نہیں۔ جو قابیل کو قتل کرے اُس سے سات گُنا بدلہ لیا جائے گا۔" پھر رب نے اُس پر ایک نشان لگایا تاکہ جو بھی قابیل کو دیکھے وہ اُسے قتل نہ کر دے۔[۳۲۵]

---

[۳۲۰] مترجم، جیکب سموئیل، بائبل کی تفسیر پیدائش تا گنتی، ۱/ ۲۱

[۳۲۱] Genesis, ٤:١٤

[۳۲۲] پیدائش، ۴ : ۱۴

[۳۲۳] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ۱ / ۳۲- ۳۳

[۳۲٤] Genesis, ٤: ١٥

میتھیو ہینری لکھتا ہے:

خدا سزا کے حکم کی توثیق کرتا ہے۔ جب وہ عدالت کرتا ہے تو سربلند بھی ہوتا ہے۔ اس اعلان سے قائن غضب سے کیسے بچایا گیا؟ اس وقت کی چھوٹی سی موجودہ دنیا کو اطلاع دی گئی کہ "جو قائن کو قتل کرے اس سے سات گنا بدلہ لیا جائے گا"۔ قائن کے معاملے میں خدا نے کہہ دیا ہے کہ انتقام لینا اور بدلہ دینا میرا کام ہے۔ خدا نے قائن کے لیے ایک نشان ٹھہرایا تاکہ باقی بنی نوع انسان سے اس کی الگ پہچان ہو اور پتہ چلے کہ یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے بھائی کا خون کیا ہے۔[۳۲۶]

جوزف اے لکھتا ہے:

خداوند اسے ایک نشان عطا کرتا ہے۔ خون کا بدلہ لینے کی بائبل میں متعدد مقامات پر پُرزور ممانعت ہے۔[۳۲۷]

ولیم میکڈونلڈ لکھتا ہے:

خداوند اس خانہ خراب کے خوف کو کم کرنے کے لیے اس کی زندگی کے تحفظ کے لیے ایک نشان ٹھہراتا ہے اور جو کوئی اسے قتل کرے اسے ملعون ٹھہراتا ہے۔[۳۲۸]

---

[۳۲۵] پیدائش، ۴ : ۱۵

[۳۲۶] میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، ۱ / ۳۳

[۳۲۷] مترجم، ایستر امتیاز اللہ، اسفار خمسہ اور تکوین، ۱ / ۵۷

[۳۲۸] مترجم، سموئیل، تفسیر الکتاب پیدائش تا استثناء، ۱ / ۳۷

خلاصہ بحث:

۱۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہابیل اور قابیل کے ناموں کا ذکر نہیں کیا بلکہ ان کو آدمؑ کے بیٹے کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ اس بارے میں قرآن بیان کرتا ہے کہ یہ واقعہ کیا تھا اور اس کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے اور اس کی تفصیل سورۃ المائدہ میں بیان کر دی گئی ہے۔

۲۔ مفسرینِ قرآن نے واقعہ ہابیل اور قابیل کے بارے میں اپنی تفاسیر میں مفصل بحث کی ہے۔ اور اپنا نقطہ نگاہ پیش کیا ہے۔ یہ واقعہ کیسے رونما ہوا تھا۔ اس کو بیان کیا گیا ہے اس میں شامل قرآن سے حضرت آدمؑ کے بیٹوں کا ذکر، ہابیل ظلم سہنے پر راضی ہو گیا، میرا اور تیرا گناہ تیرے ذمے ہے، قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا، قتل کے بعد قابیل کی پریشانی اور کوّے کی معاونت کو مفسرینِ قرآن نے تفصیلاً بیان کیا ہے۔

۳۔ بائبل کے مطابق ہابیل اور قابیل کے واقعہ کی اہمیت کو بیان کیا ہے جو کہ پیدائش باب، ۴ میں بیان ہوا ہے۔ یہ واقعہ کیسے رونما ہوا اس میں بائبل کا نقطہ نگاہ بیان کیا گیا ہے۔

۴۔ شارحینِ بائبل کی آراء بیان کی گئی ہیں کہ انہوں نے اپنی تفاسیر میں اس واقعہ کے بارے میں کیا نظریات پیش کیے ہیں۔ اس پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اس میں شامل ہابیل اور قابیل کی پیدائش، قائن اور ہابل کے پیشے، ہابل اور قائن کا خداوند کو ہدیہ دینا، ہابل کی قربانی کا افضل ہونا، قائن کی قربانی کارد ہونا، خدا کا قائن سے جواب کرنا، قائن کا اپنے بھائی ہابل کو قتل کرنا، قائن کا مجرم ٹھہرایا جانا، قائن کے مجرم ہونے کا ثبوت، سزا کا سنایا جانا، سزا کے خلاف شکایت، سزا کے حکم کی توثیق ان تمام تر چیزوں پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

باب سوم:

واقعہ ہابیل اور قابیل قرآن اور بائبل کا تقابُلی جائزہ

فصل اوّل: قرآن اور بائبل کے مُشترک پہلو

فصل دوم: قرآن اور بائبل کے غیر مُشترک پہلو

فصل سوم: واقعہ بطور علامتِ خیر و شر

فصل چہارم: واقعہ سے حاصل شدہ تذکیری اور اخلاقی پہلو

فصل اوّل:

قرآن اور بائبل کے مُشترک پہلو

باب سوم:

واقعہ ہابیل اور قابیل قرآن اور بائبل کا تقابلی جائزہ

قرآن پاک اور بائبل میں کچھ باتوں میں مماثلت جبکہ کچھ باتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ قرآن پاک اگر کسی قصے کو بیان کرتا ہے تو بائبل کہیں پر اس سے مماثلت رکھتی ہے اور کہیں پر اس سے اختلاف کرتی ہے۔

فصل اوّل:

قرآن اور بائبل کے مُشترک پہلو

حضرت آدمؑ اور واقعہ ہابیل اور قابیل کے بارے میں کچھ باتیں قرآن اور بائبل میں مشترک ہیں جن کو بائبل اور قرآن دونوں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ تخلیقِ آدم

۲۔ حوا کی تخلیق

۳۔ آدم اور حوا کا جنت میں دخول

۴۔ مخصوص درخت کے قریب جانے کی ممانعت

۵۔ آدم کی علمی صلاحیت

۶۔ لباس سے محروم ہونا

۷۔ آدم اور حوا کا جنت سے خروج

۸۔ آدم کے بیٹوں کا ذکر

۹۔ ہابیل اور قابیل کا قربانی دینا

۱۰۔ ہابیل کی قربانی قبول اور قابیل کی قربانی رد ہونا

۱۱۔ قابیل کا ہابیل کو قتل کرنا

۱۔ تخلیقِ آدم:

تخلیقِ آدم کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ ص میں ارشاد فرماتا ہے:

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن طِينٍ [۳۲۹]

ترجمہ:جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں۔

بائبل میں ہے:

And the LORD God formed man of the dust of the ground, and breathed into his nostrils the breath of life; and man became a living soul.[۳۳۰]

ترجمہ: خداوند نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دَم پھونکا اور آدم زی روح ہو گیا۔[۳۳۱]

انسان کو مٹی سے بنانے کی کچھ وجوہات تھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس فرشتے موجود تھے جو کہ نوری مخلوق تھے، اور جن موجود تھے جو کہ ناری مخلوق تھے اس لیے نئی مخلوق کو ان دونوں سے مختلف عنصر مٹی سے بنایا گیا۔ کیونکہ مٹی بہت سے مادوں سے مل کر بنتی ہے اس لیے انسان بھی احساسات، جذبات اور خواہشات کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزادی دے کر خیر اور شر دونوں رستے بتادیئے اور اسے اختیار دیا کہ وہ جو چاہے رستہ اختیار کرے۔

۲۔ حوا کی تخلیق:

حضرت آدمؑ اکیلے تھے اور اداس رہتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک بیوی بنائی۔

قرآن کہتا ہے:

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ [۳۳۲]

ترجمہ:وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس سے راحت حاصل کرے۔ سو جب وہ اس کے پاس جاتا ہے تو اسے ہلکا سا حمل رہ جاتا ہے اور وہ اس کے ساتھ چلتی پھرتی ہے۔ پھر جب کچھ بوجھ معلوم کرتی یعنی بچہ پیٹ میں بڑا ہوتا ہے تو دونوں میاں بیوی اپنے پروردگار خدائے عزوجل سے التجا کرتے ہیں کہ اگر تو ہمیں صحیح وسالم (بچہ) دے گا تو ہم تیرے شکر گذار ہوں گے۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

---

[۳۲۹] ص،۳۸: ۷۱

[۳۳۰] Genesis , ۲: ۷

[۳۳۱] پیدائش،۲: ۷

[۳۳۲] الاعراف،۷ : ۱۸۹

And the LORD God caused a deep sleep to fall upon Adam, and he slept: and he took one of his ribs, and closed up the flesh instead thereof;[۳۳۳]

ترجمہ:تب خداوند خدا نے آدمؑ پر گہری نیند بھیجی۔اور جب وہ سورہا تھا تو اس نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکال لی۔اور اس کی جگہ گوشت بھر دیا۔[۳۳۴]

And the rib, which the LORD God had taken from man, made he a woman, and brought her unto the man[۳۳۵]

ترجمہ:تب خداوند نے اس پسلی سے جسے اس نے آدم میں سے نکالا تھا،ایک عورت بنائی اور وہ اسے آدم کے پاس لے آیا۔[۳۳۶]

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جنت میں رکھا اور انہیں تمام تر نعمتیں عطا کی لیکن انسان معاشرتی حیوان ہے اور وہ اکیلا نہیں رہ سکتا۔اس لیے آدمؑ پریشان رہتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ان کی بیوی کا انتظام کیا۔تا کہ رشتہ ازواج کا باقاعدہ آغاز ہو سکے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کی تخلیق کی۔

۳۔آدمؑ اور حواؑ کا جنت میں دخول:

قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ اور حواؑ کو پیدا کرنے کے بعد جنت میں رکھا۔

قرآن میں بیان ہوتا ہے:

وَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ [۳۳۷]

ترجمہ:اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

And the LORD God planted a garden eastward in Eden; and there he put the man whom he had formed.[۳۳۸]

ترجمہ:اور خداوند خدا نے مشرق کی جانب عدن میں ایک باغ لگایا اور آدم کو جسے اس نے بنایا تھا وہاں رکھا۔[۳۳۹]

---

۳۳۳ Genesis , ۲: ۲۱

۳۳۴ پیدائش،۲ : ۲۱

۳۳۵ Genesis , ۲ : ۲۲

۳۳۶ پیدائش،۲ : ۲۲

۳۳۷ البقرہ،۲ : ۳۵

۳۳۸ Genesis ,۲:۸

And out of the ground made the LORD God to grow every tree that is pleasant to the sight, and good for food; the tree of life also in the midst of the garden, and the tree of knowledge of good and evil.[٣٤٠]

ترجمہ:اور خداوند خدا نے زمین سے ہر قسم کا درخت اُگایا جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے میں لذیز تھا۔اس باغ کے بیچ میں زندگی کا درخت اور نیک وبد کی پہچان کا درخت بھی تھا۔[۳۴۱]

۴۔ مخصوص درخت کے قریب جانے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو جنت میں رکھا تو ان کو ہر پھل کھانے کی اجازت دے دی سوائے ایک درخت کے، جس کے قریب جانے سے اللہ تعالیٰ نے انہیں منع کر دیا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَـنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ [٣٤٢]

ترجمہ:اور ہم نے آدم (سے کہا کہ) تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو (اور جو چاہو) نوش جان کرو مگر اس درخت کے پاس نہ جاؤ ورنہ گنہگار ہو جاؤ گے۔

بائبل میں بیان ہوتا ہے:

And the LORD God commanded the man, saying, of every tree of the garden thou mayest freely eat:[٣٤٣]

ترجمہ:اور خداوند نے آدم کو حکم دیا کہ تو اس باغ کے کسی بھی درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے۔[۳۴۴]

But of the tree of the knowledge of good and evil, thou shalt not eat of it: for in the day that thou eatest thereof thou shalt surely die.[٣٤٥]

ترجمہ:لیکن تو نیک وبد کی پہچان کے درخت کا پھل ہرگز نہ کھانا۔کیونکہ جب تو اسے کھائے گا تو یقیناً مر جائے گا۔[۳۴۶]

---

[۳۳۹] پیدائش،۲ : ۸

[٣٤٠] Genesis ,٢:٩

[۳۴۱] پیدائش،۲: ۹

[۳۴۲] الاعراف،۷ : ۱۹

[٣٤٣] Genesis,٢:١٦

[۳۴۴] پیدائش،۲ : ۱۶

[٣٤٥] Ibid,٢:١٧

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جس درخت کا پھل کھانے سے روکا تھا قرآن اس کی مزید تفصیل نہیں بتاتا۔ تاہم مختلف روایات میں اسے گندم سے ملتا جلتا کہا گیا ہے۔ ان کو روکنا اس لیے نہیں تھا کہ اس درخت میں کوئی مسئلہ تھا بلکہ ان کو روکنے کا مقصد اپنے حکم کا پابند کرنا تھا۔

۵۔ آدم کی علمی صلاحیت:

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو اشیاء کے نام سکھائے۔ اور یہ اشیاء عام استعمال میں آنے والی تھیں۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ [۳۴۷]

ترجمہ: اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

And out of the ground the LORD God formed every beast of the field, and every fowl of the air; and brought them unto Adam to see what he would call them: and whatsoever Adam called every living creature,that was the name thereof. [۳٤۸]

ترجمہ: تب خداوند نے تمام جنگلی درندے اور ہوا کے سب پرندے مٹی سے بنائے۔ وہ انہیں آدم کے پاس لے آیا تا کہ دیکھے کہ وہ ان کے کیا نام رکھتا ہے۔ اور آدم نے جس جاندار مخلوق کو جس نام سے پکارا وہی اس کا نام ٹھہرا۔ [۳۴۹]

قرآن اور بائبل کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ وہ جامع اور ہمہ گیر نوعیت کا تھا کیونکہ انہیں زمین پر زندگی گزارنی تھی اس لیے ضروری تھا کہ انہیں ہر چیز کا علم دیا جائے۔

٦۔ لباس سے محروم ہونا:

ممنوعہ درخت کا پھل کھانے سے اس کا برا اثر شروع ہو گیا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی کرامت اور پاکیزگی کے لباس سے محروم ہو کر برہنہ ہو گئے۔

---

[۳٤٦] ایضاً، ۲:۱۷

[۳٤۷] البقرہ، ۲: ۳۱

[۳٤۸] Genesis, ۲:۱۹

[۳٤۹] پیدائش، ۲: ۱۹

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْءٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ [۳۵۰]

ترجمہ: غرض (مردود نے) دھوکہ دے کر ان کو (معصیت کی طرف) کھینچ ہی لیا جب انہوں نے اس درخت (کے پھل) کو کھا لیا تو ان کی ستر کی چیزیں کھل گئیں اور وہ بہشت کے (درختوں کے) پتے توڑ توڑ کر اپنے اوپر چپکانے لگے اور (ستر چھپانے لگے) تب ان کے پروردگار نے ان کو پکارا کہ کیا میں نے تم کو اس درخت (کے پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا اور جتا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

And when the woman saw that the tree was good for food, and that it was pleasant to the eyes, and a tree to be desired to make one wise, she took of the fruit thereof, and did eat, and gave also unto her husband with her; and he did eat.[۳۵۱]

ترجمہ: جب عورت نے دیکھا کہ اس درخت کا پھل کھانے کے لیے اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور حکمت پانے کے لیے خوب معلوم ہوتا ہے تو اس نے اس میں سے لے کر کھایا اور اپنے خاوند کو بھی دیا جو اس کے ساتھ تھا اور اس نے بھی کھایا۔[۳۵۲]

And the eyes of them both were opened, and they knew that they were naked; and they sewed fig leaves together, and made themselves aprons.[۳۵۳]

ترجمہ: تب ان دونوں کی آنکھیں کُھل گئیں اور انہیں معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں۔ اور انہوں نے انجیر کت پتوں کو سی کر اپنے لیے پیش بند بنا لیے۔[۳۵۴]

ممنوعہ درخت کا پھل پہلے حضرت حوؑا نے کھایا اور پھر حضرت آدمؑ کو دیا۔ یا حضرت حوؑا کے مجبور کرنے پر حضرت آدمؑ نے کھایا۔ شیطان کو یہ پتہ تھا کہ عورت کو بہکانہ زیادہ آسان کام ہے اس لیے شیطان نے حواؑ کو بہکایا۔

۷۔ آدم اور حوا کا جنت سے خروج:

---

[۳۵۰] الاعراف، ۷: ۲۲

[۳۵۱] Genesis, ۳:٦

[۳۵۲] پیدائش، ۳: ٦

[۳۵۳] Ibid, ۳:۷

[۳۵۴] ایضاً، ۳: ۷

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کے جنت سے خروج کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

ارشادِ ربانی ہے:

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ [٣٥٥]

ترجمہ: (خدا نے) فرمایا (تم سب بہشت سے) اتر جاؤ (اب سے) تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے ایک وقت (خاص) تک زمین پر ٹھکانہ اور (زندگی کا) سامان (کر دیا گیا) ہے۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

And unto Adam he said , Because thou hast hearkened unto the voice of thy wife, and hast eaten of the tree, of which I commanded thee, saying, Thou shalt not eat of it: cursed is the ground for thy sake; in sorrow shalt thou eat of it all the days of thy life;[٣٥٦]

ترجمہ: اور اس نے آدمؑ سے کہا: چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جسے کھانے سے میں نے تجھے منع کیا تھا۔ اس لیے زمین تیرے سبب سے ملعون ٹھہری، تو محنت مشقت کر کے عمر بھر اس کی پیداوار کھاتا رہے تھا۔[٣٥٧]

Thorns also and thistles shall it bring forth to thee; and thou shalt eat the herb of the field;[٣٥٨]

ترجمہ: وہ تیرے لیے کانٹے اور اونٹ کٹارے اُگائے گی، اور تو کھیت کی سبزیاں کھائے گا۔[٣٥٩]

In the sweat of thy face shalt thou eat bread, till thou return unto the ground; for out of it wast thou taken: for dust thou art, and unto dust shalt thou return.[٣٦٠]

ترجمہ: تو اپنے ماتھے کے پسینے کی روٹی کھائے گا جب تک کہ تو زمین میں پھر لوٹ نہ جائے، اس لیے کہ تو اسی میں سے نکالا گیا ہے: کیونکہ تو خاک ہے اور خاک ہی میں پھر لوٹ جائے گا۔[٣٦١]

---

[٣٥٥] الاعراف، ۷: ۲۴

[٣٥٦] Genesis, ٣:١٧

[٣٥٧] پیدائش، ۳: ۱۷

[٣٥٨] Ibid, ٣:١٨

[٣٥٩] ایضاً، ۳: ۱۸

[٣٦٠] Ibid, ٣:١٩

[٣٦١] ایضاً، ۳: ۱۹

اللہ تعالیٰ نے شجرِ ممنوعہ کھانے کے طور پر حضرت آدمؑ کو جنت سے نکال دیا اور انہیں عیش و عشرت کی زندگی چھوڑ کر مصائب اور امتحانات کا سامنا کرنا پڑا۔ جہاں انہیں خود محنت کر کے اپنے کھانے کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔

۸۔ آدم کے بیٹوں کا ذکر:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حجرت آدمؑ کے بیٹوں کا تذکرہ کیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ ابۡنَىۡ اٰدَمَ بِالۡحَـقِّ‌ ۘ اِذۡ قَرَّبَا قُرۡبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنۡ اَحَدِهِمَا وَلَمۡ يُتَقَبَّلۡ مِنَ الۡاٰخَرِ قَالَ لَاَقۡتُلَـنَّكَ‌ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الۡمُتَّقِيۡنَ [٣٦٢]

ترجمہ: اور (اے محمد) ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے خدا (کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کروں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

And Adam knew Eve his wife; and she conceived, and bare Cain, and said, I have gotten a man from the LORD.[٣٦٣]

ترجمہ: اور آدمؔ اپنی بیوی حواؔ کے پاس گیا۔ اور وہ حاملہ ہوئی اور اس نے قائنؔ کو جنم دیا۔ اس نے کہا مجھے خداوند کی طرف سے ایک فرزند عطا ہوا ہے۔[٣٦٤]

And she again bare his brother Abel. And Abel was a keeper of sheep, but Cain was a tiller of the ground.[٣٦٥]

ترجمہ: اس کے بعد اس نے قائن کے بھائی ہابلؔ کو جنم دیا۔ ہابلؔ بھیڑ بکریوں کا چرواہا تھا اور قائن کھیتی باڑی کرتا تھا۔[٣٦٦]

۹۔ ہابیل اور قابیل کا قربانی دینا:

ہابیل اور قابیل نے اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی پیش کی۔ جس کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے۔

---

[٣٦٢] المائدہ، ۵ : ۲۷

[٣٦٣] Genesis, ٤:١

[٣٦٤] پیدائش، ۴: ۱

[٣٦٥] Ibid, ٤:٢

[٣٦٦] ایضاً، ۴: ۲

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ [٣٦٧]

ترجمہ:اور (اے محمدؐ) ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے خدا (کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کروں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

And in process of time it came to pass, that Cain brought of the fruit of the ground an offering unto the LORD.[٣٦٨]

ترجمہ: کچھ عرصہ بعد قائن زمین کی پیداوار میں سے خداوند کے لیے ہدیہ لایا۔[٣٦٩]

And Abel, he also brought of the firstlings of his flock and of the fat thereof. And the LORD had respect unto Abel and to his offering [٣٧٠]

ترجمہ: اور ہابلؔ بھی اپنی بھیڑ بکریوں کے چند پہلوٹھے، بچے اور ان کی چربی لے آیا۔ خداوند نے ہابلؔ اور اس کے ہدیہ کو قبول فرمایا۔[٣٧١]

۱۰۔ ہابیل کی قربانی قبول اور قابیل کی قربانی رد ہونا:

ہابیل اور قابیل نے اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی پیش کی جس میں سے ہابیل کی قربانی قبول اور قابیل کی رد کر دی گئی۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ [٣٧٢]

ترجمہ:اور (اے محمدؐ) ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے خدا (کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کروں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے۔

---

[٣٦٧] المائدہ، ۵ : ۲۷

[٣٦٨] Genesis, ٤:٣

[٣٦٩] پیدائش، ۴: ۳

[٣٧٠] Ibid, ٤:٤

[٣٧١] پیدائش، ۴: ۴

[٣٧٢] المائدہ، ۵ : ۲۷

بائبل میں بیان ہوا ہے:

And Abel, he also brought of the firstlings of his flock and of the fat thereof. And the LORD had respect unto Abel and to his offering [٣٧٣]

ترجمہ: اور ہابلؔ بھی اپنی بھیڑ بکریوں کے چند پہلوٹھے، بچے اور ان کی چربی لے آیا۔ خداوند نے ہابلؔ اور اس کے ہدیہ کو قبول فرمایا۔ [٣٧٤]

But unto Cain and to his offering he had not respect. And Cain was very wroth, and his countenance fell. [٣٧٥]

ترجمہ: لیکن قائن اور اس کے ہدیہ کو منظور نہ کیا۔ لہٰذا قائن نہایت برہم ہوا اور اس کا چہرہ بگڑ گیا۔[٣٧٦]

١١۔ قابیل کا ہابیل کو قتل کرنا:

قابیل کی قربانی جب نامنظور ہو گئی تو وہ سخت غصے میں آ گیا۔ قابیل نے ہابیل کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

فَطَوَّعَتۡ لَهٗ نَفۡسُهٗ قَتۡلَ اَخِيۡهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصۡبَحَ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ [٣٧٧]

ترجمہ: مگر اس کے نفس نے اس کو بھائی کے قتل ہی کی ترغیب دی تو اس نے اسے قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں ہو گیا۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

And Cain talked with Abel his brother: and it came to pass, when they were in the field, that Cain rose up against Abel his brother, and slew him. [٣٧٨]

ترجمہ: تب قائن نے اپنے بھائی ہابل سے کہا: آؤ ہم کھیت میں چلیں اور جب وہ کھیت میں تھے تو قائن نے اپنے بھائی ہابل پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔[٣٧٩]

---

[٣٧٣] Genesis, ٤:٤

[٣٧٤] پیدائش، ۴: ۴

[٣٧٥] Ibid, ٤:٥

[٣٧٦] ایضاً، ۴: ۵

[٣٧٧] المائدہ، ۵: ۳۰

[٣٧٨] Genesis, ٤:٨

[٣٧٩] پیدائش، ۴: ۸

فصل دوم:

قرآن اور بائبل کے غیر مُشترک پہلو

فصل دوم:

قرآن اور بائبل کے غیر مُشترک پہلو

حضرت آدمؑ اور واقعہ ہابیل اور قابیل کے بارے میں کچھ باتیں قرآن اور بائبل میں غیر مشترک ہیں۔ جن کو بائبل میں بیان کیا گیا ہے مگر ان کی قرآن میں تفصیل نہیں ملتی۔ اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کی تفصیل قرآن میں ملتی ہے مگر بائبل میں نہیں نظر آتی۔

۱۔ تخلیقِ آدمؑ کا فرشتوں سے تذکرہ کرنا۔

۲۔ آدمؑ کو علم عطا کرنا۔

۳۔ فرشتوں کا سجود اور ابلیس کا انکار کرنا۔

۴۔ جنت میں رہنے کی سمت کا بتانا۔

۵۔ مخصوص درخت کی تفصیل کا ذکر۔

۶۔ درخت کا پھل کھانے پر ظالم ہونا۔

۷۔ درخت کا پھل کھانے پر اُکسانا۔

۸۔ درخت کے پتوں کا لباس۔

۹۔ جنت سے خروج کا سبب۔

۱۰۔ آدم کے بیٹوں کے نام۔

۱۱۔ قربانی کی تفصیل۔

۱۲۔ قابیل کی سزا۔

۱۔ تخلیقِ آدمؑ کا فرشتوں سے تذکرہ کرنا:

قصہ تخلیق حضرت آدمؑ کے بارے میں قرآن مجید میں بیان ہوتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَـكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ [۳۸۰]

---

[۳۸۰] البقرہ، ۲: ۳۰

ترجمہ:اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں۔انہوں نے کہا۔کیاتُو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت وخون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں۔(خدا نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بتایا کہ وہ زمین پر اپنانائب بنانے والا ہے۔اور فرشتوں کا یہ جواب اس لیے تھا کہ وہ حیران تھے اور اس کی مصلحت کا علم نہیں رکھتے تھے۔

بائبل کے بیان کے مطابق:

بائبل میں تخلیقِ آدم سے قبل اللہ تعالیٰ کی فرشتوں سے کوئی بات اور ان کی تخلیق کے بارے میں درج نہیں ہے۔تخلیقِ آدم کے بارے میں بائبل کی اپنی ہی روایات میں اختلاف پایاجاتا ہے۔بائبل کی کتاب پیدائش کے باب ا میں لکھاہے کہ سب کھانے کی چیزیں پیدا کرکے پھر آدم کو پیدا کیاگیا۔جب کہ ایک اور باب میں لکھاہے نہ سبزی اُگی نہ پوداُاگا جب مٹی سے انسان بنا۔

۲۔آدمؑ کو علم عطاکرنا:

قرآن کریم میں بیان کیاگیاہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو بنانے کے بعد انہیں ناموں کا علم دیا۔

ارشادِ ربانی ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ [۳۸۱]

ترجمہ:اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔

قرآن میں ان ناموں کی وضاحت نہیں کی گئی۔تاہم مفسرین میں سے کچھ ان کو فرشتوں کے نام،اور کچھ مفسرین انہیں روزمرہ کی اشیاء کے ناموں سے تعبیر دیتے ہیں۔

بائبل میں بیان ہوتا ہے:

And out of the ground the LORD God formed every beast of the field, and every fowl of the air; and brought them unto Adam to see what he would call

[۳۸۱] البقرہ،۲: ۳۱

them: and whatsoever Adam called every living creature, that was the name thereof.[٣٨٢]

ترجمہ: تب خداوند نے تمام جنگلی درندے اور ہوا کے سب پرندے مٹی سے بنائے اور انہیں آدم کے پاس لایا تا کہ دیکھے کہ آدم ان کے کیا نام رکھتا ہے۔ اور آدم نے ہر جاندار مخلوق کو جس نام سے پکارا وہی اس کا نام ٹھہرا۔[٣٨٣]

بائبل کے بیان میں صرف جانوروں اور پرندوں کے نام کا علم آیا ہے جب کہ قرآن کے الفاظ میں لفظ "کلھا" زیادہ جاندار ہے۔

۳۔ فرشتوں کا سجود اور ابلیس کا انکار کرنا:

قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کہا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کریں جب کہ ابلیس نے انکار کیا۔

ارشادِ ربانی ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ[٣٨٤]

ترجمہ:اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آکر کافر بن گیا۔

بائبل کے بیان کے مطابق:

فرشتوں کا سجدہ کرنا اور ابلیس کا انکار کرنا بائبل میں اس کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ حالانکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب بنایا اور فرشتوں سے سجدہ کروایا جبکہ ابلیس کا سجدہ نہ کرنا اس کے غرور و تکبر کی وجہ سے تھا۔ مگر بائبل میں اس بات کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔

۴۔ جنت میں رہنے کی سمت کا بتانا:

قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سجدہ کروانے کے بعد حضرت آدمؑ اور ان کی بیوی کا جنت میں رہنے کا حکم دیا۔ قرآن صرف جنت کا بتاتا ہے، جنت کی سمت کیا تھی اس بارے میں قرآنِ کریم میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ[٣٨٥]

---

[٣٨٢] Genesis,٢:١٩

[٣٨٣] پیدائش، ۲: ۱۹

[٣٨٤] البقرہ، ۲: ۳۴

[٣٨٥] ایضاً، ۲: ۳۵

ترجمہ:اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

And the LORD God planted a garden eastward in Eden; and there he put the man whom he had formed.[٣٨٦]

ترجمہ:اور خداوند نے مشرق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا اور آدم کو وہاں رکھا۔[٣٨٧]

۵۔ مخصوص درخت کی تفصیل کا ذکر:

قرآن کریم میں مخصوص درخت کی تفصیل کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ انسان کو سب کھانے پینے کا اختیار دیا گیا۔ سوائے ایک درخت کے پھل کو کھانے سے منع کیا گیا اور وہ درخت کون سا تھا اس بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَـنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ [٣٨٨]

ترجمہ:اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

But of the tree of the knowledge of good and evil, thou shalt not eat of it: for in the day that thou eatest thereof thou shalt surely die.[٣٨٩]

ترجمہ: لیکن تو نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل ہر گز نہ کھانا کیونکہ جب تو اسے کھائے گا تو مر جائے گا۔[٣٩٠]

۶۔ درخت کا پھل کھانے پر ظالم ہونا:

---

[٣٨٦] Genesis,٢ :٨

[٣٨٧] پیدائش، ۲ :۸

[٣٨٨] البقرہ، ۲: ۳۵

[٣٨٩] Genesis,٢:١٧

[٣٩٠] پیدائش، ۲ : ۱۷

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تم اس درخت کا پھل کھاؤ گے تو تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

ارشادِ ربانی ہے:

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ [۳۹۱]

ترجمہ: اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے۔

بائبل کے بیان کے مطابق:

But of the tree of the knowledge of good and evil, thou shalt not eat of it: for in the day that thou eatest thereof thou shalt surely die. [۳۹۲]

ترجمہ: لیکن تو نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل ہرگز نہ کھانا کیونکہ جب تو اسے کھائے گا تو مر جائے گا۔ [۳۹۳]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ اس درخت کا پھل مت کھانا ورنہ ظالمین میں سے ہو جاؤ گے۔ جبکہ بائبل کے مطابق اس درخت کا پھل کھانے سے تم مر جاؤ گے۔

۷۔ درخت کا پھل کھانے پر اُکسانا:

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ اور حواؑ کو شیطان نے وہ پھل کھانے پر اُکسایا۔

ارشادِ ربانی ہے:

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ [۳۹۴]

ترجمہ: تو شیطان دونوں کو بہکانے لگا تاکہ ان کی ستر کی چیزیں جو ان سے پوشیدہ تھیں کھول دے اور کہنے لگا کہ تم کو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا ہے کہ کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

بائبل کے بیان کے مطابق انہیں سانپ نے وہ پھل کھانے پر اُکسایا تھا۔

---

[۳۹۱] البقرہ، ۲ : ۳۵

[۳۹۲] Genesis, ۲:۱۷

[۳۹۳] پیدائش، ۲ : ۱۷

[۳۹۴] الاعراف، ۷: ۲۰

Now the serpent was more subtil than any beast of the field which the LORD God had made. And he said unto the woman, Yea, hath God said, Ye shall not eat of every tree of the garden?[۳۹۵]

ترجمہ:اور سانپ کل دہشتی جانوروں سے جن کو خداوند نے بنایا تھاچالاک تھا۔اس نے عورت سے کہا کہ کیاواقعی ہی خداوند نے کہاہے کہ تم باغ کے کسی درخت کا پھل نہ کھانا؟[۳۹۶]

And the serpent said unto the woman, Ye shall not surely die:[۳۹۷]

ترجمہ:تب سانپ نے عورت سے کہا:تم ہرگز نہیں مروگے۔[۳۹۸]

For God doth know that in the day ye eat thereof, then your eyes shall be opened, and ye shall be as gods, knowing good and evil.[۳۹۹]

ترجمہ:بلکہ خداجانتاہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے،تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیکی اور بدی کے جاننے والے بن جاؤ گے۔[۴۰۰]

۸۔درخت کے پتوں کالباس:

قرآن مجید میں ہے کہ وہ پھل کھانے سے ان کی شرم گاہیں کھل گئیں۔اور وہ جنت کے پتے اپنے جسم پر چپکانے لگے۔وہ پتے کس درخت کے تھے اس کی نشاندہی نہیں کی گئی۔

ارشادِربانی ہے:

فَاَكَلَا مِنۡهَا فَبَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰ تُہُمَا وَطَفِقَا يَخۡصِفٰنِ عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَـنَّةِ‌ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى[۴۰۱]

ترجمہ:تو دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا تو ان پر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوگئیں اور وہ اپنے (بدنوں) پر بہشت کے پتّے چپکانے لگے۔اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلوب سے) بےراہ ہو گئے۔

جبکہ بائبل اس درخت کی بھی نشاندہی کرتی ہے جس کے پتوں سے انہوں نے اپنے لباس بنائے۔

---

[۳۹۵] Genesis,۳:۱

[۳۹۶] پیدائش،۳: ۱

[۳۹۷] Ibid,۳:٤

[۳۹۸] ایضاً،۳: ۴

[۳۹۹] Ibid,۳: ٥

[۴۰۰] ایضاً،۳: ۵

[۴۰۱] طہٰ،۲۰: ۱۲۱

بائبل میں بیان ہوتا ہے:

And the eyes of them both were opened, and they knew that they were naked; and they sewed fig leaves together, and made themselves aprons. [٤٠٢]

ترجمہ: تب ان دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور انہیں معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں۔ اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لیے پیش بند بنا لیے۔[۴۰۳]

Unto Adam also and to his wife did the LORD God make coats of skins, and clothed them[٤٠٤]

ترجمہ: خداوند نے آدمؑ اور اس کی بیوی کے لیے چمڑے کے کرتے بنا کر انہیں پہنا دیئے۔[۴۰۵]

۹۔ جنت سے خروج کا سبب:

قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ آدمؑ اور حواؑ کو بات نہ ماننے پر جنت سے نکالا گیا۔

ارشادِ ربانی ہے:

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ [٤٠٦]

ترجمہ: فرمایا تو (بہشت سے) اتر جا تجھے شایاں نہیں کہ یہاں غرور کرے پس نکل جا۔ تو ذلیل ہے۔

جبکہ بائبل یہ کہتی ہے کہ اللہ کو ڈر تھا کہ اب یہ نیکی اور بدی کو جان گئے ہیں جو کہ خدائی صفت ہے۔ اب ان کا یہاں رہنا مناسب نہیں ہے۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

And the LORD God said, Behold, the man is become as one of us, to know good and evil: and now, lest he put forth his hand, and take also of the tree of life, and eat, and live for ever:[٤٠٧]

ترجمہ: اور خداوند نے کہا اب انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور زندگی کے درخت میں سے بھی کچھ لے کر کھالے اور پھر ہمیشہ کے لیے جیتا رہے۔[۴۰۸]

---

[٤٠٢] Genesis,٣: ٧

[٤٠٣] پیدائش، ۳: ۷

[٤٠٤] Ibid ,٣:٢١

[٤٠٥] ایضاً، ۳: ۲۱

[٤٠٦] الاعراف، ۷ : ۱۳

[٤٠٧] Genesis,٣:٢٢

Therefore the LORD God sent him forth from the garden of Eden, to till the ground from whence he was taken.[409]

ترجمہ: لہٰذا خداوند خدا نے اسے باغِ عدن سے نکال دیا۔ تا کہ وہ اس زمین کی جس میں سے وہ لیا گیا ہے کھیتی کرے۔[410]

۱۰۔ آدم کے بیٹوں کے نام:

قرآن کریم میں حضرت آدمؑ کے بیٹوں کا ذکر ہے مگر ان کے نام نہیں بتائے گئے۔

ارشادِ ربانی ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ[411]

ترجمہ: اور (اے محمدؐ) ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے خدا (کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کروں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے۔

جبکہ بائبل آدمؑ کے بیٹوں کے نام بھی بتاتی ہے۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

And Adam knew Eve his wife; and she conceived, and bare Cain, and said, I have gotten a man from the LORD.[412]

ترجمہ: اور آدم اپنی بیوی کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی اور اس نے قائن کو جنم دیا۔ اس نے کہا مجھے خداوند کی طرف سے ایک فرزند عطا ہوا ہے۔[413]

And she again bare his brother Abel. And Abel was a keeper of sheep, but Cain was a tiller of the ground[414]

ترجمہ: اور اس کے بعد اس نے قائن کے بھائی ہابل کو جنم دیا۔ ہابل بھیڑ بکریوں کا چرواہا تھا اور قائن کھیتی باڑی کرتا تھا۔[415]

---

[408] پیدائش، ۳: ۲۲

[409] Ibid,۳:۲۳

[410] ایضاً، ۳: ۲۳

[411] المائدہ، ۵: ۲۷

[412] Genesis ,٤:١

[413] پیدائش، ۴: ۱

[414] Genesis, ٤:٢

۱۱۔ قربانی کی تفصیل:

قرآن کریم حضرت آدمؑ کے دونوں بیٹوں کی قربانی کا تذکرہ کرتا ہے۔ وہ قربانی کیا تھی اس کی تفصیل قرآن نے نہیں بتائی۔

ارشاد ربانی ہے:

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ ابۡنَىۡ اٰدَمَ بِالۡحَـقِّ‌ ۘ اِذۡ قَرَّبَا قُرۡبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنۡ اَحَدِهِمَا وَلَمۡ يُتَقَبَّلۡ مِنَ الۡاٰخَرِ‌ؕ قَالَ لَاَقۡتُلَـنَّكَ‌ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الۡمُتَّقِيۡنَ [٤١٦]

ترجمہ: اور (اے محمد) ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے خدا (کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کروں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیز گاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے۔

بائبل میں ہابیل اور قابیل کی قربانی کا تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے۔

بائبل میں بیان ہوتا ہے:

And in process of time it came to pass, that Cain brought of the fruit of the ground an offering unto the LORD.[٤١٧]

ترجمہ: کچھ عرصہ بعد قائن زمین کی پیداوار میں سے خداوند کے لیے ہدیہ لایا۔[۴۱۸]

And Abel, he also brought of the firstlings of his flock and of the fat thereof. And the LORD had respect unto Abel and to his offering [٤١٩]

ترجمہ: اور ہابلؔ بھی اپنی بھیڑ بکریوں کے چند پہلوٹھے، بچے اور ان کی چربی لے آیا۔ خداوند نے ہابلؔ اور اس کے ہدیہ کو قبول فرمایا۔[٤٢٠]

۱۲۔ قابیل کی سزا:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہابیل کے قتل کے نتیجے میں قابیل کی سزا مقرر کر دی ہے۔

---

[٤١٥] ایضاً، ۴: ۲

[٤١٦] المائدہ، ۵: ۲۷

[٤١٧] Genesis, ٤:٣

[٤١٨] پیدائش، ۴: ۳

[٤١٩] Ibid, ٤:٤

[٤٢٠] ایضاً، ۴: ۴

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [٤٢١]

ترجمہ: مگر اس کے نفس نے اس کو بھائی کے قتل ہی کی ترغیب دی تو اس نے اسے قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں ہو گیا۔

بائبل میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خداوند نے قائن کو سزا نہ دی۔

بائبل میں بیان ہوا ہے:

And Cain went out from the presence of the LORD, and dwelt in the land of Nod, on the east of Eden. [٤٢٢]

ترجمہ: سو قائن خداوند کے حضور سے نکل گیا اور عدن کے مشرق کی طرف نود کے علاقے میں جا بسا۔ [٤٢٣]

قابیل نہ صرف خسارہ پانے والوں میں سے تھا بلکہ قیامت تک ہونے والے قتل کا عذاب بھی اس کے سر ہو گا۔ جبکہ بائبل کہتی ہے کہ اسے کچھ نہ ہوا۔ نہ کوئی وعید سنائی گئی اور وہ دوسرے علاقے میں جا بسا۔ یہ بات ناممکن ہے کیونکہ سزا اور جزاء کا تصور ہر دور میں پایا جاتا ہے۔

---

[٤٢١] المائدہ، ۵ : ۳۰

[٤٢٢] Genesis, ٤:١٦

[٤٢٣] پیدائش، ۴: ۱۶

فصل سوم:

واقعہ بطور علامتِ خیر و شر

فصل سوم:

واقعہ بطورِ علامت خیر وشر

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو تخلیق کیا۔تو اسے سمجھ بوجھ عطا کی۔اور خیر اور شر میں فرق کرنے کی قوت دی۔یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ نیکی کا راستہ اختیار کرتا ہے یا برائی کے راستے پر چلتا ہے۔خیر اور شر کو اپنانے میں نفس اہم کردار ادا کرتا ہے۔اگر تزکیہ نفس کیا جائے تو انسان خیر کے راستے پر چلتا ہے۔ اور اگر تزکیہ نفس نہ کیا جائے تو شر کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

تزکیہ کا معنی اور مفہوم:

تزکیہ کا معنی ہے پاک کرنا' نشوونما دینا۔

ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں:

واصل الزکاۃ فی اللغۃ.......... فی القرآن والحدیث [٤٢٤]

تزکیہ کا مادہ ذکی ہے۔اس کے معنی ہیں 'پاکی' نشوونما پانا' بڑھنا' خیر و صلاح اور تقویٰ کا پایا جانا۔اس میں اپنی نیکی کے اظہار کے معنی پائے جاتے ہیں۔ ان تمام معنوں میں قرآن وحدیث میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔

خیر کا معنی ومفہوم:

'الخیر 'اسم تفضیل خلاف قیاسی، بمعنی زیادہ اچھا، زیادہ بہتر، زیادہ مفید' زیادہ نیک۔

خیر ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حسن لذاتہ ہو۔

یعنی خوبی اور بہتری اس کی ذات میں ہو. اور اس میں ذاتی لذت ذاتی نفع اور ذاتی خوش بختی ہو۔ [۴۲۵]

شر کا معنی ومفہوم :

الشر ' برائی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

شرور ہر قسم کی برائی اور خطا کے لیےاسم جامع کہلاتا ہے۔[۴۲۶]

---

[٤٢٤] ابن منظور، لسان العرب، مادہ زکی'دار صادر بیروت، ۱۹۹۴، ۱۴/ ۳۵۸

[٤٢٥] کیرانویؒ، القاموس الوحید، ۴۸۹

[٤٢٦] بلیلاویؒ، مصباح الغات، ۴۰۴

ازروئے قرآن:

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا [427]

ترجمہ: پھر اس کو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیز گاری کرنے سمجھ دی۔

اس آیت کی تفسیر علماء اکرام نے یوں بیان کی ہے:

غلام رسول سعیدیؒ فرماتے ہیں:

اسکا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل ایسی قوت رکھ دی ہے۔جو بری چیز کو اچھی چیز سے ممتاز کرتی ہے۔[428]

مولانا عبد الرحمٰن کیلانیؒ فرماتے ہیں:

ہر انسان کی فطرت میں خیر وشر کی تمیز رکھ دی گئی ہے۔پھر انسان کا ضمیر اس کو ہر وقت متنبہ بھی کرتا رہتا ہے۔جس کی وجہ سے بسا اوقات اسے برا کام کرنے پر سخت ندامت محسوس ہوتی ہے۔اور کسی سے بھلائی کرتے وقت انسان خوش ہوتا ہے۔یہ احساس وامتیاز ایک عالمگیر حقیقت ہے۔جس کی بنا پر دنیا میں کبھی کوئی انسانی معاشرہ خیر وشر کے تصور سے خالی نہیں رہا۔خیر اور شر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ [429]

مولانا عبد الحق حقانیؒ فرماتے ہیں:

اور یہاں تک کہ نفس انسانی کی درستگی کی کہ اس کو نیکی اور بدی کی پہچان عطا کی۔اور نفوس حیوانیہ کی طرح نا مکمل نہیں رکھا۔کہ اپنی شقاوت و سعادت اخرویہ کو نہ جانتا ہو۔[430]

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں:

الہام فجور و تقویٰ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے سامنے خیر وشر اور اطاعت اور معصیت کا راستہ کھول دیا ہے۔تا کہ خیر اور اطاعت کو اختیار کرے اور شر اور معصیت سے پرہیز کرے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی مطلب مروی ہے۔دوسرا قول:

---

[427] الشمس، ۹۱ : ۸

[428] سعیدی، تبیان القرآن، ۱۲ / ۷۶۸

[429] کیلانیؒ، تیسیر القرآن، ۴ / ۶۴۸

[430] حقانیؒ، تفسیرِ حقانی، ۵ / ۱۸۰

لیکن سعید بن جبیر اور ابن زید نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے بدکاری یا تقویٰ کو لازم قرار دیا ہے۔اس کے دل میں وہی میلان پیدا کر دیتا ہے جو انسان چاہتا ہے۔ یا نفس کو تقویٰ کی توفیق دیتا ہے۔اور دل میں تقویٰ پیدا کر دیتا ہے۔یا نفس کو بدکاری کے لیے بے مدد چھوڑ دیتا ہے۔اور دل میں بدکاری کی تخلیق کر دیتا ہے۔[431]

سورۃالبلد میں ارشاد ہوتا ہے:

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ[432]

ترجمہ:(یہ چیزیں بھی دیں) اور اس کو (خیر و شر کے) دونوں رستے بھی دکھا دیئے۔

انسان کو ہم نے دونوں راستے بتا دیے ہیں کہ یہ برائی کا راستہ ہے اور یہ نیکی کا راستہ اور انسان کو اختیار دیا گیا کہ چاہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے یا نافرمانی کرے۔

غلام رسول سعیدیؒ فرماتے ہیں:

مجاہد نے کہا:ھدینہ.... کا معنی ہے ہم نے انسان کو خیر و شر کے راستوں کی پہچان کرا دی ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہدایات اور گمراہی کے راستوں کی۔امام ابن مردویہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرما رہے تھے کہ اے لوگو یہ دو راستے خیر وشر کے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے شر کا راستہ خیر کے راستے سے ذیادہ محبوب نہیں بنایا۔[433]

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ انسان مجبور نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو واضح اختیار دیا ہے۔اور اس کو حواس عطا کیے ہیں۔اور عقل سلیم عطا کی ہے۔ اس کو نیکی اور بدی کے راستے دکھا دیے ہیں۔واقعہ ہابیل اور قابیل کا تعلق بھی خیر وشر سے ہے۔کیونکہ ہابیل نے خیر کا راستہ اختیار کیا جبکہ قابیل نے شر کا راستہ اختیار کیا۔

ہابیل خیر کی جبکہ قابیل شر کی علامت ہے:

قابیل نے حسد میں آ کر ہابیل کو قتل کرنا چاہا مگر ہابیل کی نیت میں فتور نہیں تھا۔کیونکہ اس نے خیر کا راستہ اختیار کر رکھا تھا۔مگر قابیل نے شر کو اپنا رکھا تھا۔ہابیل نے اپنا گناہ بھی قابیل کے سر ڈال دیا اس کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے۔

---

[431] پانی پتیؒ، تفسیر مظہری،۱۲/ ۲۷۶

[432] البلد،۹۰ : ۱۰

[433] سعیدیؒ،تبیان القرآن،۱۲ / ۷۵۵

ارشاد ربانی ہے:

اِنِّیٓ اُرِیۡدُ اَنۡ تَبُوۡٓءَ بِاِثۡمِیۡ وَ اِثۡمِکَ فَتَکُوۡنَ مِنۡ اَصۡحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیۡنَ [٤٣٤]

ترجمہ: میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ میں بھی ماخوذ ہو اور اپنے گناہ میں بھی پھر (زمرہ) اہل دوزخ میں ہو اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

امام طبریؒ فرماتے ہیں:

میں ارادہ کرتا ہوں میرا گناہ تیرا ہو جائے یا تیرے قتل کرنے کا جو گناہ اور تیرا اللہ کی حد کو پار کرنے میں گناہ یہ دونوں گناہ تیرے ہو جائیں۔[۴۳۵]

یعنی ہابیل نے اپنا گناہ بھی قابیل کے ذمے ڈال دیا۔اور وہ خیر پر رہے۔گو یا ہابیل نے یہ ارادہ کیا کہ میں تمھارے قتل پر حریص نہیں ہوں۔پس وہ گناہ جو میرے حریص ہونے کی صورت میں مجھے لاحق ہوتا۔میرا ارادہ ہے کہ وہ تمھیں لاحق ہو ۔کیونکہ صرف تم میرے قتل پر حریص ہو۔[۴۳۶]

اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہابیل قابیل کو قتل کرنے کے ارادے پر نہیں تھے۔ اور وہ خیر چاہتے تھے۔جبکہ قابیل ان کو قتل کرنا چاہتا تھا۔طاقت رکھنے کے باوجود بھی انہوں نے قابیل پر جواباً وار نہیں کیا۔اس طرح ہی ہابیل خیر کی اور قابیل شر کی علامت ہے۔

---

[٤٣٤] المائدہ،۵: ۲۹

[٤٣٥] طبریؒ، تفسیرِ طبری، ۳۳۰

[٤٣٦] سعیدیؒ، تبیان القرآن، ۳/ ۱۵۵

فصل چہارم:

واقعہ سے حاصل شدہ تذکیری اور اخلاقی پہلو

فصل چہارم:

واقعہ سے حاصل شدہ تذکیری اور اخلاقی پہلو

ہابیل اور قابیل کے واقعہ کو ہم دیکھیں تو اس میں سے بہت سے پہلو نکلتے ہیں جن سے اس واقعہ کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔جن میں شامل کچھ تذکیری اور کچھ اخلاقی پہلو ہیں۔واقعہ ہابیل اور قابیل سے اخذ شدہ تذکیری اور اخلاقی پہلو درج ذیل ہیں۔

۱۔اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول

۲۔قربانی میں اخلاص

۳۔حسد کی آگ

۴۔جرم چھپانے کی کوشش

۵۔احساس گناہ

۶۔اللہ کی حدود سے تجاوز کرنا

۷۔عذاب عظیم میں مبتلا کیا جانا

۸۔آج کا دور

۱۔اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول:

اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے تو انتہائی نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ اپنی جان اور اپنے مال کو پیش کر دے۔ آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ محض کلمہ پڑھ کر ہمیں جنت مل جائے گی تو یہ کہنا غلط ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول تقویٰ سے ممکن ہے۔یعنی گناہ سے بچنا اور نیکی کی طرف رغبت اختیار کرنا۔

ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ [۴۳۷]

ترجمہ:خدا پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔

---

[۴۳۷] التوبہ،۹: ۴

جنت کا حصول اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے پر منحصر ہے۔اور اللہ کی رضا ایمان ' عمل صالح اور قربانی پر منحصر ہے۔

۲۔ قربانی میں اخلاص:

اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی پیش کرنے میں نیت بہت اہمیت رکھتی ہے۔اگر نیت صاف ہو اور مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہو تو قربانی قابل قبول ہے۔ اور اگر نیت میں فتور ہو تو اس صورت میں رضائے الٰہی کا حصول ناممکن ہے۔ ہابیل اللہ کے حضور بہترین قربانی کا سامان لایا جبکہ قابیل نیت میں فتور کی بنا پر ردی اناج لایا۔جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان کیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ [438]

ترجمہ:اور (اے محمد) ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے خدا (کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کروں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیز گاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے۔

چنانچہ قربانی کی قبولیت کی شرط یہ ہے کہ ہم بہترین اثاثہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کریں جیسا کہ ہابیل نے کیا. نا کہ گھٹیا سامان اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کریں جیسا کہ قابیل نے کیا۔قرآن مجید میں سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایاہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ [439]

ترجمہ:(مومنو!) جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمھیں عزیز ہیں (راہِ خدا میں) صرف نہ کرو گے کبھی نیکی حاصل نہ کر سکو گے اور جو چیز تم صرف کرو گے خدا اس کو جانتا ہے۔

اس بات سے صاف ظاہر ہے کہ قربانی کی قبولیت کی شرط نیت میں اخلاص کا ہونا ہے۔

---

[438] المائدہ،۵ : ۲۷

[439] آل عمران،۳: ۹۲

۳۔حسد کی آگ:

قابیل نے جب یہ دیکھا کہ اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی اور ہابیل کی ہو گئی ہے تو اسے اپنے بھائی سے حسد ہوا۔

حسد کے لغوی معنی ہیں : کسی کی خوشحالی پر جلنا۔[440]

اس کے نقصان پر ہونا، چنانچہ بجائے اس کے کہ قابیل اپنی کوتاہیوں کی جانب نگاہ کرتا، وہ ہابیل سے نفع اور حسد کرنے لگا۔اسی حسد کی آگ میں جلتے ہوئے اس نے ہابیل کو قتل کر دیا۔جس کو قرآن نے یوں بیان کیا۔

سورۃ المائدہ میں ارشاد ہوتا ہے:

فَطَوَّعَتۡ لَهٗ نَفۡسُهٗ قَتۡلَ اَخِيۡهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصۡبَحَ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ [441]

ترجمہ:مگر اس کے نفس نے اس کو بھائی کے قتل ہی کی ترغیب دی تو اس نے اسے قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں ہو گیا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا :کہ تم میں پچھلی امتوں کی بیماری سرایت کر گئ

حسد اور بغض، یہ مونڈ دینے والی ہے،میں نہیں کہتا کہ بال مونڈتی ہے،لیکن یہ دین کو مونڈ دیتی ہے۔[442]

آج کے دور میں ہم ترقی یافتہ اقوام کا اعلیٰ معیار زندگی دیکھتے ہیں تو بجائے اس سے سبق حاصل کرنے کے، ہم ان سے حسد کر لگ جاتے ہیں یہاں تک کہ ہم اپنی تمام تر برائیوں کا ذمہ دار بھی انہی قوموں کو ٹھہراتے ہیں۔اور اپنی غلطیاں سدھارنے سے قاصر رہتے ہیں۔

۴۔جرم چھپانے کی کوشش:

قابیل نے اپنا جرم چھپانے کی کوشش کی۔حالانکہ وہ یہ بھول گیا تھا کہ انسان کتنا ہی خود کو دنیا کی نظروں سے چھپا لے، وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہوں سے نہیں بچ سکتا ہے۔

سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا ہے:

قُلۡ اِنۡ تُخۡفُوۡا مَا فِىۡ صُدُوۡرِكُمۡ اَوۡ تُبۡدُوۡهُ يَعۡلَمۡهُ اللّٰهُ‌ؕ وَيَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ [443]

---

[440] کیرانوی، القاموس الوحید،۳۳۶

[441] المائدہ،۵ : ۳۰

[442] قادری، محمد قاسم، مفتی، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، کراچی:مکتبہ المدینہ باب المدینہ، دسمبر ۲۰۱۸،۲ / ۴۶۹

ترجمہ: (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ کوئی بات تم اپنے دلوں میں مخفی رکھو یا اسے ظاہر کرو خدا اس کو جانتا ہے اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو سب کی خبر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔[443]

آج بھی انسان خود کے جرم کو چھپا کر یہ سمجھتا ہے کہ وہ بچ گیا ہے۔اور وہ اپنا جرم بھول جاتا ہے۔مگر اس کا رب نہیں بھولتا۔

۵۔احساس گناہ:

قابیل نے حسد اور انتقام کے جذبات سے مغلوب ہو کر اپنے بھائی کو تو قتل کر دیا لیکن بعد میں اسے پچھتاوا ہوا کہ یہ اس نے کیا کیا۔ اس کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے۔

سورۃ المائدہ میں ارشاد ہوتا ہے:

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبۡحَثُ فِى الۡاَرۡضِ لِيُرِيَهٗ كَيۡفَ يُوَارِىۡ سَوۡءَةَ اَخِيۡهِ‌ؕ قَالَ يٰوَيۡلَتٰۤى اَعَجَزۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِثۡلَ هٰذَا الۡغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوۡءَةَ اَخِىۡ‌ۚ فَاَصۡبَحَ مِنَ النّٰدِمِيۡنَ[444]

ترجمہ:اب خدا نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کریدنے لگا تاکہ اسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کیونکر چھپائے کہنے لگا آئے ہائے مجھ سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اس کوے کے برابر ہوتا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا پھر وہ پشیمان ہوا۔

اکثر جرائم جذبات کے تحت ہوتے ہیں۔اگر انسان کچھ عرصے کے لیے اقدام کو موخر کر دےتو گناہ سے بچا جا سکتا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی علم ہوتا ہے کہ نیکی اور بدی کی بنیادی تعلیم ہماری فطرت ودیعت کر دی گئی ہے۔اور اگر ہم ضمیر کی آواز کو نہ دبائیں تو بہت سارے گناہوں سے بچ سکتے ہیں۔

۶۔اللہ کی حدود سے تجاوز کرنا:

قابیل نے ہابیل سے حسد میں آ کر اسے قتل کیا تھا۔اور قتل کر کے اس نے اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کو توڑا۔اور بہت بڑا گناہ اپنے سر لیا۔ اگر دنیا میں کسی کو ناحق قتل کیا جائے گا تو اس کا گناہ قابیل کے سر پر بھی ہو گا۔کیونکہ اس نے قتل ناحق کی بنیادی رکھی۔اس کو حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے:

---

[443] آل عمران،۳ : ۲۹

[444] المائدہ،۵: ۳۱

ازروئے حدیث:

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ، حَدَّثَنَا أَبِي ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُرَّةَ ، عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ [445]

ترجمہ: ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن مرہ نے بیان کیا، ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی انسان ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو آدم (علیہ السلام) کے سب سے پہلے بیٹے (قابیل) کے نامہ اعمال میں بھی اس قتل کا گناہ لکھا جاتا ہے۔کیونکہ قتل ناحق کی بنا سب سے پہلے اسی نے قائم کی تھی۔

۷۔عذاب عظیم میں مبتلا کیا جانا:

قابیل نے جان بوجھ کر ہابیل کا قتل کیا تھا جس کی وجہ سے وہ جہنمیوں میں سے ہو گیا۔

ارشادربانی ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا [446]

ترجمہ:اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور خدا اس پر غضبناک ہو گا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لئے اس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۸۔ آج کا دور:

اگر ہم آج اپنے اردگرد نظر ڈالیں تو پاکستان اور بالخصوص کراچی میں قتل کی وارداتیں عام ہو گئی ہیں۔لیکن آج کا قاتل قابیل کے معاملے میں زیادہ سفاک ہے۔کہ اسے کوئی احساس جرم نہیں ہوتا۔جبکہ قرآن مجید میں قتل عمد کی سزا جہنم بتائی گئی ہے۔اس طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس نے ایک انسان کو مارا اس نے ساری انسانیت کا قتل کیا۔جس نے ایک انسان کی جان بچائی اس نے ساری انسانیت کی جان بچائی۔

ارشادربانی ہے:

مِنْ اَجْلِ ذٰ لِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَـقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰ لِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ [447]

---

[445] بخاریؒ، صحیح بخاری، رقم الحدیث،۳۳۳۵

[446] النساء،۴: ۹۳

ترجمہ:اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اُس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی ان سے بہت سے لوگ ملک میں حدِ اعتدال سے نکل جاتے ہیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مذہبی سیاسی اور سماجی راہنما انسانی جان کی حرمت پر لوگوں کو درس دیں اور اپنے پیروکاروں کو اس فعل سے ہر صورت میں باز رہنے کی تلقین کریں۔

---

[۴۴۷] المائدہ،۵ : ۳۲

خلاصہ بحث:

ابتدائے آفرینش کے مراحل میں زمین و آسمان کی تخلیق، اندھیرے اور روشنی کی تخلیق، چوپائیوں اور پرندوں کی تخلیق، زمین پر متعدد اقسام کی چیزوں کا اُگنا، زمین میں معیشت کے خزانے، زمین سے سبزے اور چارے کا نکلنا۔ اس کو قرآن کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے ۔ قرآن نے ابتدائے آفرینش کے تمام تر مراحل کو احسن انداز میں بیان کیا ہے۔

کائنات کے وجود میں آنے سے متعلق بائبل کا موقف بیان کیا گیا ہے۔ جس میں زمین و آسمان کی تخلیق، روشنی کی تخلیق، جانوروں کی تخلیق ،انسان کا خدا کی شبیہ پر پیدا ہونا، خوراک کا مقرر کرنا، تخلیق کے تمام تر مراحل کا مکمل ہونا بیان کیا گیا ہے۔

قرآن کے حوالے سے حضرت آدمؑ کی تخلیق، خلافتِ آدمؑ، وجہ فضیلت، فرشتوں کا سجود اور ابلیس کا انکار کرنا، آدمؑ کا جنت میں دخول، اعزازِ آدمؑ، آدمؑ کا جنت سے خروج، معافی طلب کرنا، معافی نامے کا متن، ابلیس اور آدمؑ کے خصائل کے فرق کو بیان کیا گیا ہے۔

بائبل کے حوالے سے تخلیقِ آدم، باغِ عدن، باغِ عدم میں آدم کا قیام، آدم کی علمی صلاحیت، حوا کی تخلیق، سانپ کی دھوکہ دہی، آدم کا گناہ ،باغِ عدن سے آدم کا خروج بیان کیا گیا ہے۔

مسلم مؤرخین کا نقطہ نظر بیان کیا گیا ہے جس کو تاریخ کی کتب سے لیا گیا ہے۔ جن میں تاریخِ طبری، البدایہ والنھایہ، قصص الانبیاء شامل ہیں۔

مؤرخینِ بائبل کا نقطہ نظر بیان کیا گیا ہے اور ان کے نظریات کو مختلف کتب سے لیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہابیل اور قابیل کے ناموں کا ذکر نہیں کیا بلکہ ان کو آدمؑ کے بیٹے کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ اس بارے میں قرآن بیان کرتا ہے کہ یہ واقعہ کیا تھا اور اس کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے اور اس کی تفصیل سورۃ المائدہ میں بیان کر دی گئی ہے۔

مفسرینِ قرآن نے واقعہ ہابیل اور قابیل کے بارے میں اپنی تفاسیر میں مفصل بحث کی ہے۔ اور اپنا نقطہ نگاہ پیش کیا ہے۔ یہ واقعہ کیسے رونما ہوا تھا۔ اس کو بیان کیا گیا ہے اس میں شامل قرآن سے حضرت آدمؑ کے بیٹوں کا ذکر، ہابیل ظلم سہنے پر راضی ہو گیا، میرا اور تیرا گناہ تیرے ذمے ہے، قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا، قتل کے بعد قابیل کی پریشانی اور کوّے کی معاونت کو مفسرینِ قرآن نے تفصیلاً بیان کیا ہے۔

بائبل کے مطابق ہابیل اور قابیل کے واقعہ کی اہمیت کو بیان کیا ہے جو کہ پیدائش باب، ۴ میں بیان ہوا ہے۔ یہ واقعہ کیسے رونما ہوا اس میں بائبل کا نقطہ نگاہ بیان کیا گیا ہے۔

شارحینِ بائبل کی آراء بیان کی گئی ہیں کہ انہوں نے اپنی تفاسیر میں اس واقعہ کے بارے میں کیا نظریات پیش کیے ہیں۔ اس پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اس میں شامل ہابیل اور قابیل کی پیدائش، قائن اور ہابل کے پیشے، ہابل اور قائن کا خداوند کو ہدیہ دینا، ہابل کی قربانی کا افضل ہونا، قائن کی قربانی کا رد ہونا، خدا کا قائن سے جواب کرنا، قائن ک اپنے بھائی ہابل کو قتل کرنا، قائن کا مجرم ٹھہرایا جانا، قائن کے مجرم ہونے کا ثبوت، سزا کا سنایا جانا، سزا کے خلاف شکایت، سزا کے حکم کی توثیق ان تمام ترچیزوں پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

حضرت آدمؑ اور واقعہ ہابیل اور قابیل کے بارے میں کچھ باتیں قرآن اور بائبل میں مشترک ہیں جن کو بائبل اور قرآن دونوں بیان کرتے ہیں۔

تخلیقِ آدم، حوا کی تخلیق، آدم اور حوا کا جنت میں دخول، مخصوص درخت کے قریب جانے کی ممانعت، آدم کی علمی صلاحیت، لباس سے محروم ہونا، آدم اور حوا کا جنت سے خروج، آدم کے بیٹوں کا ذکر، ہابیل اور قابیل کا قربانی دینا، ہابیل کی قربانی قبول اور قابیل کی قربانی رد ہونا، قابیل کا ہابیل کو قتل کرنا۔

حضرت آدمؑ اور واقعہ ہابیل اور قابیل کے بارے میں کچھ باتیں قرآن اور بائبل میں غیر مشترک ہیں۔ جن کو بائبل میں بیان کیا گیا ہے مگر ان کی قرآن میں تفصیل نہیں ملتی۔ اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کی تفصیل قرآن میں ملتی ہے مگر بائبل میں نہیں نظر آتی۔

تخلیقِ آدمؑ کا فرشتوں سے تذکرہ کرنا، آدمؑ کو علم عطا کرنا، فرشتوں کا سجود اور ابلیس کا انکار کرنا، جنت میں رہنے کی سمت کا بتانا، مخصوص درخت کی تفصیل کا ذکر، درخت کا پھل کھانے پر ظالم ہونا، درخت کا پھل کھانے پر اُکسانا، درخت کے پتوں کا لباس، جنت سے خروج کا سبب، آدم کے بیٹوں کے نام، قربانی کی تفصیل، قابیل کی سزا۔

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو تخلیق کیا۔ تو اسے سمجھ بوجھ عطا کی۔ اور خیر اور شر میں فرق کرنے کی قوت دی۔ یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ نیکی کا راستہ اختیار کرتا ہے یا برائی کے راستے پر چلتا ہے۔ خیر اور شر کو اپنانے میں نفس اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر تزکیہ نفس کیا جائے تو انسان خیر کے راستے پر چلتا ہے۔ اور اگر تزکیہ نفس نہ کیا جائے تو شر کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ قابیل شر کی جب کہ ہابیل خیر کی علامت ہے۔

ہابیل اور قابیل کے واقعہ کو ہم دیکھیں تو اس میں سے بہت سے پہلو نکلتے ہیں جن سے اس واقعہ کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ جن میں شامل کچھ تذکیری اور کچھ اخلاقی پہلو ہیں۔ واقعہ ہابیل اور قابیل سے اخذ شدہ تذکیری اور اخلاقی پہلو درج ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول، قربانی میں اخلاص، حسد کی آگ، جرم چھپانے کی کوشش، احساس گناہ، اللہ کی حدود سے تجاوز کرنا، عذاب عظیم میں مبتلا کیا جانا، آج کا دور، ان تمام تر چیزوں کو مقالہ میں شامل کیا گیا ہے۔

سفارشات و تجاویز

میں نے اپنی تمام ترکاوشوں سے موضوع "واقعہ ہابیل اور قابیل قرآن اور بائبل کی روشنی میں" پر تحقیق کی ہے۔ مگر چند ایسی چیزیں ہیں جن تک میری رسائی ممکن نہ ہو سکی۔ اس بات کے تناظر میں چند سفارشات و تجاویز پیش کی جارہی ہیں۔

۱۔ اس موضوع پر تحقیق کرتے وقت مجھے "بائبل کی اردو تفاسیر "لائبریریز میں نہیں ملی، بائبل کی اردو تفاسیر کو لائبریریز میں رکھوانا چاہیئے تا کہ طلباء اس سے استفادہ کر سکیں۔

۲۔ بائبل کی انگریزی کمینٹریز کے تراجم کروائے جانے چاہیئے تا کہ تحقیق میں مدد حاصل ہو۔

۳۔ بائبل پر موجود یہودی شارحین کی اردو تفاسیر رکھوائی جانی چاہیئے۔

۴۔ اس طرح کا انتظام ہونا چاہیئے کہ یونیورسٹی کے اسکالرز تمام مذاہب کے علماء سے مل سکیں اور طلباء کی ان تک رسائی آسان ہو۔

۵۔ تقابُل دیان کے موضوع پر اردو کُتب لائبریریز میں رکھوائی جانی چاہیئے تا کہ طلباء اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

۶۔ بائبل کے مؤرخین کی اردو کُتب، تمام لائبریریز میں رکھوائی جائیں۔

۷۔ عربی تفاسیر کی کتب کے تراجم کروائے جانے چاہیئے کہ اس سے استفادہ ہو۔

۸۔ مذاہب عالم پر تحقیق کرنے کے سلسلے میں ایسے وسائل موجود ہوں کہ طلباء کی رسائی ان تک ممکن ہو سکے اور تحقیق میں دُشواری پیش نہ آئے۔

مصادر و مراجع

قرآن الحکیم

مترجم، جالندھری، فتح محمد خان، مولانا، القرآن الکریم، لاہور: فاران فاؤنڈیشن ایبٹ روڈ، جولائی ۲۰۱۲ء

بائبل (عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید)

رازی، فخر الدین، امام، مفاتیح الغیب، لبنان، بیروت: دار الفکر، الطبعۃ الاولی، ۱۹۸۱

بغدادی، آلوسی، علامہ، روح المعانی، بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن

طبری، تفسیر طبری، تحقیق: عبد اللہ بن عبد المحسن، قاہرہ: مرکز البحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ، ۲۰۰۱

زمخشری، جار اللہ محمود بن عمر، علامہ، تفسیرِ کشاف، بیروت: دار المعرفۃ، ۲۰۰۹

بیضاوی، عبد اللہ بن عمر، علامہ، تفسیرِ بیضاوی، بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن

فیروز آبادی، ابو طاہر محمد بن یعقوب، تفسیر ابنِ عباس، مترجم، پروفیسر محمد سعید احمد عاطف، لاہور: مکی دار الکتب ۲۰۰۹

کثیر، عماد الدین ابو الفدا، امام، تفسیر ابنِ کثیر، مترجم، مولانا محمد جونا گڑھیؒ، لاہور: مکتبہ قدوسیہ ۲۰۰۶ء

قرطبیؒ، احمد بن ابو بکر، امام، تفسیرِ قرطبی، مترجم، مولانا ملک محمد بوستان، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اکتوبر ۲۰۱۲

سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، لاہور: فرید بک سٹال، فروری ۲۰۰۰ء

مودودی، ابو الاعلیٰ، مولانا، تفہیم القرآن، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، س۔ن

حقیؒ، شیخ اسماعیل، علامہ، روح والبیان، مترجم، فیض احمد اویسی، بہاولپور: مکتبہ اویسیہ رضویہ، ۱۹۸۳

سیوطیؒ، جلال الدین عبد الرحمن، امام، تفسیر دُرِ منثور، مترجم، مولانا سید محمد اقبال شاہ، لاہور: ضیاء القرآن پبلیشرز، نومبر ۲۰۰۶

کیلانیؒ، عبد الرحمن، مولانا، تیسیر القرآن، لاہور: مکتبہ الاسلام، س ن

قادری، محمد قاسم، مفتی، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، کراچی: مکتبہ المدینہ باب المدینہ، دسمبر 2018

مفتی محمد شفیعؒ، معارف القرآن، کراچی: مکتبہ معارف القرآن، اپریل ۲۰۰۸

پانی پتیؒ، قاضی محمد ثناء اللہ، علامہ، تفسیرِ مظہری، مترجم، سید عبد الدائم الجلالی، کراچی: دار الاشاعت، ۱۹۹۹

الازہریؒ، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، لاہور: ضیاء القرآن پبلشرز، ۱۹۹۵

کاندھلویؒ، محمد ادریس، مولانا، معارف القرآن، سندھ: مکتبہ المعارف، س ن

امر تسریؒ، ثناء اللہ، مولانا، تفسیرِ ثنائی، لاہور: مکتبہ قدوسیہ، دسمبر ۲۰۰۲

النسفیؒ، عبد اللہ بن احمد، شیخ، تفسیرِ مدارک، مترجم، مولانا شمس الدین، لاہور: مکتبہ العلم، س۔ن

بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، جامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ

قشیری، مسلم بن حجاج، ابو الحسن، نیسابوری، صحیح مسلم، بیروت، دارِ احیاء التراث، س۔ن

طبریؒ، جعفر محمد بن جریر، علامہ، تاریخِ طبری (الامم والملوک)، کراچی: نفیس اکیڈمی اردو بازار، ۲۰۰۴

ابنِ کثیر، عماد الدین، علامہ، قصص الانبیاء، لاہور: مکتبہ خلیل اردو بازار، اکتوبر ۲۰۱۱

قادری، محمد ناصر الدین ناصر، علامہ، تذکیرۃ الانبیاء، لاہور: قادری برادرز بک سٹال، ستمبر ۲۰۰۷

ابنِ کثیر، عماد الدین، علامہ، تاریخ (البدایہ والنھایہ)، کراچی: نفیس اکیڈمی اردو بازار، جون ۱۹۸۷

سیف اللہ خالد، صحیح سیرتِ انبیاء، لاہور: دار الاندلس غزنی سٹریٹ اردو بازار س۔ن

مجاہد، عبد المصطفیٰ، مولانا، انبیا اکرام اور ان کی قوموں کے احوال، لاہور: اکبر بک پبلشرز، ستمبر ۲۰۱۳

سیوہاروی، محمد حفظ الرحمٰن، مولانا، قصص القرآن، کراچی: دار الاشاعت اردو بازار، ۲۰۰۲

رضوی، محمد لیاقت علی، تذکیرۃ الانبیاء وصالحین، لاہور: بشیر برادرز اردو بازار، مئی ۲۰۱۴ء

عثمانی، محمد رفیع، مفتی، آدمؑ سے محمدؐ تک، سہارنپور،: ایوب پبلی کیشنز دیوبند، ۲۰۰۹

میتھیو ہینری، تفسیر الکتاب، لاہور: چرچ فاؤنڈیشن سیمینار، ۲۰۰۲

مترجم، ایستر امتیاز اللہ، اسفارِ خمسہ کا تعارف اور تکوین، لاہور: مکتبہ عناویم، بائبل کمیشن، ستمبر ۲۰۱۲ء

John Wesley, one volume commentary , edited , keneeth j .ollins and Robert w. wall, USA: Abingdon Press,۲۰۲۰

ولیم میکڈونلڈ، تفسیر الکتاب پیدائش تا استثناء، مترجم، سموئیل، لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، ۲۰۱۸

مورس بلینکارڈ، بائبل کی تفسیر پیدائش تا گنتی، مترجم، جیکب سموئیل، لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، ۲۰۱۴

ڈی وئیر، رابرٹ وین، مترجم، ملک اشفاق، یہودیت تاریخ عقائد فلسفہ، لاہور: بک ہوم، ۲۰۰۹

Luttikhuizen, Gerard .P, Eve's Children,USA: Brill Leiden Boston, ۲۰۰۳,
John Byron , Cain and Abel in Text and Tradition, Brill Leiden Boston, ۲۰۱۱
Holguin , Julian Andres ,Cain, Abel and the politics of God , Newyork : Routledge Taylor and Francis Group, ۲۰۱۸

ابن منظور، لسان العرب، مادہ زکی' دار صادر بیروت، ۱۹۹۴

بلیلاویؒ، عبد الحفیظ، مولانا، مصباح الغات لاہور: مکتبہ قدوسیہ جولائی ۱۹۹۹

زبیدی، مرتضیٰ، تاج العروس، مادہ قبل، التراث العربی: س ن

کیرانویؒ، وحید الزماں قاسمی، مولانا، القاموس الوحید ،لاہور: ادارہ اسلامیات، جون ۲۰۰۱ ء

مولوی فیروز الدینؒ، فیروز الغات، لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۲۰۱۰

عثمانیؒ، محمد تقی، مفتی، قتل اور خانہ جنگی، کراچی: مکتبہ معارف القرآن، نومبر ۲۰۰۹

قاسمی، وسیم احمد، مفتی، اردو شرح مختصر القدوری، کراچی، دار الاشاعت، جنوری ۲۰۱۱

مترجم، محمد میاں صدیقی، قصاص و دیت، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، جولائی ۱۹۸۲

شیخ احمد بن حجرؒ، قتل اور خودکُشی، لاہور: مکتبہ قدوسیہ، فروری ۲۰۰۰

غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ فقہ، لاہور: الفیصل، ناشران، ۲۰۰۵

Mircea Eliade, Encyclopedia of Religion, New York: Macmillan publishing company, ١٩٨٧

Encyclopedia Britannica, inc ,The new Encyclopedia Britannica, Chicago: Encyclopedia Britannica,inc, ١٩٧٤